عین الفقر

مع

اضافہ ترجمہ اردو عبارات عربی اشعار فارسی

حضرت سلطان باہو

ناشر

اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

عین الفقر

مع

اضافہ ترجمہ اردو عبارات عربی اشعار فارسی

ازتصنیف ولطیف

برہان الساکنین زبدۃ العارفین سلطان العاشقین سرتاج عاشقان نور چشم خاندان کبریٰ قدس سرہٗ

حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ

مترجم

جناب مولانا محمد عبدالستار ٹونکی غفرلہ

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

Marfat.com

(جملہ حقوق کمپوزنگ محفوظ)

نام کتاب	....	عین الفقر (اُردو)
مصنف	....	حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	....	حضرت مولانا محمد عبد الستار ٹونکی
تصحیح	....	محمد شکیل اعوان صابری
کمپوزنگ	....	عبد السلام/قمر الزمان رائل پارک لاہور
تاریخ اشاعت	....	اکتوبر ۲۰۰۷ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری عطاری
قیمت	....	150/- روپے

ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

Marfat.com

ترتیب

☆ حمد ۷
☆ نعت ۷
☆ سبب تالیف و نام کتاب ۹
☆ مرشد کامل و مرشد ناقص ۱۲
☆ سالک مجذوب و مجذوب سالک ۱۷
☆ علم دین اور علم دُنیا ۲۱
☆ ذکر سِرّی کا بیان اور اُس کی فضیلت ۲۴
☆ مقام اَنا ۲۵
☆ علم ظاہر سے علم باطن کا حصول ۲۸
☆ فقر کے مقامات ۳۲
☆ فقر آزادی نہیں بلکہ علم و عمل اور شریعت و طریقت وغیرہ جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے ۳۴

باب اوّل

شرح برزخ اسم اللہ اور توحید و فنا فی اللہ جل شانہ ۳۵
ذکر اللہ کے فتوحات ۳۵
تشریح اسم اللہ ۳۶
ہر جاندار کی سانس سے اسم ہُو نکلتا ہے ۳۷
کسر نفسی اور اُس کا محاسبہ ۳۸

Marfat.com

حصول کمال کے لیے ریاضت و مشقت ۳۸
مرشد کامل کی مثال اور اُس کی ضرورت ۳۹
عشق حقیقی و عشق مجازی ۳۹
عبادت میں توجہ نہ کرنا ۴۰
جب نفس فنا ہو جاتا ہے تو نفسانیت کا شائبہ مطلق نہیں رہتا ۴۱
مرشد کامل سے رُوگردانی ۴۱
ذِکر اللہ کی شان ۴۲
توحید مطلق ۴۳
خلاف شرع گمراہی ہے ۴۴

<u>باب دوم</u>

تجلیات و تحقیق مقامات نفس و ماسوائے اللہ وغیرہ ۴۶
تجلی کے اقسام اور اُس کے مقامات ۴۶
ذکر مشاہدہ ۵۳
عشق الٰہی کے لزومات ۵۵

<u>باب سوم</u>

مرشد و طالب کی خصوصیات ۵۷
انسان کے وجود میں اس کے مقامات ۵۸
صاحب باطن و صاحب بطن ۵۹
صاحب زر و صاحب نظر ۶۰
تلقین کا بیان اور اُس کی تمثیل ۶۱
عارف دنیا اور عارف عقبیٰ اور عارف مولا ۶۱
استغراق ۶۳
معارف پر کشف و کرامت بند ہوتی ہے ۶۳
مرشد کا مرید کے لیے آئینہ ہونا ۶۴

Marfat.com

مراتب علم و معرفت ۶۵

باب چہارم

نفس سے مخالفت اور اسے زیر کرنے کا بیان ۷۲

تمثیل ۷۲

فقیر کی سانس ذکر ہوا کرتی ہے ۷۶

نفس و شیطان اور دنیا کی تمثیل ۸۰

نفسانیت اور اس کا نتیجہ ۸۲

ابلیس اور نفس اور دنیا کے اتفاق کی تمثیل ۹۰

فقر فنا و فقر بقا و فقر منتہی ۹۲

شریعت و طریقت و معرفت کی تمثیل ۹۳

زندہ دل اور مردہ دل ۹۴

ذکر علماء و فقرا ۹۶

علم رحمانی اور علم شیطانی ۹۶

زہد بے علم ۱۰۰

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ کے معنی ۱۰۲

خانہ ہائے نفس ۱۰۳

قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف اور غنی کو چھوڑ کر مفلس کی طرف رجوع
خلافِ عقل ہے ۱۰۷

فقر میں کون کون سے مقام پیش آتے ہیں ۱۰۹

باب ششم

ذکر مراقبہ و مشاہدہ و خواب و جواب

برزخ و تعبیر غرق بوحدت ۱۱۹

ذکر روحی اور ذکر سری ۱۲۱

مراقبہ اور اُس کی منزلیں ۱۲۲

Marfat.com

مراقبہ کی تمثیل ۱۲۴
مراتب مراقبہ ۱۲۶
صاحب زماں لامکاں طریقہ قادری ۱۲۷
باب ہفتم
ذکر لسانی و ذکر قلبی و ذکر روحی اور ذکر سرّی و جہری کے بیان میں ۱۴۱
قلب کے اقسام ۱۴۷
باب ہشتم
محبت و عشق و فقر، فنا و وصال و حال و احوال کے بیان میں ۱۵۸
عشق و محبت ۱۵۸
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز ۱۷۳
باب نہم
شراب کے ذکر اور حقائق اولیاء اللہ اور ترک ماسوی اللہ کے بیان میں ۱۷۴
باب دہم
ذکر فنا فی اللہ بقا باللہ و ذکر فقر اولیاء اللہ و ترک دنیا و ماسوائے ۱۹۲
خاتمہ کتاب از مترجم ۲۱۱
مناجات بجناب مجیب الدعوات ۲۱۶

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حمد

تمام محامد پروردگار عالم کو زیبا و لائق ہیں جس کی ذات کو ہمیشگی ہے اور جس کی شان زندے کو مردے سے اور مردے کو زندے سے نکالنا ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (۳۰-۱۹)

وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○ (۴۲-۱۱)

کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں اور وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔

نعت

درود نا محدود جناب سیّد السادات پر جنہیں کل مخلوقات پر شرف ہے اور جو ہدایت اور دین حق کے اولوالعزم رسول ہیں اور جن کی شان میں خداوند کریم نے فرمایا ہے۔

(حدیث قدسی)

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

یعنی اے حبیب (علیہ السلام)! اگر تم نہ ہوتے تو ہم زمین و آسمان کبھی نہ بناتے،

اور جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (۳-۳۱)

Marfat.com

اے محبوب! تم فرمادو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو تم فرمانبرداری کرو میری خدا تعالیٰ تمہیں اپنا دوست بنا لے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا' وہ بخشنے والا اور اپنے بندوں پر مہربان ہے'' جن کی یہ شان ہے اور محمد رسول اللہ ان کا نام صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

Marfat.com

سبب تالیف و نام کتاب

مخفی نہ رہے کہ میں نے اس کتاب کو جس کا نام "عین الفقر" ہے یہ نام اس لیے رکھا کہ طالبانِ خدا وفقیرانِ فنا فی اللہ کو ہر مقام میں خواہ بلندی و متوسط ہوں یا منتہی فائدہ دے اور صراط مستقیم پر قائم رکھے اور اسرار و مشاہدات و تجلیات انوار توحید عین ذات پر انہیں علم الیقین،[1] عین الیقین، حق الیقین حاصل ہو اور اس پر انہیں ثابت قدم رکھے اور اس کی محبت کا جوش دے جیسا کہ

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

(میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، اس لیے مخلوق کو پیدا کیا)

حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے تا کہ وہ لوگ یعنی طالبانِ خدا وفقیرانِ فنا فی اللہ استدراج و بدعت میں نہ پڑ جائیں۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ (۷-۱۸۲، ۱۸۳)

یعنی: اور جن لوگوں نے جھٹلائی ہماری نشانیاں ہم بتدریج پکڑیں گے جہاں سے وہ بے خبر ہوں گے بیشک ہماری تدبیر درست ہے۔

---

[1] جس چیز کو دلیل سے پہچانتے ہیں اسے علم الیقین کہتے ہیں جیسے مخلوقات کو دیکھ کر خالق کو جاننا اور جس چیز کو مشاہدہ سے حاصل کرتے ہیں اسے عین الیقین کہتے ہیں جیسے کہ آفتاب کو اپنی ذات کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے مشاہدہ کافی ہوتا ہے اور مشاہدہ کے نتیجہ کو حق الیقین کہتے ہیں جیسے مشاہدہ تجلیات سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ

كُلُّ طَرِيْقَةٍ رَدَّتْهَا الشَّرِيْعَةُ فَهِيَ زَنْدِيْقَةٌ

جس کو شریعت نے رد اور ناپسند کیا اس پر چلنا بے دینوں کا کام ہے وارد ہوا ہے اور تا کہ وہ لوگ راہِ شیطانی اور ہوائے نفسانی سے خبردار رہیں اور جان لیں کہ دنیا ان کی رہزن ہے جیسا کہ

مَنْ طَلَبَ شَيْئًا فَلَا تَجِدَ لَهٗ خَيْرًا وَّمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰى فَلَهٗ اِنْ كُلُّ

جو شخص کسی (دنیاوی) شے کو طلب کرے تو اس میں تم بھلائی نہ پاؤ گے اور جس نے طلب کیا اللہ تعالیٰ کو اس کے لیے سب کچھ موجود ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حصول تعلیم سلوک اور مراتب ظاہر و باطن کو طے کرنا فقیر کا مقصود ہے اور فقر ذاتی الی اللہ مطلوب ہے اور فقرِ طالب دنیا مردود ہے

پیکر من ز توحیدش شد توحید وز توحید — عین ازاں توحید مطلق ماسوٰا اللہ دیگر ندید

میرا وجود اُس کی توحید سے ہمہ تن توحید ہو گیا اور اس کی عین توحید کے سبب سے خدا تعالیٰ کے سوا کچھ نہ دیکھا۔

برد بالا عرش و کرسی با شریعت شاہراہ — ہر مقامش خوش بدیدم سِرّ وحدت از الٰہ

مجھے یہ میرا وجود توحید مطلق کے سبب سے عرش و کرسی تک شریعت کی راہ سے لے گیا اور ہر مقام پر میں نے سرِ وحدت کا اچھی طرح مشاہدہ کیا۔

از حرف توحید بینی و از سطر توحید بیں — باش دائم در مطالعہ تاشوی حق الیقیں

اے فقیر و طالب خدائے تعالیٰ کو توحید کے حرف و سطر سے دیکھ ہمیشہ اس کا مطالعہ کرتا رہ تا کہ تجھے حق الیقین حاصل ہو۔

پس چاہیے کہ غرق توحید ہو کر حق الیقین حاصل کرے تا کہ توحید کے آغاز نمودار ہوں۔ دیکھو

اَلْاِنَاءُ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ (برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہو)

جب برتن میں کچھ ہوگا ہی نہیں تو رہے گا کیا خاک۔ مگر یاد رہے اور سالکان

Marfat.com

طریقت خبردار ہو جائیں کہ خدا تعالیٰ مکان و زمان سے منزہ ہے نہ وہ مشرق و مغرب میں ہے نہ جنوب و شمال میں۔ نہ تحت[1] و فوق میں نہ چاند اور سورج میں نہ آب و گل میں نہ خاک و آتش میں نہ وہ کسی کی قیل و قال میں اور نہ انسان کے خط و خال نہ صورت جمال میں نہ ورد و وظائف میں نہ تقویٰ اور پارسائی میں نہ گداگروں کی گدڑی اور نہ کسی کے لب بستہ میں ہے۔ وہ ان سب سے پاک و منزہ ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (۴۲-۱۱)

(اس جیسی کوئی شے نہیں اور وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے)

چونکہ بعض لوگوں کو اس میں دھوکا ہو کر اس سے غلطی ہو جاتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے لیے مکان و زمان ٹھہرا دیتے ہیں اس لیے سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے جنوب و شمال وغیرہ اکثر چیزوں کے نام لے کر بتا دیا کہ خدا تعالیٰ ان چیزوں میں نہیں ہے۔ بلکہ ان سب سے پاک و منزہ ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اس کا راز صاحب دل کے سینہ میں ہوتا ہے۔ وہ پاتا ہے (جوئندہ یابندہ) ورنہ جان لو کہ خدا سب سے بے نیاز ہے

اے سرّ تو در سینہ صاحب راز — پیوستہ در رحمت تو برہمہ باز

اے وہ ذات جس کا راز صاحب دل کے سینہ میں رہتا ہے' تیری رحمت کا دروازہ ہمیشہ سب پر یکساں کھلا ہوا ہے۔

ہر کس کہ بدرگاہِ تو آید بہ نیاز — محروم ز درگاہِ تو کے گردد باز

جو شخص کہ تیری درگاہ میں عاجزی سے داخل ہوتا ہے وہ شخص تیری درگاہ سے محروم نہیں رہ سکتا۔

پس توحید کا دریا مومن کے دل میں سکونت رکھتا ہے۔ طالب خدا کو چاہیے کہ اول مرشد کامل کی طرف رجوع کرے جو اپنے سینہ کو اسرار توحید سے پُر کیے ہوئے ہو کیونکہ تصور اسم اللہ کی تاثیر اور اس کے ذکر سے فقراء کا نور وجود میں ہوتا ہے اور جب کوئی

[1] تحت (نیچے) فوق (اوپر) آب (پانی) گل (کیچڑ) خاک (مٹی) آتش (آگ) قیل و قال (بول چال) لب بستہ (خاموش)

Marfat.com

حامل راز ہو جاتا ہے تو نعمت الٰہی سے بھی محروم نہیں رہتا۔ ورنہ بدوں شیخ اور مرشد کامل کے نفس و شیطان اس پر غالب آتا ہے اور آخر کو وہ شخص مَنْ لَّا شَيْخَ لَهٗ يَتَّخِذُهٗ الشَّيْطَان (جس شخص کا کوئی مرشد و پیشوا نہ ہو اسے شیطان پکڑتا ہے اور اس کا پیشوا بنتا ہے) کا مصداق بن جاتا ہے۔ مگر ہاں مرشد کامل کی شناخت اور اس کی پہچان ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ ہر کسی کے ہاتھ پر بیعت[۱] کرنے کو آمادہ ہو جائے۔

مرشد کامل و مرشد ناقص

مرشد کامل کا یہ نشان ہے کہ وہ دم زدن میں عالم روحانی کی سیر کرتا ہے اور مقام فنا فی اللہ میں اس پر استغراق کی حالت طاری ہوتی ہے اور اس کی مرشدی صرف ذکر لسانی تک ہی محدود نہیں ہوتی کہ صرف زبان سے اللہ اللہ کہتا ہو بلکہ اس کی مرشدی دارالامان میں پہنچا دیتی ہے اور اس سے بیعت کرنے والا[۲] وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا کا مصداق ہو جاتا ہے اور یہ مرتبہ صرف جوان مردوں کو ہی ملتا ہے اور انہیں کا حصہ ہے۔ کیونکہ وہ نفس و شیطان انسان کے رہزن و دشمن ہیں۔ ان دونوں پر فتح ہو تو میدان محبت الٰہی ہاتھ آئے۔ اس لیے مرشد کامل یکبارگی نفس و شیطان کا سر اڑا کر میدان جیت لیتا ہے اور ہمیشہ کے لیے اس کے محاربہ سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کرامت[۳] ومقاومت سے استقامت[۴] بہتر ہے۔ مرشد کامل کا اور یہ نشان ہے کہ وہ طالبوں کے لیے ہزار آفت

---

۱ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست

اکثر اوقات شیطان انسانی شکل میں ہوتا ہے اس لیے ہر کس و ناکس کو ہاتھ نہ دینا چاہیے۔

۲ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کے ذکر میں فرمایا ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہو وہ صاحب امن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مرشد کامل کی بیعت میں امن حاصل ہوتا ہے اور وہ صاحب امن ہو کر اس آیت کا مصداق ہو جاتا ہے۔

۳ جو خلاف عادت کام کہ بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہو۔ اگر اولیاء اللہ سے ان کا ظہور ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں اور کافر سے ظہور پائے تو اسے استدراج کہتے ہیں اور چونکہ کرامت میں نفس کا شائبہ ہونا ممکن ہے۔ اس لیے استقامت کو کرامت پر فضیلت ہے۔

۴ استقامت راست روی کو کہتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ فقیر کجروی سے بچتا ہے اور نفس و شیطان کا شائبہ اپنے اوپر مطلق نہ آنے دے۔ استقامت سے مراد یہ بھی ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی چیز کی خواہش نہ کرے۔

ہو۔ کیونکہ مرشد کامل صاحب استغراق ہوتا ہے اور ذکر اسم دوری میں جس کی وہ تلقین کرتا ہے۔ بوجہ تعلق اسم کے مسمّٰی سے ہجر و فراق ہوتا ہے۔ پس مرشد کامل وہی ہے جو ما سوٰی اللہ سے کھینچے اور اس کی تاثیر کے باعث دنیائے دوں سے ہاتھ دھونا اور ریاضت شاقہ اٹھانا پڑے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (۱۳-۴۹) (سب سے بزرگی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی کو ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے) اس راہ میں ریاضت درکار ہے نہ گفت و شنید اور وعظ و پند۔ کیونکہ بدون عمل کے نصیحت کا اثر مطلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۲-۴۴) (کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے نفسوں کو بھولے بیٹھے ہو حالانکہ تم خدا کی کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں) اور مرشد کامل و واصل کی ایک نظر بھی ہزار سال کے سجدوں سے زیادہ فضیلت اور علم رسمی سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ کیونکہ اس میں سراسر قیل و قال اور اس کی نظر ہمہ تن وصال ہے۔ مرشد کامل و مکمل طالب کے لیے ریاضت کا دروازہ کھول دیتا اور ذکر اللہ و زہد و تقویٰ میں مشغول کر دیتا ہے۔ صاحب تاثیر کی نظر نفس کی تربیت کرتی ہے اور اسے طمع دنیا و ہوا و ہوس سے فارغ اور رزق کی طرف مائل کر دیتی ہے اور مقرب الی اللہ بنا دیتی ہے۔ ایسے فقیر کا دونوں جہان کا حصہ ہے۔ مگر بعض فقیر محض خلق اللہ کو دام تزویر میں لانے کے لیے شب و روز زبان پر جاری رکھتے ہیں اور درحقیقت طالب دنیا کا ذکر حقارت سے کرتا ہے۔ کیونکہ دنیاوی ذکر سے دل پر کدورت پیدا ہوتی ہے اور طالب دنیا اس کا ذکر خلوص دل سے کرتا ہے اور محبت دنیا اس کے دل میں مستحکم ہو جاتی ہے اور تھوڑی سی مدت میں بدوں ذکر و فکر زہد و تقویٰ اور مقام فنا فی اللہ میں استغراق کا دعویٰ کرتا ہے اور مشقت سالہا سال کو لغو جانتا ہے اور حقیقت حال سے ناواقف رہتا ہے۔

بیت

اسم و جسم یک شدہ با یک وجود　　　آنچہ بودے سرِّ پنہاں رُخ نمود

(ذکر اللہ یہ ہے کہ کثرت ذکر سے اسم اور جسم ایک ہو جائے اور جو کچھ راز پنہاں ہو نظر آنے لگے اور اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ معائنہ ہو جائے)۔
بلکہ اس مقام پر تو ماسوی اللہ حرام ہو جاتا ہے۔

بیت

چناں کن ہم در جسم پنہاں   کہ میگردد الف در بسم پنہاں
(کثرت ذکر سے اسم کو جسم میں اس طرح پنہاں کرنا چاہیے جس طرح بسم اللہ کا الف چھپ گیا ہے)
یعنی فقیر کا وجود بظاہر تو جسم ہو۔ مگر در حقیقت وہ ذکر ہی ذکر ہو اور جس طرح بسم اللہ کی ب الف میں حاجب ہے۔ اسی طرح جسم ذکر اللہ کا حاجب ہو۔
طالب اللہ اسم کو جامہ کی طرح پہنتا ہے۔ گویا کہ وہ جان ہے اور اس کی زندگی میں ہو کا نشان ہے۔ ذات کا ذات سے اور صفات کا صفات سے جیسا کہ مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَهٗ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّهٗ وَمَنۡ عَرَفَ نَفۡسَهٗ بِالۡفَنَآءِ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالۡبَقَآءِ جس نے اپنے نفس کی حقیقت جانی اس نے اپنے رب کو پہچانا، جس نے اپنے نفس کو پہچانا فنا کے ساتھ یقیناً اس نے اپنے رب کو جانا بقا کے ساتھ وارد ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہر دم اس کی یاد میں رہنا اور توحید میں مستغرق ہونا چاہیے۔

بیت

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی
تیس سال کے بعد خاقانی کو یہ معلوم ہوا کہ ایک دم بھر بھی خدا کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا ملک سلیمانی سے بہتر ہے۔

Marfat.com

جواب از باہو رحمۃ اللہ علیہ

بسے صد سال ہاباید فنا فی اللہ شود فانی
ولے نامحرم است آنجا غلط گفت است خاقانی

(باہو اس بات کو صدیاں چاہئیں کہ فقیر مقام فنا فی اللہ میں ہو جائے۔ مگر خاقانی اس راز سے نامحرم ہے)

تیس برس کے بعد ہی اس نے یہ کہہ دیا کہ ایک دم بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ رہنا ملک سلیمان سے بہتر ہے۔ یہ مقام تو فنا فی اللہ میں حاصل ہوتا ہے۔ جس کے لیے بڑا زمانہ درکار ہے۔

ایک سانس خدا کو یاد کرنا کیا معنی ایک سانس اس کی یاد سے غافل رہنے کی ممانعت ہے اور[1] وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ (۱۸-۲۴) فرمایا ہے (اور یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جایا کرے)

اور یاد رکھو کہ فقیر فنا فی اللہ صاحب حضور ہوتا ہے۔ وحدانیت الٰہی میں غرق کرنا اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچانا اس کے لیے کچھ مشکل نہیں بلکہ آسان ہے اور صرف ذکر و فکر اور زہد و تقویٰ سے یہ بات حاصل ہونا دشوار ہے۔ کیونکہ مرشد کامل و مکمل طالب الی اللہ کا ہاتھ پکڑ کر منزل مقصود کو پہنچا سکتا ہے۔ جس شخص کو یہ قدرت نہ ہو اسے کامل و مکمل کہنا غلط ہے بلکہ وہ رہزن ہے اور رہزن زن کو کہتے ہیں اور شیطان بھی زن

---

[1] اس آیت میں یہ قصہ مذکور ہے کہ یہودیوں نے آپ سے اصحاب کہف کا حال امتحاناً پوچھا۔ کیونکہ یہ واقعہ کتب تاریخ نادرات سے مذکور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ جبرائیل علیہ السلام آئیں گے تو ان سے پوچھ کر بتا دوں گا۔ انہیں جواب دیا کل بتاؤں گا اور آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اسی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی نازل نہ ہوئی اور آپ سخت غمگین ہوئے۔ آخر اٹھارہ روز بعد وحی نازل ہوئی اور اصحاب کہف کا مفصل حال آپ کو بتایا گیا۔ آخر میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے تاکید کی کہ ایسا نہ کرو اور جب انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جس وقت یاد آ جائے اسی وقت کہہ لیا کرو۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ اور یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جایا کرے۔

کی صورت میں ہوتا ہے۔ مگر اہل ہدایت پر اسے قدرت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یَدُ اللہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ آیا ہے۔ پس رہزن کو چھوڑ کر جواں مردوں کا ہاتھ پکڑ کر جواں مردی حاصل کرنا چاہیے۔ ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

بیت از باھو رحمۃ اللہ علیہ

دست مردے گیر تا مردے شوی ۔ جز بمرداں نیست را رہبری

(جواں مردوں کا ہاتھ پکڑ تا کہ تو بھی جواں مرد ہو جائے۔ کیونکہ جواں مردوں کے سوا تیری رہبری ناممکن ہے۔)

مگر شرط یہ ہے کہ طالب جو کچھ دیکھے بصیرت کی آنکھ سے دیکھے تا کہ اسم اللہ اس کے لیے ہادی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے پیدا کیا ہے۔ شیطان لعین آپ کی اور اہل ہدایت کی صورت ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقِّ (شیطان میری صورت نہیں بن سکتا جس نے مجھے دیکھا واقعی مجھے دیکھا)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ (۱۷-۶۵)

اے شیطان! تجھے میرے بندوں پر کچھ قدرت نہ ہوگی۔

پس مرشد کامل و مکمل تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ طالب اللہ کی طرف نظر کرتا ہے۔ اس کا دل بیدار اور اس کی زبان پر اللہ بے گماں ظاہر ہوتا ہے۔ ہمسائے اسے دیوانہ جانتے ہیں اور مخلوق اسے بیگانہ بتاتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ سے یگانہ ہوتا ہے اور اس کی زبان پہ یہ ترانہ رہتا ہے۔

بیت از باھو رحمۃ اللہ علیہ

رد خلقیم ہر کہ پندارد ۔ رد خلق اوست والفقر لا یرد

(جو کوئی یہ جانے کہ ہم لوگ مخلوق کے رد کیے ہوئے ہیں۔ سو وہی مخلوق سے

Marfat.com

رد کیا ہوا ہے' فقیر کسی سے رد نہیں ہوتا)۔

اور ذکر اللہ کے سوا وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لَا یَشْغِلُهُمْ شَیْءٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ طُرْفَةَ عَیْنٍ (یعنی طالب اللہ کو ذکر اللہ کے سوا کسی اور چیز سے دم بھر کو بھی تشفی نہیں ہوتی)

دیدۂ کہ جمالِ دوست بدید   تابود زندہ مبتلا باشد

(جس آنکھ نے جمالِ دوست دیکھ لیا، جب تک وہ زندہ ہے مبتلا رہتی ہے)

بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ

باہو ہر دو جہانش یاد نیاید   ہر دو جہانش آزاد باید

(اے باہو فقیر کو دونوں جہان کی سمجھ یاد نہیں رہتی۔ بلکہ دونوں جہان سے آزاد رہتا ہے)۔

اور وہ ظاہری نظر سے کچھ بھی دیکھے مگر ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (۵۳-۱۷) آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔

سالک مجذوب و مجذوب سالک

سالک کی دو قسمیں ہیں۔ سالک مجذوب و مجذوب سالک۔ فقیران دونوں سے جدا ہے۔ بلکہ وہ ایک سالک الملائکی محبوب و صالت و ہم تصرف ہوتا ہے۔ جب سالک اس مرتبہ پر پہنچتا ہے۔ اس پر دہشت طاری ہوتی ہے۔ حق سے مانوس اور غیر سے بیزار ہوتا ہے۔ شوق اشتیاق شب و روز سوزش و فراق دل سوز ہر وقت رہتا ہے اور نفس ہلاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: تا وقتیکہ اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی عورتوں کو بیوہ نہ کرے گا اور زمین پر کتوں کی طرح نہ لوٹے گا وہ اپنے گھر بار کو خدا کی راہ میں نہ دے دے گا۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (۳-۹۲) تم

بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے تاوقتیکہ تم جن چیزوں کو دوست رکھتے ہو خدا تعالیٰ کی راہ میں نہ صرف کر دو) کو اپنا دستور العمل نہ بنائے گا۔ ہر گز یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ اللہ کو دوست رکھتے ہیں کا مصداق نہ ہو سکے گا۔

پس فقیر باہو کہتا ہے کہ راہ فقر میں استقامت چاہیے نہ ہوائے نفس کرامت کیونکہ استقامت خاص مرتبہ ہے اور کرامت حیض و نفاس ہے۔ طالب اللہ کو حیض و نفاس سے کیا کام۔ بلکہ چاہیے کہ پہلے اپنے دل کو ہوا و ہوس سے پاک کرے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں آئے۔

بیت

کشتگانِ خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

(خنجر تسلیم سے مرے ہوؤں کے لیے ہر زمانہ میں غیب سے نئی زندگی ملتی ہے۔ خنجر تسلیم سے مراد عشق و محبت ہے)

ورنہ ہوا و ہوس سے بھرا ہوا دل ایسا ہے جیسے بیت الکلب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس گھر میں کتا ہو اُس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ لَا يَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ فِيْ بَيْتًا فِيْهِ الْكَلْبِ۔ ذکر اللہ گویا فرشتے اور نفس کتا ہے۔

جس دل میں محبت دنیا بھری ہو اور وساوس شیطانی و خطراتِ نفسانی سے پُر ہو، اللہ تعالیٰ اس دل پر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا۔ جس طرح بیت الکلب میں فرشتے نہیں آتے، پھر وہ دل خدا تعالیٰ کی نظر رحمت نہ ہونے سے سیاہ ہو جاتا ہے اور حرص و حسد شک و کبر و غرور وغیرہ اس میں پیدا ہو۔ حسد کی وجہ سے قابیل[1] نے ہابیل کو مار ڈالا

[1] ہابیل اور قابیل آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے۔ دونوں نے خدا کی نیاز کی قابیل نے ردی مال نیاز میں رکھا اور ہابیل نے بہتر سے بہتر بکری جو اس وقت ریوڑ میں تھی۔ قابیل کی نیاز نامنظور ہوئی اور نامنظور ہونے کے قابل تھی اور ہابیل کی نیاز منظور ہوئی۔ یعنی اس وقت کے دستور کے مطابق آسمان سے آگ آکر اسے جلا گئی۔ قابیل نے غصہ میں آکر مارے حسد کے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور اس کی لاش کو لادے لادے پھرا۔ کیونکہ وہ پہلی موت تھی جو زمین پر واقع ہوئی۔ آخر کو اس نے کوے سے دفن کرنا سیکھا اور اس کو اپنی حالت پر رنج ہوا۔

Marfat.com

اور حرص[1] نے آدم علیہ السلام کو دانہ گندم کھلوا کر بہشت سے نکلوا دیا اور غرور نے ابلیس ملعون کو گروہِ ملائکہ مقربین سے خارج کیا۔ بہر حال جب دل ہوا و ہوس کی جگہ ہوتا ہے تو ہمیشہ حرص و حسد میں مغرور اور دنیائے دوں پر فدا رہتا ہے۔ جیسا کہ حُبُّ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ لَایَسْعَانِ فِیْ قَلْبٍ کَالْمَآءِ وَالنَّارِ فِیْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ ایک دل میں دین دنیا کی محبت یعنی دونوں کی محبت نہیں آ سکتی جس طرح ایک برتن میں آگ پانی جمع نہیں ہو سکتے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

برزباں تسبیح و دردل گاؤخر ۔۔۔ ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

(زبان پر تسبیح جاری ہے اور دل میں مکر وفریب بھرا ہے۔ ایسی تسبیح کا کیا اثر ہو سکتا ہے)

تاوقتیکہ دل صاف نہ ہو ذکر و تذکرہ کچھ نفع نہیں دیتا۔ اسی لیے فقیر تمام عالم سے منہ موڑ کر دونوں جہان کا تماشائی بنتا ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[2] اور فقر کہ دنیا کا محتاج بنا دے اور اس سے توجہ الی اللہ مطلق نہ ہو۔ اس فقر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور فرمایا ہے: نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ[3] یا فقر مکب سے یہ مراد ہے کہ فقیر مال و دولت رکھتا ہو اور فرعون کی طرح خدا تعالیٰ کو بھول جائے اور قارون کی طرح بخل اور نمرود کی طرح غرور کرے اور شداد کی طرح دنیا کو زینت دے۔

---

[1] حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں رکھا اور کہہ دیا کھاؤ اور پیو مگر تم دونوں اس گندم کے درخت کے پاس نہ آنا۔ مگر شیطان نے ان دونوں کو بہکا کر گندم کا دانہ کھلا دیا اور اس کے کھانے سے جنت کا لباس ان کے بدن سے جدا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکال کر زمین پر ڈال دیا۔

[2] اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا: آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے وقت خدائے تعالیٰ کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ مگر باوجود اس کے آپ کو کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہ ہوئی جو خدا تعالیٰ کی یاد سے آپ کو غافل کر سکتی۔ اسی طرح فقیر اگرچہ تمام عالم کی سیر کرتا ہے۔ مگر ذکر بھی ہر وقت جاری رکھتا ہے۔

[3] اے پروردگار! ہم فقر مکب سے پناہ مانگتے ہیں۔ فقر مکب کو توڑنے والا یا کر جھکانے والا جیسا کہ عموماً ہر ایک کے سامنے جھک کر مانگتے ہیں۔ یہ فقر نہیں کیونکہ ہمیں دنیا میں اس کی محتاجی ہے۔

Marfat.com

حالانکہ یہ مال دولت اور عزت خداوند کریم نے اُسے عطا فرمائی تھی۔ پس چاہیے تھا کہ اس کی عبادت اور اس کی شکرگزاری کرتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ط (۱۷-۷۰) ہم نے بنی آدم کو تمام مخلوقات پر عزت دی۔ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی۔ مگر نہ اس لیے کہ وہ اپنے خالق کو بھول جائے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (۵۱-۵۶) (ہم نے جن اور انسان کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ ہماری معرفت حاصل کر کے ہماری عبادت کرے) بلکہ اسے تو چاہیے کہ اپنے پروردگار کی شکرگزاری اور اس کی اس درجہ عبادت کرتا اور معرفت حاصل کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (۱۵-۹۹) (اور عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ پہنچے تجھ کو موت)۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے: مَا نَظَرْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ (میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ کا جلال اس میں دیکھا)۔

نیز خدا تعالیٰ بندے کے ساتھ وہی گمان رکھتا ہے جو گمان بندہ خدا تعالیٰ کے ساتھ رکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ حدیث قدسی: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ فَلْيَظُنَّ بِيْ مَا يَشَآءُ (میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو اس کا جی چاہے میرے ساتھ گمان رکھے)۔

پس جو شخص خدا تعالیٰ کو یقیناً حاضر و ناظر جانتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی ہر چیز میں نظر آ سکتی ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ کو اپنی ذات کی طرح معائنہ کرنا چاہے وہ شخص پہلے دل کی آنکھ پیدا کر لے۔

پھر خدا تعالیٰ کو اپنی ذات کی طرح معائنہ کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۵۱-۲۱)

اور تمہارے نفسوں میں ہے پھر کیا تم غور نہیں کرتے۔

پس جو شخص کہ معرفت نہیں رکھتا اگرچہ اُس نے ہزاروں کتابیں کیوں نہ پڑھی ہوں مگر وہ ابھی سلوک سے ناواقف اور تصوف سے بے خبر ہے اور اس کی زبان اور دل

Marfat.com

مردہ ہے۔ ایسا صاحب علم جانور بار بردار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ باوجودیکہ خدا تعالیٰ گردن کی شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (۵۰-۱۶) (ہم اپنے بندے سے اس کی گردن کی شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہیں)۔ جو شخص اپنی جان کو فروخت کر کے اسم اللہ تعالیٰ خریدتا ہے وہ مشاہدۂ نور تجلیات کی قابلیت رکھتا ہے۔ ورنہ بندے اور ذاتِ الٰہی سے کیا نسبت۔ اسی لیے فرمایا ہے: تَفَكَّرُوْا فِیْ اٰیَاتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِیْ ذَاتِهٖ (اس کی نشانیوں پر غور کرو اور اس کی ذات میں غور نہ کرو)

زشہرگ خدا نزدیک چوں گویند دُور
تو از پس پردہ و مر ترابا او حضور

(اللہ تعالیٰ گردن کی شہ رگ سے نزدیک ہے پر دُور کیوں کہتے ہو تو پردہ میں پڑا ہوا ہے مگر تجھے اُس کے ساتھ حضور ہے)

وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ

خدا با تو همراه و تو کور چشم از و گم راه
(خدا تعالیٰ تیرے ہمراہ ہے اور تو کور چشم اور اس سے گمراہ ہے۔)

وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی (۱۷-۷۲)
(یعنی اور جو شخص اس جہان میں اندھا رہا وہ قیامت کے روز بھی اندھا[1] رہے گا۔

علم دین اور علم دُنیا

جو علم کہ محض دنیا کے واسطے اور صرف حصول معاش و روزی کے لیے پڑھا جاتا

---

[1] اندھا رہنے سے حق نہ پانا مراد ہے اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ جس کی آنکھیں دنیا میں دیدار الٰہی سے محروم ہیں۔ قیامت میں کس طرح اسے دیکھ سکیں گی اور صوفی صافی اس کا یہی مطلب لیتا ہے

ہر کہ اینجا نہ دید محروم است   در قیامت از لذت دیدار

جو شخص دنیا میں تجلیات ذات کے دیکھنے سے محروم ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت سے محروم رہے گا۔

ہے وہ علم زبان تک رہتا ہے اور حرص و حسد اور کینہ و غرور اس سے پیدا ہوتا ہے۔ علم وہ ہے جو سینہ میں ہو اور حق کی رہنمائی کرتا ہو۔ اسی علم کے لیے فرمایا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا)[1]

چاہیے کہ علم سے حق شناسی حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف لو لگائے۔ کیونکہ بجز ذاتِ الٰہی کے کچھ نہ رہے گا اور یہ جو کچھ ہے سب فنا ہو جائے گا۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (۵۵-۲۷) (تمام چیزیں فانی ہیں اور صرف خدا کی ذات باقی رہے گی جو بزرگی اور عزت والا ہے) کا جلوہ نظر آئے گا۔ پس چاہیے کہ معرفت الٰہی حاصل کرے اور حیوانیت کے دائرہ سے نکل کر انسانیت کے درجہ میں آئے۔ جب اسم اللہ پر دل جم جائے گا تو اس کی تجلی دل پر غالب اور سوزش اس میں پیدا ہوگی اور دل زندہ نفس مردہ ہو جائے گا۔ تموت النفس ویحیی القلب (نفس مردہ اور دل زندہ ہو جاتا ہے) اور وحشت بھی پیدا ہوگی۔ جیسا کہ حضرت محی الدین ابن العربی نے فرمایا ہے: اَلْاُنْسُ بِاللّٰهِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ[2] (خدا سے انسیت اور غیروں سے وحشت اور نفرت پیدا ہوتی ہے)

اسم اللہ شد ہویدا برجبیں — برزخ فے اللہ برد حق الیقیں

(اسم اللہ میری پیشانی پر ظاہر ہو گیا ہے اور برزخ[2] اسم اللہ سے مجھے حق الیقین تک لے گیا) جیسا کہ الدنیا لکم والعقبیٰ لکم مولیٰ لی (دنیا بھی تمہارے لیے اور عقبیٰ بھی تمہارے واسطے ہے مجھے مولا بس ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] اے ہمارے نبی کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے امی کہا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لکھے پڑھے نہ تھے۔ چنانچہ پہلی دفعہ جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا پڑھو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تین دفعہ آپ کے سینے کو دبوچا تو آپ جو کچھ لائے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے لگے۔ یہاں یہی مراد ہے۔

[2] دو چیزوں کے درمیان جو چیز حائل ہوتی ہے اسے برزخ کہتے ہیں اور طالب کے لیے اسم مسمّیٰ کا حائل ہوتا ہے۔ اس لیے اسم اللہ کو برزخ کہتے ہیں۔

Marfat.com

ہے اور دوسری حدیث میں وَمَنْ اَرَادَ الدُّنْیَا فَلَہُ الدُّنْیَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰی فَلَہُ الْعُقْبٰی وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰی فَلَہٗ (اور جس نے دنیا کا ارادہ کیا اس کے لیے دنیا ہے اور جس نے عقبیٰ کا ارادہ کیا ہے اس کے لیے عقبیٰ ہے اور جس نے مولا کا ارادہ کیا ہے اس کے لیے سب کچھ مولیٰ ہے) وارد ہوا ہے

از دل بیروں کشم غم دُنیا و آخرت

یا خانہ جائے رخت باشد یا جمال دوست

(میں نے اپنے دل سے غم دنیا و آخرت نکال ڈالا کیونکہ مکان اسباب کی جگہ ہوتی ہے یا جمال دوست کی، جس طرح مکان یا مال و اسباب کی جگہ آرائش دار کمرہ ہو سکتا ہے، اسی طرح دل کا حال ہے، اگر اس میں دنیا و آخرت کا غم ہے تو وہ اسباب کا کوٹھا ہے اور اگر اس میں غم مولیٰ ہے تو وہ آرائش کا کمرہ ہے)۔

اور اَلْعِشْقُ نَارٌ اِذَا وَقَعَ فِی الْقَلْبِ الْمُحِبِّ تُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ عشق وہ آگ ہے جو ماسوائے محبوب کو خاک کر دیتی ہے اور ہمہ اوست ومغز و پوست صادق آئے گا اور ہر دم زبان سے اللہ نکلے گا۔ اس مقام پر فقیر کو فخر حاصل ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ وَاَفْتَخِرُ بِہٖ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے اور میں اپنے فخر سے تمام انبیاء اور رسولوں کے اعمال پر فخر کروں گا)۔

دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے: حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ (فقراء سے دوستی رکھنا انبیاء اور رسولوں کے اخلاق سے ہے اور ان سے بغض فرعون کی خصلتوں سے ہے)۔

اسی طرح مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَقِیْرٍ وَیَسْمَعُ کَلَامَہٗ یُحْشِرُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ (جو شخص کسی فقیر کو دیکھے اس کی بات سنے خدا اس کا حشر انبیاء اور رسولوں کے ساتھ کرے گا) اور انا جلیس من ذکرنی میں اس کا جلیس ہوتا ہوں جو میرا ذکر

Marfat.com

کرے) حدیث قدسی میں فرمایا ہے:

ذکر سرّی کا بیان اور اُس کی فضیلت

فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت کے برابر ہے اور ایک دم خدا تعالیٰ کا نام لینا اور اس کی یاد میں رہنا ہزار سال کے ثواب سے افضل ہے۔ کیونکہ فقہ کا پڑھنا اور تلاوت قرآن کرنا عبادت ظاہری ہے۔ جس کی قضا بھی ممکن ہے اور اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَةٌ وَكُلُّ نَفَسٍ يَّخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَهُوَ مَيِّتٌ (انسان کی سانسیں گنتی کی ہوتی ہیں اور جو سانس بغیر ذکر اللہ کے نکلے مردہ ہے) وارد ہوا ہے

نگہدار دم را کہ عالم دمے است   دمے پیش دانا راز عالمے است

(دیکھ اپنی سانس کی حفاظت کر یہ سارا جہان گویا ایک سانس ہے اور ایک سانس ہوشیار کے نزدیک تمام جہان سے بہتر ہے)

مکن عمر ضائع بافسوس وحیف   کہ فرصت عزیز است والوقت سیف

(دنیا کی رنج و حسرت میں اپنی عمر ضائع نہ کر اور فرصت نہایت عزیز ہے مگر وقت کی تلوار کاٹ رہی ہے)۔

پھر جبکہ موت سر پر ہے تو ماسوائے اللہ کی طلب گمراہی وضلالت ہے۔ مَنْ طَلَبَ الْخَيْرَ طَلَبَ اللهِ (جسے بھلائی کی طلب ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طلب ہے) اور ذکر الخیر ذکر اللہ آیا ہے اور وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (۱۸-۲۸) (تم اے حبیب! ہرگز ان کی پیروی نہ کرنا جن کے دلوں نے ہم سے غفلت کی اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ان کا حال حد سے بڑھ گیا ہے) فرمایا ہے۔

حدیث میں وارد ہوا ہے: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

(فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے)۔

حدیث قدسی: مَنْ طَلَبَنِیْ وَمَنْ وَّجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ

اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ وَ مَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتَهٗ وَمَنْ عَلَیَّ دِیَتُهٗ فَاَنَادِیَتُهٗ (جو مجھے طلب کرتا ہے وہ مجھے پالیتا ہے اور جس نے مجھے پالیا اس نے میری معرفت حاصل کر لی اور جس نے میری معرفت حاصل کی اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے عشق میں محو ہوا اور جو میرے عشق میں محو ہوا گویا میں نے اسے قتل کیا اور جس کو میں نے قتل کیا اس کی دیت مجھ پر ہے اور میں ہی اس کی دیت ہوں) پس جو شخص خدا تعالیٰ کی طلب میں کوشش کرتا ہے اسے پالیتا ہے۔ جیسا کہ: مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَّجَدَ فَقَدْ وَجَدَ (جو شخص جس چیز کے لیے جدوجہد کرتا ہے وہ اسے پالیتا ہے)۔

مقام اَنا

حدیث قدسی: اِنَّ فِیْ جَسَدَ آدَمِ مُضْغَةً وَّفِی الْمُضْغَةِ فُؤَادٌ وَّفِی الْفُوَادِ قَلْبٌ وَّفِی الْقَلْبِ رُوْحٌ وَّفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَّفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَّفِی الْخَفِیِّ اَنَا (انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے اور وہ ٹکڑا فواد میں ہے اور وہ فواد قلب میں ہے اور وہ قلب روح میں ہے اور روح سر میں ہے اور سر خفی میں ہے اور خفی انا میں ہے) اس حدیث میں قلب کے مقامات ذکر بیان کیے گئے۔

جب فقیر فنا فی اللہ اس مقام میں پہنچتا ہے سکر اس پر غالب ہوتا ہے اور نور توحید تین مقامات پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اول پیشانی، دوم چشم، سوم قلب۔ اگر ان تینوں مقامات سے عبادت ظاہر ہوتی ہے تو فقیر صاحب معرفت ہوتا ہے ورنہ نور سلب ہو جاتا ہے۔ عبادت پیشانی سجدے پر قائم رہنا اور عبادت چشم، شریعت پر نظر رکھنا اور عبادت قلب تصدیق اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہنا۔

اور مقام اَنا دو طرح پر ہے۔ ایک قُمْ بِاِذْنِ اللہِ (اللہ کے حکم سے اُٹھ جا اور دوسرا قُمْ بِاِذْنِیْ (میرے حکم سے اٹھ جا) جیسا کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بحالت سکر سبحانی ما اعظم شانی (میں پاک ہوں اور میری شان بہت بلند ہے) کہتے تھے اور منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ انا الحق کہتے تھے۔ انا سر خفی ہے جو اسے فاش کرتا ہے ہر سر کو پہنچا

Marfat.com

ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچے تو آپ سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَمَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ (پاک ہے تیری ذات مجھ سے تیری معرفت کا حق ادا نہیں ہوا اور مجھ سے تیری عبادت کا حق ادا نہ ہو) فرماتے۔ معلوم ہوا ابھی اور آگے بڑھنا ہے۔ پس مقام خفی پر پہنچنا چاہیے جس کا آیت میں ذکر ہے: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بیشک اولیاء اللہ پر کوئی رنج و خوف نہیں ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے) اور یہ فقر فخری محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (تم تمام اُمتوں سے بہتر ہو جو پیدا کی گئی ہیں) اور قم باذنی مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ کیونکہ ان کی توحید مرتبہ لسانی پر تھی اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سر سے پیر تک توحید میں غرق ہے اور وہ نہ خدا ہے اور نہ خدا سے جدا ہے۔ جیسے آگ اور چنگاری اور جیسے نمک اور طعام

ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد

جو کچھ نمک کی کان میں پڑا وہ نمک کی تاثیر سے نمک ہی بن جاتا ہے، جو چیز آگ میں جا پڑے اس کی حرارت سے وہ بھی لال انگارہ بن جاتی ہے اور جیسے آب اور شیر یہی حال وحدت اور فقر کا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَّا يَسَعُنِيْ فِيْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ

(مجھے خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اس وقت نہ مجھے کسی فرشتے کا خیال ہو سکتا ہے اور نہ کسی نبی مرسل کا دھیان آ سکتا ہے)

اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[1] اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (۴۸-۲،۱)

(اے حبیب بے شک! ہم نے تمہیں فتح دی، فتح ظاہر تا کہ اللہ تعالیٰ

[1] اس آیت میں فتح ظاہری اور فتح باطنی دونوں مراد ہیں کیونکہ انبیاء کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے اور چونکہ فتح مکہ سے پہلے یہ آیت اتری ہے اس لیے فتح مکہ کا اس میں خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے

Marfat.com

معاف کر دے تمہارے سبب سے گناہ تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچے تو آپ نے بہت زیادہ عبادت[۲] کرنی شروع کی اور آپ اس کا شکریہ بجالائے۔ جب آپ کا یہ حال تھا تو کسی اور کا کیا ذکر ہے اور

كُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِّلظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ

(جو باطن ظاہر سے خلاف ہو وہ باطل ہے)

علم را آموز اوّل آخرش اینجا بیا
جاہلاں را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا

(پہلے علم حاصل کر اس کے بعد دروازہ میں آ کیونکہ درگاہِ الٰہی میں جاہل کی گزر نہیں)۔

اور مَنْ تَزَهَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ جُنَّ فِي اٰخِرِ عُمْرِهٖ اَوْمَاتَ كَافِرًا (زاہد جاہل کو شیطان آخری عمر میں پاگل کر دیتا ہے اور اس کی موت کفر پر کر دیتا ہے) وارد ہوا ہے

علم حق نورست روشن بمثل او انوار نیست
علم باید با عمل علمے کہ برخر بار نیست

(علم حق ایک برستا ہوا نور ہے جس کے مثل کوئی نور نہیں، علم با عمل چاہیے کیونکہ جو علم گدھے پر لدا ہوا ہو وہ یاد نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (جو شخص رائی کے برابر نیکی کرے وہ اس کا اجر پائے گا اور جو شخص رائی

---

۲ اور اب آپ کا یہ حال ہو گیا کہ قیام لیل سے آپ کے قدم مبارک سوج جاتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم یہ حال دیکھ کر عرض کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے بخش دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

Marfat.com

کے برابر بدی کرے اسے بھی اس کا بدلہ ملے گا) جبکہ علم بدوں عمل کے وبال ہے تو چاہیے کہ علم و عمل سے اپنا ظاہر و باطن درست رکھے۔

علم ظاہر سے علم باطن کا حصول

کیونکہ علم ظاہر علم باطن کا نمونہ ہوتا ہے

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہم چو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

(علم ظاہر و باطن کی مثال دودھ اور مسکہ کی ہے نہ دودھ کے بغیر مسکہ ہوتا ہے نہ بے پیر کے پیر ہوسکتا ہے) علم وہی ہے جو مطلب تک پہنچائے ورنہ وہ حجاب ہے۔ اسی لیے اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللهِ الْاَکْبَر (علم بھی خدا تعالیٰ کے حجابوں میں سے ایک بڑا حجاب ہے) کہا گیا ہے

علمے کہ رہے بدوست برد ورد کتاب نیست
اینہا من بخواندم ہمہ در حساب نیست

(جو علم دوست تک پہنچاتا ہے کتابوں کے ورد سے حاصل نہیں ہوتا جو کچھ ہم پڑھتے لکھتے ہیں کوئی بھی اس میں شامل نہیں ہے)۔

عالم بے عمل کی مثال وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے: كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (۶۲-۵) (ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر لدے ہوں دفتر)

زاہل مدرسہ اسرار معرفت مطلب
کہ نکتہ داں نشود کرم گر کتاب خورد

(تو اہل مدرسہ سے معرفت کے بھید مت پوچھ۔ کیونکہ کیڑا (دیمک) کتاب کے کھانے سے نکتہ داں نہیں ہوسکتا)۔

اسی فقر کی جس کا ذکر ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر صحابی رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! جس طرح تم زمین پر تنہا چلتے ہو فرد ہوتے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں فرد ہے اور پاک

Marfat.com

اور ستھری چیزوں کو پسند کرتا ہے۔

اے ابوذر! تمہیں میرا غم اور فکر معلوم ہے اور کس چیز کا میں مشتاق ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہی بیان فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آہ آہ واشوقاہ مجھے اپنے رفیقوں کی ملاقات کا بہت شوق ہے جو میرے بعد ہوں گے اور جن کی شان انبیاء جیسی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کا مرتبہ شہداء کا ہوگا۔ یہ لوگ اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں اور اپنی اولاد سے دُور بھاگیں گے اور خدا تعالیٰ سے لو لگائیں گے۔ انہیں اپنے مال و دولت کی کچھ پروا نہ ہوگی اور اسے بھی چھوڑ دیں گے اور وہ اپنے سرکش نفسوں کو عاجزی سے بدل دیں گے اور خواہش نفسانی اور دنیائے دوں سے نفرت کریں گے۔ پہلے وہ مجذوب ہوں گے کہ اُن کے دل محبت الٰہی کی طرف کھنچے ہوئے ہوں گے۔ ان کی روزی ذکر اللہ ہوگی اور اُن کے کام لوجہ اللہ ہوں گے۔ جب کوئی ان میں سے بیمار ہوگا تو خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہوگی۔

اے ابوذر! تم چاہتے ہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں ایک کی موت خدا کے نزدیک ایسی ہوگی گویا آسمان والوں میں سے کوئی مر گیا۔

اے ابوذر! اگر تم چاہتے ہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم بیان فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ان میں کوئی اپنے کپڑے کی جوں مارے گا تو بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہوگا کہ گویا اس نے ستر حج اور عمرے کئے اور ان کے لیے ایسا ثواب ہوگا کہ انہوں نے گویا چالیس غلام آزاد کئے اور فرض کرو کہ وہ غلام بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہے۔

اے ابوذر! تم کہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے جب کوئی اہل محبت کا ذکر

کرے گا اور سانس لے گا تو ہر سانس کے بدلہ میں ہزار ہزار درجہ ان کے لکھے جائیں گے۔

اے ابو ذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ان میں کا جبل نبات کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے گا تو اس کو نوح علیہ السلام کی ہزار برس کی عمر کا ثواب ملے گا۔

اے ابو ذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ان میں سے کوئی ایک تسبیح کہے گا تو وہ تسبیح قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہو گی کہ اس کے عوض میں دنیا کے پہاڑ سونا چاندی ہو کر اس کے ساتھ پھرا کریں

اے ابو ذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی ان میں سے ایک دوسرے پر نظر ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نظر بیت اللہ پر ڈالنے سے زیادہ بہتر ہو گی اور جو کوئی انہیں دیکھے گا گویا اس نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور جو انہیں خوش کرے گا تو گویا اس نے خدا تعالیٰ کو خوش کیا اور جو انہیں کھانا کھلائے گا تو گویا اس نے خدا تعالیٰ کو کھانا کھلایا۔

اے ابو ذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گنہگار لوگ جو اپنے گناہوں پر اصرار بھی کرتے ہوں گے جب ان کے پاس بیٹھ کر اٹھیں گے تو وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جائیں گے۔

بات یہ ہے کہ ارباب قلوب صاحب مکاشفہ ہوتے ہیں۔ کبھی تو انہیں اسرارِ ملکوتی رویائے صالحہ کے ذریعے سے معلوم ہوتے ہیں جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور کبھی بذریعہ مشاہدہ کے معلوم ہوتے ہیں اور یہ مرتبہ پہلے رتبہ سے عالی ہے اور انہیں

لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جن کے فقر کا یہ حال ہے کہ وہ ذکر اللہ سے کبھی غافل نہیں رہتے اور شام و صبح دن و رات ہر وقت اس میں مشغول رہتے ہیں اور جن کا حال ان آیات میں مذکور ہے: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (۱۸-۲۸) (اے حبیب! تم اپنے آپ کو روکے رہو ان کے ساتھ جو اپنے رب کو یاد کرتے ہیں صبح و شام طالب ہیں خدا کے اور اپنی آنکھ ان لوگوں سے نہ اٹھانا زینت دنیا کو تلاش کرتے ہوئے ان کی پیروی نہ کرنا جن کے دلوں کو ہم نے غافل بنایا ہے اپنی یاد سے انہوں نے پیروی کی اپنی خواہش کی اور ان کا یہ حال حد سے گزر گیا)۔

اور يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ج فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (۸۹-۲۷ تا ۳۰) (جب نیک بندوں کی روح پرواز ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے خطاب ہوتا ہے اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف خوشی خوشی اور میرے بندوں میں داخل ہو کر جنت میں رہ)۔

اور اس آیت میں فقر کا ذکر ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ (۳۳-۴) (اللہ تعالیٰ نے رکھے نہیں کسی بندے کے دو دل اس کے اندر)[1]

غوث الاعظم حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں: قَالَ لِيْ يَا غَوْثَ مُحْيِ الدِّيْنِ: لَيْسَ الْفَقْرُ عِنْدِيْ لِمَنْ لَّيْسَ لَهٗ شَيْءٌ بَلِ الَّذِيْ لَهٗ اَمْرًا فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اِذَا قَالَ لِشَيْءٍ كُنْ فَيَكُوْنُ ط يَا غَوْثَ الْاَعْظَمُ قُلْ لِاَصْحَابِكَ وَاَحْبَابِكَ فَمَنْ اَرَادَ مِنْكَ حُبِّيْ فَعَلَيْهِ بِاخْتِيَارِ الْفَقْرِ ط فَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمُ مُحْيِ الدِّيْنِ قُلْ لِاَصْحَابِكَ اَغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفَقِيْرِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِيْ وَاَنَا يَا غَوْثَ الْاَعْظَمُ اِذَا رَاَيْتَ الْمُحْرَقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَالْمُنْكَسَرَ بِكَثْرَةِ الْفَاقَةِ فَتَقَرَّبْ اِلَيْهِ فَلَيْسَ حِجَابٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ (یعنی مجھے

[1] پھر جب ایک دل ہے تو کامل توجہ ایک چیز کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری مراد فقر سے یہ نہیں کہ کسی کے نزدیک کچھ نہ ہو بلکہ میری مراد فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحب امر ہو کہ اگر کسی چیز کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے' اے غوث محی الدین اپنے احباب کو کہہ دو جو آپ سے ارادت رکھتے ہوں انہیں فقر اختیار[1] کرنا لازم ہے کیونکہ جب فقر کمال کو پہنچ کر ختم ہو جاتا اور انتہا کو پہنچتا ہے تو وہ اللہ ہی ہوتا ہے یعنی وصال باری عزاسمہ کا مقام ہوتا ہے' یا غوث محی الدین اپنے مصاحب سے فرما دیجئے کہ دعوت فقراء کو غنیمت جانو وہ مجھ سے اور میں ان سے نزدیک ہوں' اے غوث جب تم کسی کو فقر کی آگ سے جلا ہوا اور فقر و فاقہ سے شکستہ دیکھو تو اس کے نزدیک ہو جاؤ' میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

اسی طرح اَلْفَقْرُ شَیْنٌ عِنْدَالنَّاسِ وَخَزِیْنَۃٌ مِّنْ عِنْدَاللّٰہِ (لوگوں کے نزدیک فقر ملامت ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک خزانہ ہے) وارد ہوا ہے۔

اور اسی فقر کے لیے الفقر بیاض الوجہ فی الدارین
(فقر دونوں جہانوں میں سرخروئی ہے) فرمایا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ فقیری اور درویشی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ فقیری اور درویشی یہ ہے کہ اگر تمام عالم کا زر و مال فقیر کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو ایک پیسہ بھی وہ اپنے پاس نہ رکھے اور سب خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دے۔

فقر کے مقامات

فقر کے ستر ہزار مقامات ہیں۔ فقیر جب تک ان مقامات کو طے نہیں کرتا۔ فقر کا تماشا نہ خود دیکھتا ہے اور نہ دوسروں کو دکھا سکتا ہے۔ اُسے فقیر کہنا غلط ہے۔ درحقیقت وہ فقیر نہیں بلکہ وہ صرف اپنے نفس کے لیے فقیر بنا ہے نہ کہ خدا کے لیے۔ کیونکہ جہاں خزانہ ہے وہاں بلائے مار ہے اور جہاں گل ہے وہاں خار ہے اور جب فقیر ان تمام

[1] جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو فقیر کو مقام فنا میں حصول الی اللہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

مقامات سے گزر کر عرش تک پہنچتا ہے تو تمام افراد کو جانتا ہے اور ہر ایک کے مرتبہ کو پہچانتا ہے۔ مذہب سلوک میں فقیر اسی کو کہتے ہیں اور جب وہ عرش و کرسی سے بھی گزر جاتا ہے تو اس کا مقام کسی کے فہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا بلکہ وہ سرّ ہوتا ہے درمیان عابد و معبود کے جس کا کشف کسی بشر سے ممکن نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کہ عالم علی الاطلاق ہے۔ جس پر چاہے یہ راز ظاہر کرسکتا ہے

چناں غرق گشتم بدریائے عشق　　　که هر دم سر از عرش بالا کشد

(میں دریائے عشق کے درمیان ایسا غرق ہوا ہوں کہ ہر دم میرا سر عرش پر پہنچتا ہے)

فقیر باہو کہتا ہے کہ سوارِ براق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے اور جبرائیل علیہ السلام نے مقام سدرۃ المنتہیٰ میں جلوہ دار صورتِ کونین کو آراستہ اور اٹھارہ ہزار عالم کو پیراستہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایستادہ کیا۔ اس کے بعد آپ مقامِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی میں پہنچے تو ارشاد ہوا: اے محمد! اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا تم نے دیکھا اور تمام موجودات کو ہم نے تمہارے سپرد کیا۔ تمہیں اس میں سے کیا پسند آیا اور اس میں سے تمہیں کس چیز کی خواہش ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پروردگار! مجھے تو صرف اسم ذات اور تیری محبت پسند ہے اور تجھے میں تجھ سے چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اے حبیب! میری محبت کس چیز میں ہے اور کس چیز کو میں چاہتا اور دوست رکھتا ہوں اور میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خداوندا وہ چیز فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔ چنانچہ آپ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ (اے پروردگار! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور میری موت بھی مسکینوں میں کر اور اے پروردگار مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اٹھا) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ (فقراء کا خادم قوم کا سردار ہے) دوسری حدیث ہے: اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (جب فقر تمام ہوتا ہے تو بس خدا اس کے لیے ہوتا ہے) اور اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے:

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءِ (اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر نہ اختیاری تھا نہ اضطراری۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ اے حبیب! تمہیں کیا چیز ناپسند ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے پروردگار! جو چیز تجھے ناپسند ہے۔ ارشاد ہوا ہمیں کیا چیز ناپسند ہے۔ فرمایا کہ دنیا کہ تیرے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اُس کی عزت نہیں۔ جو کوئی اسے پسند کرے تیری درگاہ میں وہ ناپسندیدہ ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے:

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَّمَا فِیْھَا مَلْعُوْنٌ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی

(دنیا و مافیہا ملعون مگر صرف ذکر اللہ)۔

فقر آزادی نہیں بلکہ علم و عمل اور شریعت و طریقت وغیرہ جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے

فقیر باہو کہتا ہے کہ فقہ اور فقر اور علم اور حلم یہ سب تین حروف ہیں اور حلیم خدا تعالیٰ کا نام ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ ان سب کو آمیز کر کے گولی بنائے اور آب شریعت میں گھول کر طریقت و حقیقت، معرفت اور عشق و محبت کے پیالہ میں ڈال کر نوش کرے۔ اس کے بعد فقر میں قدم رکھے اور دونوں جہان کو فراموش کرے اور اللہ بس اور ماسوائے اللہ ہوس پر دھیان رکھے ورنہ بغیر اس کے راہ حق نہیں پا سکتا۔ ہزاروں اس میدان میں بھٹک کر بھول گئے۔ پریشانی اور حسرت اٹھا کر اپنی جان کھو گئے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

Marfat.com

باب اوّل

شرح برزخ اسم اللہ اور توحید و فنا فی اللہ جل شانہ

مخفی نہ رہے کہ توریت و زبور و انجیل وام الکتاب (فرقان) چاروں کتابیں اسم اللہ کی شرح ہیں اور اسم اللہ سے وہی عین ذات پاک مراد ہے۔ جو اپنی یگانگی میں بے مثل یکتا و بے شبہ و بے نمونہ ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (کہہ دو اللہ ایک ہے)[1]

ذِکر اللہ کے فتوحات

ذکر اللہ کا شاغل حب الٰہی کا حامل ہوتا ہے اور علم لدنی بھی اس پر واضح ہوتا ہے۔ [2]وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا (۲-۳۱) (سکھائے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نام کل

---

[1] فرمادو اے نبی! اللہ ایک ہے۔ اللہ الصمد اس کی ذات عیبوں سے پاک ہے۔

[2] اس قصہ میں بھی علم ظاہری اور علم باطنی کا تقابل ہوا ہے اور یہ کہ جب خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ زمین پر میں خلیفہ بناؤں گا تو فرشتے بولے اے پروردگار ہم تیری حمد و ثناء کرتے ہیں تو ایسے شخص کو جس کی اولاد زمین پر فساد اور خونریزی کرے گی پیدا کر کے کیا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس بات کا مجھے علم ہے اس سے تم بے خبر ہو۔ آخر فرشتوں کو تعجب رہا اور شیطان کو حسد پیدا ہوا۔ جب پروردگار نے آدم کو پیدا کیا اور ان کے جسم میں روح پھونکی اور جب ان کے دماغ میں پہنچی تو انہیں چھینک آئی اور انہوں نے الحمدللہ کہا۔ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب فرشتے حکم الٰہی بجالائے۔ مگر شیطان (عزازیل) نے نافرمانی کی۔ خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دل پر تمام چیزوں کے نام القاء کر دیئے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اگر تمہیں ان چیزوں کے نام معلوم ہیں تو بتاؤ۔ فرشتوں نے کہا: اے پروردگار! پاک ہے تیری ذات ہمیں ان کا علم نہیں مگر تو نے جتنا بتایا ہمیں اتنا ہی علم ہے۔ اب فرشتوں کا وہ تعجب جاتا رہا اور حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت انہیں معلوم ہوئی کہ حضرت آدم علیہ السلام کا علم لدنی تھا جو انہیں اللہ تعالیٰ سے بلا وسیلہ حاصل ہوا تھا اور فرشتوں کا علم ظاہری جو انہیں تعلیم سے ظاہر ہوا تھا۔

Marfat.com

چیزوں کے) اور جس چیز پر اللہ کا نام نہیں ہوتا وہ چیز ناپاک اور گندی ہوتی ہے۔[1] مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنَّهُ لَفِسْقٌ۔(۶-۱۲۱)

اور دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں عرش و کرسی اور لوح و قلم سے گزر کر اللہ تعالیٰ سے بے حجاب ہم کلام ہوئے اسم اللہ کی برکت سے اور آپ نے تمام کفار پر فتح پائی۔ اسم اللہ کی برکت سے زمین و آسمان بے ستون قائم ہیں۔ اسم اللہ کی برکت سے پیغمبروں نے پیغمبری پائی۔ کیونکہ وہ اسم اللہ کو معین جانتے تھے۔ کیونکہ درمیان بندے اور مولیٰ کے یہی وسیلہ ہوتا ہے۔ اولیاء اور اغواث و اقطاب کو ذکر و فکر، الہام و غرق توحید، کشف و کرامات، مراقبہ وغیرہ جو کچھ حاصل ہوا اسم اللہ کی برکت سے۔ علم لدنی بھی اسی کی برکت سے قلب پر روشن ہوتا ہے۔ جس کے بعد دوسرے علم کی احتیاج نہیں رہتی اور جس شخص کو اسم اللہ سے قرار ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی قوم نے نافرمانی کی اور ان کا کہانہ مانا اور وہ بھی اپنی قوم سے ناامید ہو گئے تو انہوں نے درگاہِ الٰہی میں یہ دعا کی: رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِیْنَ (۵-۲۵) (اے میرے پروردگار میں الگ نہیں مگر صرف اپنی ذات اور اپنے بھائی ہارون پر، سو اب جدا کر دے ہم سے نافرمان قوم کو) اور اسی لیے لا تَجْلَسُوْا مَعَ اَهْلِ الْبِدْعَةِ (اہل بدعت کے ساتھ نہ بیٹھو) اور اَهْلُ الْبِدْعَةِ كِلَابُ النَّارِ (اہل بدعت دوزخ کے کتے ہیں) فرمایا گیا ہے۔

تشریح اسم اللہ

یاد رہے کہ اسمائے صفات میں استدراج کا شائبہ ہوتا ہے اور اسم اللہ اسم ذات ہے اور وہ ذات سے کچھ تفاوت اور تجاوز نہیں رکھتا۔ اس لیے استدراج کا شائبہ اس میں ناممکن ہے۔ اسم اللہ چار حرف ا (ا) اور دو (ل) اور اور (ہ) سے بنا ہے۔ اگر الف جدا کرو تو للہ ہوگا اور ل جدا کرو تو لہ رہے گا اور دوسرا ل بھی جدا کرو تو ہ رہ جائے گا۔ یہ

[1] یعنی جو جانور کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح نہ کیا جائے تو ناپاک اور حرام ہوتا ہے اسی طرح صوفی صافی جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا ہو اسے ناپاک جانتا ہے۔

چاروں اسم اعظم (اللہ) (للہ) (لہ) (ہو) اسم ذات ہیں اور کلام اللہ میں مذکور ہیں۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ اسم ذات ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید میں چار ہزار نام مذکور ہیں اور فرقان بھی اسم اللہ ہے اور مرشد کامل صرف اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہے اور انہیں سے اپنا واسطہ رکھتا ہے اور کچھ نہیں جانتا۔ اسی طرح طالب صادق وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرے اور بجز ذات اللہ تعالیٰ اور کچھ نہ چاہے۔ کیونکہ بجز ذات الٰہی کے سب فانی ہے

دادۂ خود سپہر بستاند　　　　اسم اللہ جاوداں ماند

(آسمان اپنا دیا ہوا آخر کو لے لے گا اور صرف اسم اللہ ہمیشہ کو باقی رہے گا)

جب اللہ تعالیٰ نے اسم اللہ کو ذات سے جدا کیا تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے ظہور ہوا اور اپنی قدرت توحید کے آئینہ میں اُس کو دیکھا اور اس کو دیکھنے سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشتاق اور اس پر عاشق و شیدا ہوا اور خود ناظر و منظور ہو کر رب الارباب اور حبیب اللہ کا خطاب پایا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کل مخلوقات اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے: لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃِ اے ہمارے حبیب! اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ فرماتا' اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت ہرگز ظاہر نہ کرتا۔

سب سے پہلے کلمہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے پڑھا۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روح مبارک نے پڑھا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شکم مادر میں پڑھا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ باقی اصحاب آپ کے معجزوں پر ایمان لاتے گئے۔

ہر جاندار کی سانس سے اسم ھُو نکلتا ہے

واضح ہو کہ ہر جاندار خواہ وہ جن و انس سے ہو یا مرغ و مور سے۔ ہر ایک کی

Marfat.com

سانس سے اسم ہُو نکلتا ہے۔ کسی کی معلوم اور کسی کی معدوم۔ جن کی معلوم ہیں وہ ذاکر ہیں اور جن کی معدوم ہیں وہ مردہ ہیں

ابتداء ہُو انتہا ہو ہر کہ باہو میرسد عارف عرفاں شود آنکہ باہو ہُو شود

(ابتداء اور انتہاء کو پاتا ہے جو شخص کہ ہُو تک پہنچتا ہے اور معارف عرفان ہوتا ہے جو شخص کہ ہو کے ساتھ ھو ہوتا ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (۵۷-۳)

(وہ ہے اول والآخر اور ظاہر و باطن اور وہ جانتا ہے ہر چیز کو)

باہو حجاب ہزار است زاں ہزار ہزار خو نماند خدا بہ بیں کہ یار بیار

(تیرے ساتھ خود ہزاروں حجاب ہیں۔ جب ان سے ایک بھی نہ رہے گا اس وقت تیری آنکھیں خدا بین ہوں گی اور تو اس کے ساتھ ہو گا)

کسر نفسی اور اُس کا محاسبہ

اے باہو! تو نہ زاہد و متقی اور نہ پرہیزگار و عاشق حقیقی ہے اور نہ استغراق فنا فی اللہ کے ساتھ قائم اللیل ہے اور اے باہو! تو اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتا رہ اور اس کافر سے جہاد کر کے غازی بن اور ہر دم خدا تعالیٰ سے راضی رہ کہ یار با یار، اغیار با اغیار، یار تو یار کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اور غیر غیروں سے' کی مثال صادق آئے اور ہرگز سرکش کے لیے حیلۂ حجت نہ کر۔

حصول کمال کے لیے ریاضت و مشقت

جو شخص اس بارہ میں قدم رکھے اور ریاضت و مشقت اپنے اوپر گوارا کرے تو اسے چاہیے کہ بارہ سال شریعت میں اس طرح محنت کرے کہ ہمیشہ قائم اللیل اور صائم الدہر رہے اور بارہ برس تک طریقت میں ریاضت کرے کہ ماسوائے اللہ کو طلاق دے دے اور بارہ برس حقیقت میں ریاضت کرے کہ بجز حق تعالیٰ کے اور کسی کی طلب جدا رہے اور

بارہ برس معرفت میں مرتاض (ریاضت کرنا' مشقت اٹھانا) رہے اور اس میں محو ہو جائے اس کے بعد عشق و محبت میں آنکھیں کھولے۔

مرشد کامل کی مثال اور اُس کی ضرورت

مرشد کامل کے بغیر کوئی شخص اس راہ کو طے نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ بمنزلہ ناخدا کے ہوتا ہے اور معرفت کے دربار میں جہاز رانی کے علم سے وہ اچھی طرح واقف اور خبردار ہوتا ہے۔ دیکھو اگر معلم نہ ہو تو جہاز غرق ہو جائے۔ خود جہاز اور خود معلم فَهِمَ مَنْ فَهِمَ (سمجھ لیا اُس نے جو صاحب فہم ہے)

باھو ترا نزدیک از شہ رگ خدائی　　آں خدا با تست وتو از وے جدائی

(باھو خدائے تعالیٰ تو تیری شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے اور وہ تیرے ساتھ ہے مگر تو اُس سے دُور پڑا ہوا ہے) نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدُ (ہم اپنے بندے کی شہ رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں)

عشق حقیقی و عشق مجازی

عشق کی دو قسمیں ہیں۔ حقیقی اور مجازی۔ عشق حقیقی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا اور کچھ یاد نہ رہے اور مجازی یہ ہے کہ ذکر سے سکر و مستی وجد و جذب غالب ہو اور مجذوب ہو کر معشوق کی یاد میں دیوانہ ہو جائے۔ اللہ بس اور ماسوی اللہ ہوس

اگر بہ خوابم غرق توحید خدا دارم　　وگر بیدارم با خدا یارم ہوشیارم

(اگر میں خواب میں ہوں تو غرق توحید ہو کر خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوں اور اگر بیدار ہوں جب بھی خدا تعالیٰ کے ہمراہ ہوں' اُس کی راہ میں ہوشیار ہوں)

واصلاں را ہر وقت خوش نظر　　حال مستی راچہ دانی بے خبر

(کیونکہ واصلوں کے لیے دونوں وقت خوشی کے ہیں اور اے بے خبر تو مستی کو کیا جانے)

Marfat.com

سبحان اللہ یہ طالبان خدا کا حال ہے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مؤنث ومخنث کا ذکر نہیں۔ طَالِبُ الدُّنْيَا مُخَنَّثٌ طَالِبُ الْعُقْبٰى مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰى مُذَكَّرٌ (طالبِ دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ مؤنث اور مذکر طالب مولا ہے) جوانمرد خدا تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی جستجو نہیں کرتے۔ نہ انہیں دنیا اور اس کی زیب و زینت کی خواہش اور نہ قصور اور نہ جنت و بہشت کی تمنا اہل دیدار کے نزدیک یہ سب چیزیں ہیچ ہیں اور ان کا دل اسم اللہ میں مشغول اور عہد الست میں مست ہے۔ اسم اللہ جس کی جان کی جان ہے۔ وہ ہمیشہ کے لیے تمام غموں سے آزاد ہے۔ حشر میں جب نیکی بدی کا حساب ہوگا اور اسم اللہ کا جس کے دل پر نقش ہوگا بلکہ ایک دفعہ بھی جس نے اُسے صدق دل سے پڑھا ہوگا اور اگرچہ اُس کے اس قدر گناہ ہوں کہ زمین و آسمان میں بھی نہ آسکیں تو یہ تمام گناہ جس کے پلہ پر ہوں گے ہلکا رہے گا اور صرف اسم اللہ جس پر ہوگا گراں رہے گا۔ فرشتے تعجب کر کے کہیں گے۔ اے پروردگار! اس بندے کی کون سی نیکی نے ترازو کے پلہ کو گراں کر دیا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے فرشتو! یہ بندہ میرا طالب ہے اور میرے نام میں مشغول رہا ہے۔ اے فرشتو! تم اہل حجاب اور حقیقت اشغال سے ناواقف ہو۔ یہ لوگ میرے ساتھ ہیں اور میں ان کے ساتھ۔ اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس۔

عبادت میں توجہ نہ کرنا

اگر کوئی شخص تمام روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن وغیرہ عبادتیں کرتا رہے اور کتنی ہی فضیلت حاصل کرلے مگر اسم اللہ و اسم محمد رسول اللہ سے بے خبر ہو اور اس کے مطالعہ میں نہ رہے تو یہ تمام عبادتیں رائیگاں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (۲-۴۰)

(تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا)۔

اور كَمَا تَعِيْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ كَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ

Marfat.com

(جس طرح تم پیدا ہوئے مرو گے بھی اور جس طرح مرو گے پھر اسی طرح اٹھو گے)

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

جب نفس فنا ہو جاتا ہے تو نفسانیت کا شائبہ مطلق نہیں رہتا

اور یہ بھی یاد رہے کہ عالم فاضل فقیہہ، قائم اللیل، صائم الدہر، عابد زاہد، چلہ کش حاجی، گوشہ نشین، غوث، قطب، اہل اللہ، ولی اللہ، صاحب تقویٰ وفتویٰ، شیخ، مشائخ، صاحب ورد ووظائف، اہل مجاہدہ ومشاہدہ، غریب وخاکسار، صابر وشاکر، نیک بخت و خلیق، مومن ومسلم، صاحب ذوق وشوق بہت ہیں اور یہ سب نفس پرست ہیں اور باخدا واصل الی اللہ حق پرست کم ہیں۔ خلاصہ یہ کہ فقیر عارف باللہ، فقیر فنا فی اللہ وفنا فی الرسول کو کہتے ہیں۔ پس فقیر کو فنا فی الفقر اور فنا فی ہُو ہونا چاہیے

باہو اسم اللہ ہر کہ راگردد رفیق   از خود فنا فی اللہ شود درجاں غریق

(باہو اسم اللہ کا رفیق ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی خودی سے فنا ہو کر مقام فنا فی اللہ میں غرق ہو جاتا ہے)۔

مرشد کامل سے رُوگردانی

مرشد کامل ومکمل برزخ اسم اللہ و برزخ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر طالب کے ہاتھ میں دیتا ہے اور اس کی راہ بتاتا ہے۔ جو ایسے مرشد سے روگرداں ہو یقین ہے کہ وہ اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رُوگرداں ہوگا۔ کیونکہ کلمہ طیبہ انہیں دو کلموں سے مرکب ہے اور جو کلمہ طیبہ سے روگرداں ہو اس کے مرشد نہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور مرتد کا روزہ نماز اور کوئی عبادت قبول نہیں۔ دیکھو حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے:

مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَایَ

(جس نے مجھے ایک حرف بھی بتایا وہ میرا سردار ہے[1])

اور ہر شخص اپنے استاد سے جو چیز پہلے پڑھتا ہے وہ اسم اللہ ہے۔ کیونکہ وہ سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھاتا ہے۔

ذِکر اللہ کی شان

معلوم ہو کہ نفس، زبان، دل، رُوح، جسم سب مخلوق ہیں اور اسم اللہ غیر مخلوق ہے۔ پس غیر مخلوق کو مخلوق سے یاد کرنا چاہیے اور اسم اور مسمیٰ میں یہ فرق ہے کہ اسم صاحب ذکر ہے اور مسمٰی صاحب استغراق ہے۔ صاحب اسم مقام خَلق میں ہوتا ہے اور صاحب مسمٰی مقام غیر مخلوق میں۔ پس صاحب مسمٰی پر ذکر حرام ہوتا ہے اور اس کا ظاہر و باطن حضور فی اللہ میں غرق ہوتا ہے۔

ہر کہ از روز ازل مست الست   چشم نقاش جہاں یکتا پیوست

(روز ازل سے وہی شخص مست الست ہوا ہے جس کی نگاہ نقاش جہاں پر پوری پڑ گئی ہے)

نقاش چوں درنقش آید مے گردد نقاش
گر محرش اسرار خانہ از نقاش غافل مباش

(نقاش جب نقش میں آ جاتا ہے تو سارا نقش نقاش ہی بن جاتا ہے اگر تو گھر کے اندرونی راز کا محرم ہے تو نقاش سے غافل نہ ہو)

پس جس طرح نقش و تصویر کا دیکھنے والا نقاش اور مصور سے غافل نہیں ہوتا اسی طرح طالب صادق برزخ اسم اللہ میں مسمٰی سے غافل نہیں رہتا ہے اور ہر دم اسی کی فکر میں رہتا ہے۔

تَفَكُّرُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ

(ایک ساعت خدا تعالیٰ کی نشانیوں میں فکر کرنا دونوں جہان کی عبادت

---

[1] ایک حرف بتانے والے کا مرتبہ یہ ہے تو جو خدا کی راہ بتائے گا اس کا مرتبہ تو بہت عالی ہوگا۔

Marfat.com

سے بہتر ہے)

پر عمل کرتا ہے اور یہ تفکر برزخ اسم اللہ فنا فی اللہ میں ذات الٰہی پر منتہی ہوتا ہے۔

جب عارف باللہ واصل الی اللہ کے دل پر برزخ اسم اللہ کا تصور جم جائے اور اسم اللہ میں محو ہو جائے تو معلوم ہوا کہ جسم اسم میں غائب ہوا اور اسم ظاہر ہوا' اور اسے حالت ظاہری و باطنی اسم اللہ کے مشاہدہ سے معلوم ہوتی ہے اور اسم اللہ کی سوزش سے وہ اپنے وجود میں ذکر اللہ کی لذت نہیں پاتا اور ذِکر اسے اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے اور جدھر نظر اُٹھاتا ہے اسم اللہ اس کے مدنظر رہتا ہے اور اسم اللہ کے سوا کوئی چیز اُسے اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ اگرچہ بظاہر ماسوائے دیکھ رہا ہے اور اب ہمہ اوست در مغز و پوست ہو جاتا ہے۔

توحید مطلق

توحید مطلق صاحب تصور کی طرف غایت تمام رخ کرتی ہے اور نفس دل اور دل روح ہو جاتا ہے اور روح سر ہو جاتی ہے اور سر مقام خفی میں اور خفی مقام انا میں آتا ہے اور انا کلی میں آتا ہے اور اسے توحید مطلق کہتے ہیں اور آخر اول سے منطبق ہوتا ہے جس طرح اول توحید سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے روح اور روح سے نور (روشنی) اسم، جسم، قلب نفس، قالب اربعہ عناصر پیدا ہوئے۔

پس مرشد کامل اسی طرح مراتب بمراتب منزل بمنزل مقام بمقام توحید میں غرق کرتا اور ازل تک پہنچاتا ہے اور حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ[1] کا مصداق بناتا ہے کیونکہ وہ مقام توحید منفرد میں دخل تام رکھتا ہے اور اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ فَھِمَ مَنْ فَھِمَ جس نے سمجھ لیا اس کو سمجھ آ گئی اور مقام منفرد وہ جہاں نور خدا تعالیٰ سے جدا ہوا اور یقین

---

[1] اپنے وطن کو دوست رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ اسی لیے صوفی صافی اپنے حقیقی وطن کی طرف رجوع کراتے ہیں۔

Marfat.com

ہے کہ مرشد کامل جب کسی کے ہاتھ میں اسم ذات دے گا اسے عین توحید میں پہنچا دے گا اور ہرگز اسے صفات میں نہ چھوڑے گا اور یہ بجز یکتائی توحید کے باقی تمام منزل میں اس کا مشترک ہے

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ
نگنجد در مقام لِیْ مَعَ اللہِ

(اگرچہ فرشتوں کو قرب درگاہ حاصل ہے مگر مقام لِیْ مَعَ اللہِ میں ان کی گنجائش نہیں)۔

خلاف شرع گمراہی ہے

اگرچہ توحید میں کتنا ہی غرق ہو جائے مگر خلاف شرع ظاہر نہ ہونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اِذَا رَاَیْتَ رَجُلًا یَطِیْرُ فِی الْھَوَآءِ وَیَاْکُلُ النَّارَ وَیَمْشِیْ عَلَی الْمَآءِ وَتَرَکَ سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ فَاضْرِبْہُ بِالنَّعْلَیْنِ ۔ (اگر تو کسی کو ہوا میں اڑتا ہوا آگ نگلتا ہوا پانی پر چلتا ہوا دیکھے اور تجھے معلوم ہو کہ میری سنت پر عمل نہیں کرتا تو اسے جوتے مار) یعنی اس کی خدا تعالیٰ کے نزدیک کچھ عزت نہیں ہے۔ شیطان کو خدا تعالیٰ نے اس سے زیادہ قدرت دی ہے

نماز دائی بروقت پندار کے وقتے نخواہد پس گنہگار

(نماز ہمیشہ اپنے وقت پر پڑھتا رہ اور جو شخص ایک وقت بھی نہ پڑھے گا تو وہ گنہگار ہے)۔

جو فقیر کہ اسم اللہ کے ساتھ مشغول ہے۔ خواہ دانا ہو یا دیوانہ وہ مجذوب باللہ اور یگانہ خدا ہوتا ہے اور اس کی زبان پر یہ ترانہ ہوتا ہے

محبت است کہ دل را نمے دہد آرام
وگرنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد

(محبت ہے کہ دل کو قرار نہیں دیتی۔ ورنہ کون شخص آسودگی نہیں چاہتا)۔

Marfat.com

اور جس شخص کو کہ اسم اللہ سے غصہ آتا ہے۔ معلوم ہو کہ وہ اسم اللہ کو نہیں چاہتا بلکہ وہ دشمن خدا ہے۔ اس لیے اگرچہ فرض کفایہ ہے۔ مگر اسم اللہ سن کر جل جلالہ کہنا چاہیے۔ کیونکہ جل جلالہ کہنا عبادت ہے۔ جو مسلم کی شان ہے کہ جب شیطان کا نام سنے غصہ ہو جائے اور جب خدا کا نام سنے خوش ہو جائے۔ کیونکہ جس وقت تک خدا کا نام لینے والا زمین پر ہے۔ قیامت قائم نہ ہوگی۔

اور یاد رہے کہ اسم اللہ سے منع کرنے والا دو حال سے خالی نہیں۔ یا منافق ہوگا یا کافر اور حاسد و متکبر ہوگا۔

اسم اللہ دونوں جہان کا رہبر ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

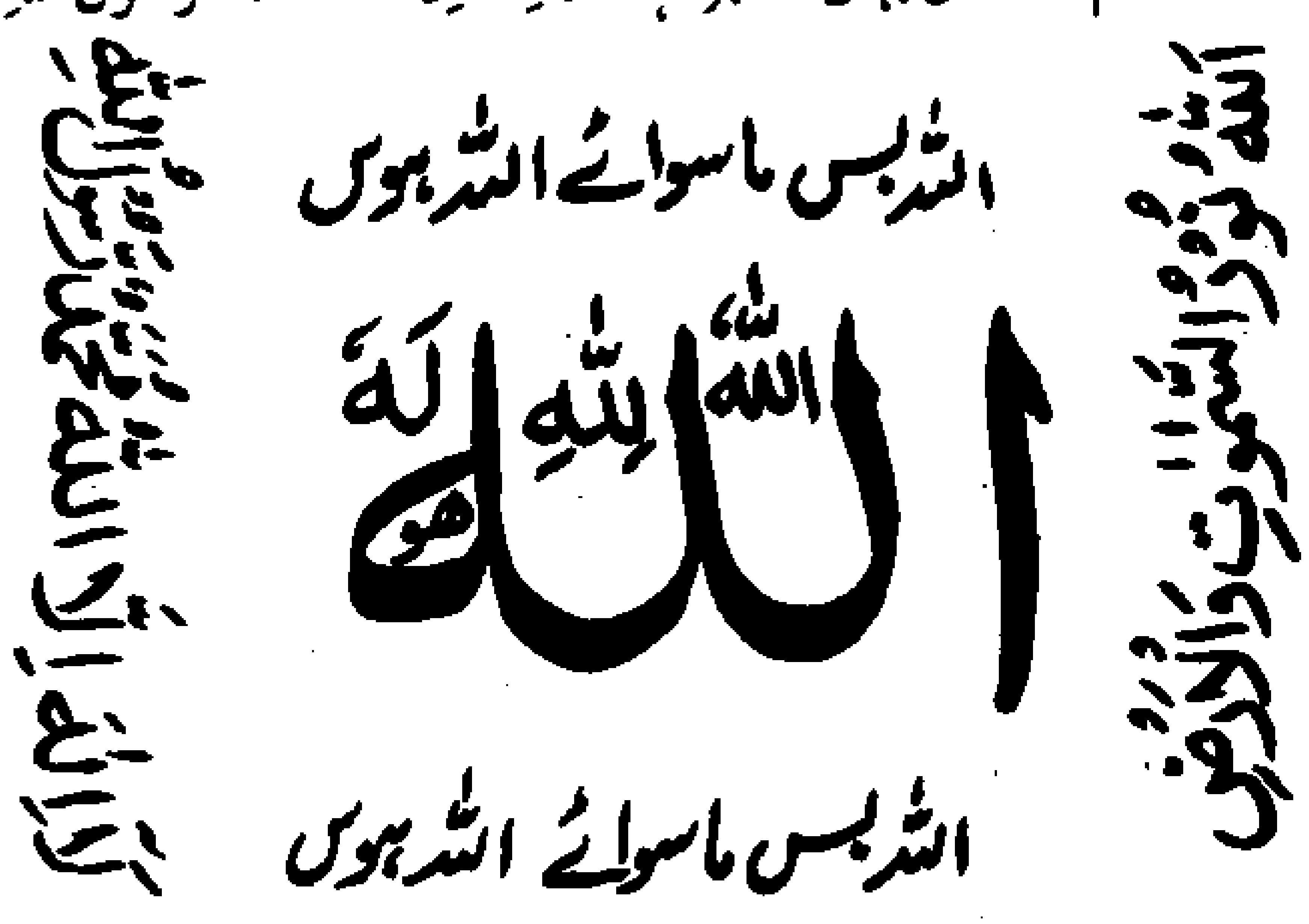

اسم اللہ کی شان یہ ہے جو مذکور ہوئی کہ طرفۃ العین غرق توحید کرتا ہے جو خاص اسم ذات سے مختص ہے۔

باب دوم

تجلیات وتحقیق مقامات نفس وماسوائے اللہ وغیرہ

مخفی نہ رہے کہ تجلی سے مراد روشنی ہے اور وہ چودہ قسم پر ہے اور ہر ایک قسم کے لیے ایک مقام مخصوص ہے اور ہر مقام پر اس کی تجلی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ فقر کے تمام مقامات میں سے تجلی ایک سخت اور مشکل کام ہے اور ہزاروں عارف، واصل، محقق، موحد، ذاکر، طالب، تجلی کے دریا میں غوطے کھا کر گمراہ ہو گئے ہیں اور ہرگز راستی کے مراحل پر نہیں پہنچے ہیں۔ بعض مرتد ہوئے اور بعض شہرت کے خبط میں گرفتار ہوئے۔ بعضے شرک اور بدعت و استدراج میں پڑ گئے اور بقدر معصیت ان پر دوزخ کا عذاب[1] ہوگا۔

تجلی کے اقسام اور اُس کے مقامات

پہلی تجلی شریعت کی ہے اور وہ آنکھ سے متعلق ہے کہ جو دیکھے اس کا معائنہ کرے۔ دوسری تجلی طریقت ہے کہ اس سے نور قلب زیادہ ہوتا ہے۔ تیسری تجلی حقیقت کی ہے کہ اس سے نور روح زیادہ ہوتا ہے۔ چوتھی تجلی معرفت کی ہے اور اس سے نور سر زیادہ ہوتا ہے۔ پانچویں تجلی عشق کی ہے کہ اس سے نور اسرار الٰہی زیادہ ہوتا ہے۔ چھٹی تجلی مرشد و شیخ کہ اس سے نور محبت اور اپنے مربی سے خلوص زیادہ ہوتا ہے ساتویں تجلی فقر کہ اس سے نور حق زیادہ ہوتا ہے۔ آٹھویں تجلی ملائکہ کہ اس سے نور تسبیح زیادہ ہوتا ہے۔

[1] بیت، دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار	کہ پیدا نہ شد تختہ برکنار

تجلی نویں تجلی جن کہ اس سے جنون اور دیوانگی زیادہ ہوتی ہے۔ دسویں تجلی نفس کہ اس سے خواہش نفسانی زیادہ ہوتی ہے۔ گیارہویں تجلی شیطان کی کہ اس معصیت اور گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔ بارہویں تجلی شمس کہ اس سے نور برق زیادہ ہوتا ہے۔ تیرہویں تجلی قمر کہ اس سے نور کا پَرتَو زیادہ ہوتا ہے۔ چودھویں تجلی برزخ اسم اللہ و اسم للہ و اسم لہ و اسم ہو و اسمائے نودنہ و اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ایک حرف فتیلہ اور شمع کی طرح تاباں و روشن ہوتا ہے۔ مگر تجلی کے مقامات غرہ میں آکر کہیں ست نہ ہو جائے بلکہ آگے بڑھنا چاہیے کیونکہ اَلسُّکُوْنُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوْبِ اَوْلِیَآءِ (سکون اولیاء اللہ پر حرام) آیا ہے اور نفس جو دیو کی طرح ہے۔ اس کے دھوکے میں بھی نہ آئے

دیو زادہ نفس را علاجے نیست ۔۔۔ از عشق سوز بسوز تا دیو مسخر گردد

(دیوزادہ نفس کا اس کے سوا کوئی علاج نہیں کہ عشق کی آگ میں جل اور اسے بھی جلا تا کہ دیو مسخر ہو جائے)۔

خلاصہ یہ کہ اہل شریعت کی تجلی اُس کے منہ پر چمکتی ہے اور اہل طریقت کی دل پر اور اہل حقیقت کی مشاہدہ میں اہل معرفت کو سر سے پیر تک تجلی ہوتی ہے اور واضح رہے کہ دو تجلیں شیطانی اور نفسانی میں سے اول بظاہر زر و سیم کی اور دوسری عورت کی ہے۔ اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے:

اَلنِّسَآءِ شَیَاطِیْنٌ خُلِقْنَ لَنَا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیٰطِیْنِ

(عورتیں ہمارے لیے شیطان کی طرح پیدا کی گئی ہیں ہم شیطان کے شر سے پناہ مانگتے ہیں)۔

اور بظاہر دو تجلیں اور ہیں اور جن کا ذکر اوپر نہیں آیا اوّل تجلی روز، دوم تجلی شب۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (۷۸-۱۰)

(ہم نے رات تمہارے لیے پردہ بنائی ہے اور دن کو معاش کا ذریعہ بنایا ہے)

ان دونوں تجلیوں میں نفس کا محاسبہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جاننا چاہیے

Marfat.com

گر کنم شرح تجلی را تمام رقم گردد و دفترش از خاص و عام

(اگر میں تجلی کی پوری شرح بیان کروں تو اس کی اقسام سے ایک دفتر جمع ہو جائے گا)

اور جب تک کہ طالب غرق وحدت نہیں ہوتا اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (موت سے پہلے مر جاؤ یعنی اپنے نفس کو مار کر زندگی حاصل کرو) کا مصداق نہیں بنتا۔ اس وقت تک ہر مقام میں رنجیدہ رہتا ہے اور بہشت کے مشاہدہ میں اس کے لیے مزدور بنتا ہے

بعد مردن زندہ گشتم باالہ ہر عبادت دم گشتہ بہتر باہ الا اللہ

(مر کر میں اللہ سے پھر زندہ ہوا کیونکہ تمام عبادات سے بہتر ہے کہ ہر سانس آخر الا اللہ کے ساتھ نکلتی رہے)۔

خاص تجلی وہ کہ درد محبت الٰہی سے پیدا ہو جیسا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے دیدار کی آرزو میں خدا تعالیٰ سے مناجات کی

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (۷-۱۴۳)

(اے پروردگار! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں دیکھوں)۔

فرمایا:

لَنْ تَرَانِیْ (۷-۱۴۳)

(تم نہ دیکھ سکو گے)

ارشاد ہوا: اے موسیٰ! تم نے ہماری جناب میں گستاخی کی۔ کیونکہ ہم نے وعدہ کیا ہے کہ جب تک ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہمارے دیدار سے مشرف نہ ہو گی۔ اُس وقت تک کسی کو دیدار نصیب نہ ہو گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ ان کا شوق محبت اور زیادہ ہوا اور پھر وہی مناجات کی۔

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ

حکم ہوا اے موسیٰ! ہم تجلی کریں گے مگر تم اُس کی برداشت نہ کر سکو گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار! میں برداشت کر سکوں گا۔

Marfat.com

حکم ہوا اے موسیٰ بندوں کی طرح نماز دوگانہ ادا کر کے دو زانو ہو بیٹھو اور کوہ طور پر نظر ڈالو۔ ہم اس پر اپنی تجلی کریں گے۔ اگر ہماری تجلی سے کوہ طور بحال رہا تو تم ہماری تجلی کی برداشت کر سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمان الٰہی بجا لائے اور دو رکعت نماز ادا کر کے دو زانو ہو بیٹھے اور کوہ طور کی طرف دیکھنے لگے۔ اس پر خدا تعالیٰ کی تجلی ہوئی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے اور تین شبانہ روز تک بے ہوش رہے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (۷-۱۴۳)

(جس وقت اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی کی تو وہ پاش پاش ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے)

جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے تو ارشاد الٰہی ہوا اے موسیٰ! ہم نے نہ کہا تھا کہ برداشت نہ کر سکو گے۔ آخر تم پر تجلی کا نور پڑا۔ اُسی سے تم بے خود ہو گئے اور ہمارے سر کو تم نے آشکار کیا۔ اے موسیٰ! ہمارے بہت سے بندے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آخر زمانہ میں پیدا ہوں گے کہ ہمارے نور کی تجلی ان کے دلوں پر ہر دن میں ہزار ہزار بار ہوگی اور ذرہ برابر بھی ان میں تجاوز نہ ہوگا۔ بلکہ فریاد کریں گے اور کہیں گے:

اِشْتِيَاقِيْ مَحَبَّتِيْ اِلَى الْحَبِيْبِ

(میرا اشتیاق میری محبت اپنے دوست کی طرف ابھی ویسا ہی باقی ہے جیسا کہ پہلے تھا)

یاد رکھو کہ یہ درد عشق کی آگ بجز دل درویش و عاشق کے کہیں قرار نہیں پاتی۔ مبادا اگر صاحب درد اپنے سینہ میں سے ایک آہ نکالے تو تمام عالم مشرق سے مغرب تک جل کر خاک سیاہ ہو جائے اور جب موسیٰ علیہ السلام انوار تجلی عشق سے مشرف ہوئے تو آپ کے روئے مبارک پر انوار تجلی تاباں ہوئے۔ حکم ہوا اے موسیٰ اپنے منہ پر نقاب ڈالو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے روئے مبارک پر جو نقاب ڈالتے انوار تجلی سے سوختہ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ آپ نے زر و نقرہ (سونے چاندی) سے بھی نقاب بنا کر ڈالا وہ

Marfat.com

بھی سوختہ ہو گیا۔ حکم ہوا اے موسیٰ اگر تم ہزاروں نقاب اسی طرح ڈالتے رہو گے تو سب کے سب سوختہ ہوتے جائیں گے اور تمہارے منہ پر ایک نہ ٹھہرے گا۔ ہاں مگر وہ نقاب کہ عارف باللہ فنا فی اللہ دلق پوشوں کی گدڑی سے ایک ٹکڑا لے کر اس کا نقاب ڈالو تو وہ نقاب تمہارے منہ پر ٹھہرے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو یہ نقاب ان کے روئے مبارک پر قائم رہا اور سوختہ نہیں ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے پروردگار! یہ نقاب کیوں سوختہ نہیں ہوا۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ! یہ ٹکڑا درویشوں کی دَلق (گدڑی) کا ہے اور جو کچھ ان کے وجود میں ہے بجز غیر ماسوائے اللہ کے نہیں ہے اور تجلی سرِّ اللہ سے ان کا وجود دریا ہو رہا ہے اور رحمت الٰہی کی کشتی شب و روز اس میں جاری ہے۔ فقر سرّ اللہ ہے اور اللہ سرّ فقر، فقیر انسان ہے اور باقی لوگ حیوان ہیں۔ جیسا کہ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان میرا سرّ ہے اور میں اس کا سرّ ہوں) آیا ہے

بوقتے سجدہ کردم پیش معبود — کہ منبر و مسجد و کعبہ نابود

(میں نے حق تعالیٰ کو ایسے وقت میں سجدہ کیا کہ جس وقت منبر نہ تھا مسجد نہ کعبہ تھا نہ کوئی اور مکان)

نہ بودہ نفس و شیطاں نہ کفر و اسلام — نہ بودہ جسم و جان و روح اعظام

(نہ نفس و شیطان تھا نہ کفر و اسلام تھا نہ جسم و جان تھی نہ روح تھی نہ عظام (ہڈ میں)

نہ بودہ انبیاؤ اولیاء نہ — نہ ہریک را وہم آنجا نشاں نہ

(نہ انبیاء تھے نہ اولیاء کسی کا بھی نشان نہ تھا)

ہمہ نابود بودے ماچہ بودم — فنا فی اللہ بحق وحدت زبودم

(اور سب اس وقت نابود تھے اور میں بھی نہ تھا بلکہ وحدت الٰہی میں فنا تھا)

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ[1] خدا تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا

---

[1] ان تمام تعینات سے خدا تعالیٰ کی ذات میں کچھ بھی تغیر واقع نہ ہوا بلکہ اس کی شان اب بھی ویسی ہی ہے جیسے کہ پہلے تھی۔

Marfat.com

حقیقت ابتدا ازمن چہ پرسی نہ کن بودو نہ بودے عرش کرسی
(ابتدائے حقیقت تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے اس وقت نہ کن تھا اور نہ عرش و کرسی)
نبودہ ہیچ کس ہم آنجا خدا بود کجا بودے من ایں تو ایں مفقود
(اس وقت کوئی بھی نہ تھا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات تھی اور نہ میں نہ تو کوئی بھی نہ تھا)

اور حقیقت ابتداء کی ترکیب ابتدائے حقیقت سے مقلوب ہے اور اضافت مقلوبی میں کسرہ اضافت نہیں آیا

نبودے شش جہاتش زیر و بالا بقدرت خویش بودے حق تعالیٰ
(نیچے اور اوپر کہیں بھی شش جہات نہ تھے صرف خدا تعالیٰ اپنی قدرت سے موجود تھا)

مکانِ حق بود در لا مکانے کہ سرّ عاشقاں سرّ نہانے
(اب خدا تعالیٰ کا مکان لا مکان میں ہے۔ اسی لیے عاشقانِ خدا کا راز سرِ مخفی ہوتا ہے)

اور جب کہ اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَتِ وَالْاٰفَاتِ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ (سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں خلط ملط میں ہیں) آیا ہے۔ اسی لیے فقیر کثرت کو چھوڑ کر وحدت اختیار کرتا ہے اور بجز دیدار الٰہی کے اور کسی طرف رُخ نہیں کرتا ہے

بجز دیدار حق مردار باشد کہ عاشق طالب دیدار باشد
(بجز دیدار الٰہی کے جو کچھ ہے وہ سب مردار اور حرام ہے۔ کیونکہ عاشق صرف دیدار کا طالب ہوتا ہے)۔

حکم ہوا اے موسیٰ! تمہاری نظر فنا فی اللہ پر غالب نہ آ سکے گی۔

پس معلوم ہوا کہ طائفہ فقراء کی سرگزشت پرتو عشق و انوار تجلی کی خاک سے ہے جیسا کہ میں نے کتاب ذات المجتبیٰ میں لکھا دیکھا ہے کہ جس روز خدا تعالیٰ نے اپنے علم قدرت سے اہل عشق کو عالم موجودات میں پیدا کرنا چاہا تو اس خاک پر جس سے انہیں

Marfat.com

پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ رحمت کی نظر ڈالی اور اسے شوق و اشتیاق اور عیش و عشرت اور خوشی و خرمی کی نگاہ سے دیکھا تو اس خاک میں اسرار و محبت ظاہر ہوئی اور اسے جنبش ہوئی اور وہ سکر میں ہو کر رقص کرتی ہوئی فریاد کرنے لگی۔

اَنَا الْمُشْتَاقُ فِیْ لِقَائِیْ

(میں مشتاق صرف دیدار کی)

اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس زمین سے اہلِ عشق کو پیدا کیا۔ اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (اے پروردگار! مجھے اپنا دیدار دکھا)

ارشاد ہوا

لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰـكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ (۷-۱۴۳)

(اے موسیٰ تم نہ دیکھ سکو گے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف نظر کرو اگر ہماری تجلی سے یہ پہاڑ ٹھہرا رہے تو تم مجھ کو دیکھ سکو گے ورنہ نہیں)

آخر کو آپ نہ مانے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی تشفی کے لیے کوہ طور پر تجلی کی۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

(پھر جب اللہ نے طور پر اپنی تجلی کی تو وہ پاش پاش ہو گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گئے)

پھر جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے اور اپنی تشفی پوری کر چکے تو خداوند تعالیٰ کی جناب میں اپنی جرأت کی معافی مانگی۔

فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ قَالَ یٰمُوْسٰٓى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِكَلَامِیْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ○ (۷-۱۴۳،۱۴۴)

(پھر جب موسیٰ ہوش میں آئے تو کہا: اے پروردگار! پاک ہے تیری

Marfat.com

ذات، میں نے توبہ کی اور میں سب سے پہلے تجھ پر ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ پروردگار نے کہا: اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں میں سے چن لیا ہے رسالت کے لیے اور اپنے کلام کرنے کے لیے تو لے جو میں نے تجھے عطاء فرمایا اور شکر والوں میں ہو۔)

ذکر مشاہدہ

مشاہدہ کی پندرہ قسمیں ہیں:

ان میں سے چودہ مقام ناسوت میں اور ایک مقام لاہوت سے ہے۔ جو خاص مقام ذات وتوحید صرف باری تعالیٰ کا ہے۔ جیسا کہ ہر ایک کی شرح مذکور ہے:

چنانچہ مقامات مشاہدہ تسبیح زبان و مشاہدات نفس وقلب و روح و آفتاب و ماہتاب اور جن و ملائکہ و شیطان و آتش و باد و خاک و آب وصورت شیخ مقام ناسوت سے ہیں اور مشاہدہ مقام توحید فنا فی اللہ بقا باللہ مقام لاہوت سے ہے اور یہ

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ

(جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو مشاہدہ الٰہی فقیر کو حاصل ہوتا ہے)

کا مقام ہے۔ جب فقیر اس جگہ آ جاتا ہے ہمہ اوست در مغز پوست ہو جاتا ہے اور طالب اللہ جب مقام توحید میں غرق ہو جاتا ہے تو ان چودہ مقامات سے جدا ہوتا ہے

ہر کہ بیند روئے فقرش صبح و شام
آتش دوزخ بود گردد حرام

(جو شخص کہ شب و روز مقام فقر فنا فی اللہ سے مشرف ہوتا ہے اس پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے)

اے باھوؒ چونکہ خدا تعالیٰ تیرا ہم نفس ہے اس لیے تو بھی اس سے ہم نفس ہے۔

اَلْعَاقِبَةُ بِالْعَافِيَةِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

(عاقبت میں عافیت حاصل ہوتی ہے اور سلام اس پر جو نیک بات کی پیروی

Marfat.com

کرے) اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس"

تو عین تجلی و تجلی مجو　　　بسر تجلی تو شوی عین او

(تو بذات خود اس کی ایک تجلی ہے۔ اب دوسری تجلی کیا ڈھونڈتا ہے اور اسی کے راز کو دریافت کرتا ہے کہ عین حقیقت کا مشاہدہ کرے)۔

نور نورش باہمہ بودہ ظہور　　　ہرچہ بینی آواز کشت است نور

(اسی کے نور کا پرتو سب پر ظاہر ہوا ہے جو کچھ دیکھ رہا ہے۔ اسی کے پرتو سے روشن ہو رہا ہے)۔

آں نور تجلی موسیٰ کوہ طور　　　با عین عیاں اے مراحق حضور

(وہی نور تجلی حضرت موسیٰ پر کوہ طور سے ظاہر ہوا مگر مجھے اپنی ظاہری آنکھوں سے حق حضوری عیاں ہے)۔

ہمدم است وہمدم ہم درکنار　　　گر تو چشمے داشتے باحق نگار

(اور وہ میرے ساتھ ہمدم و ہمقدم اور بالکل نزدیک ہے۔ اگر تیری آنکھیں بھی حق نگار ہوتیں تو تجھے بھی نظر آتا)۔

خاص الخاص کی تجلی یہ ہے کہ برزخ اسم اللہ سے حاصل ہوتی ہے جو اسم اعظم ہے

تو بخود مغرور و ازحق بے خبر　　　کے رسی در معرفت اے بے بصر

(تو اپنی بے خودی میں مغرور ہو کر حق سے بے خبر ہو رہا ہے تو اس طرح بے بصر ہو کر معرفت کے مقام میں کب پہنچ سکتا ہے)۔

قیامت کے روز جب عاشقوں کو مقام تجلی میں بلایا جائے گا تو ہر ایک عاشق کو سامنے لے جائیں گے۔ حق سبحانہ تعالیٰ ہزار ہزار بار فرمائے گا کہ ہمارا دیدار (دیکھو) ہر فقیر پر ہر بار تجلی ہوگی اور وہ ستر 70 ہزار سال تک بے ہوش پڑا رہے گا اور جب ہوش میں آئے گا تو فریاد کرے گا۔ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (کچھ اور بھی کچھ اور بھی) پھر تجلی ہوگی اور ستر ہزار سال کے بعد اپنے مقام پر آئے گا۔ اسی طرح فقیر فنا فی اللہ سر سے ... تک انوار تجلی سے پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رابعہ بصری علیہ الرحمۃ کا قصہ منقول ہے کہ وہ اپنے

مکان پر تشریف رکھتی تھیں۔ اتفاقاً شب کو چند اولیاء اللہ ان کی ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ مگر بے سروسامانی کی وجہ سے ان کا مکان تاریک تھا۔ اس میں روشنی مطلق نہ تھی۔ یہ لوگ حیران ہوئے کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آ سکتا تھا۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے یہ حال دیکھ کر انگشت مبارک پر دم کیا اور ان کی دو انگلیوں میں سے آفتاب کی طرح ایک شعلہ ظاہر ہوا اور قندیل سے زیادہ روشنی دینے لگا۔ حاضرین متعجب ہوئے اور خوشنود ہو کر واپس گئے۔ معلوم ہوا کہ فقیر فنا فی اللہ کا وجود ہمہ تن تجلی ہے۔ کیونکہ فقر عین ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور تمام تجلیات نور اللہ تعالیٰ سے روشن ہیں

از سرو پائے تجلی گشت نور من ازاں نور کہ نو راز من ظہور

(سر سے پیر تک اس کے نور کی تجلی ظاہر ہو رہی ہے میں اُس نور سے ہوں جس کے نور کا پرتو مجھ سے ظاہر ہے)۔

فقراء کا وجود نور سے ہوتا ہے اور عوام کا وجود اربعہ عناصر سے۔ فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی آگ' آگ ہو جائے اور اس کے وجود کا پانی، پانی ہو جائے اور ہوا ہوا میں اور خاک خاک میں مل جاتی ہے اور ان کا وجود ایک لطیف شعلہ ہوتا ہے۔ جو عشق کی آگ سے بھڑکتا اور بجز ذات معشوق کے قرار نہیں لیتا ہے اور جب تک اپنے معشوق کو نہیں دیکھتا۔ ازل سے ابد تک مشتاق ہو کر پریشان رہتا ہے۔ کیونکہ چار چیزوں کو قرار نہیں۔ آفتاب و ماہتاب کو اور عاشق و باد کو۔

عشق الٰہی کے لزومات

یاد رہے کہ فقیر فنا فی اللہ عشق الٰہی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک وہ گیارہ چیزوں کو ترک نہ کرے۔

اول اکسیر، دوم تکسیر، سوم علوم، چہارم ذکر، پنجم فکر، ششم امید بہشت، ہفتم بیم دوزخ، ہشتم طلب دنیا و زر و مال وغیرہ، نہم رجوعات خلق، دہم ناموس، یازدہم مجلس اہل دنیا۔

Marfat.com

تاوقتیکہ فقیران تمام چیزوں کو ترک نہ کرے۔ راہِ ربانی اسے حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ دنیا فانی ہے اوران تمام چیزوں کا تعلق اس سے ہے۔ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ (دنیا درحقیقت گویا ایک روز ہے اور ہمارے لیے گویا روزہ ہے) اور دوسری حدیث میں اَلدُّنْیَا ظِلٌّ زَائِلٌ (دنیا ایک سایہ ہے جو جاتا رہے گا) وارد ہوا ہے۔

Marfat.com

باب سوم

مرشد و طالب کی خصوصیات

اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ مرشد کامل کسے کہتے ہیں اور وہ کیا وصف و خاصیت رکھتا ہے اور کیونکر بذریعہ سلوک کے توحید میں غرق کرتا ہے اور وہ کس طرح مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچاتا ہے اور خود وہ کیا مراتب رکھتا ہے اور اس سے طالب کو کیا حاصل ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ مرشد فنا فی اللہ بقا باللہ صاحب تصرف ہوتا ہے اور یُحْیِ وَیُمِیتُ (مارتا جلاتا ہے یعنی مردہ دل کو زندہ اور نفس کو مردہ کرتا ہے) اس کی صفت ہوتی ہے اور گویا وہ خود سنگ پارس ہے اور اس کی نظر طالب کے حق میں کسوٹی ہے اور خوئے بد کو وہ تبدیل کر دیتا ہے۔ جس طرح سے رنگریز کپڑے کو عمدہ سے عمدہ رنگ میں رنگ سکتا ہے اور جس طرح کہ تنبولی اپنے پانوں کی نگہبانی کرتا ہے اسی طرح مرشد کامل طالب اللہ کی حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے موصوف اور مادر و پدر سے زیادہ اس پر مہربان ہوتا ہے اور وہ راہ ربانی بتاتا اور ہر منزل میں مشکل کشا ہوتا ہے اور الصبر مفتاح الحاجة (صبر تمام حاجتوں کی کنجی ہے) کی تعلیم دے کر زر و مال سے بے نیاز بناتا ہے۔ طالب اس کے عزیز ہوتے ہیں اور وہ ان کا مربی و شفیق ہوتا ہے۔ مُردہ شو (دھونے والا مُردے کو غسل دینے والا) ہوتا ہے نہیں نہیں۔ بلکہ وہ ناپاک اور مردہ دلوں کو غسل دے کر انہیں پاک و زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح طالب کو بھی چاہیے کہ وہ فقر و فاقہ پر ثابت قدم رہے اور مصائب و تنگی سے روگرداں نہ ہو۔ ورنہ اس کی نا اہلی ثابت ہوگی اور مرشد کے فیض سے محروم رہے گا۔ کیونکہ مرشد

Marfat.com

طالب کے حق میں گلاب کی طرح ہوتا ہے۔

دیکھو کمہار مٹی کو گل کوب سے کس طرح کوٹتا پیٹتا ہے اور اس کی ایک عمدہ سے عمدہ صورت بنا کر تیار کرتا ہے۔ یہی مثال مرشد کامل کی ہے۔ بشرطیکہ وہ خدا بین ہو ورنہ

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

(وہ خود گم ہے دوسروں کی کیا رہبری کرے گا) کی مثال صادق آئے گی۔

مرشدانِ ایں زمانہ زرگیر　　　ہر کہ نظرش مے کند آں بے نظیر

(اس زمانہ کے مرشد پیسے بٹورنے والے ہیں جو شخص کہ انہیں زر دیتا ہے وہ شخص بے نظیر ہے)۔

مرشدانِ ایں زمانہ زر پرست او زن پرست
زن پرست و زر پرست و دل سیاہ خود پرست

(اس زمانہ کے مرشدوں کا حال بیان کروں وہ تو زر پرست وزن پرست ہیں اور زر پرستی وزن پرستی سے سیاہ دل ہو کر خود پرست ہو گئے ہیں)۔

مرشدانے واصلانے حق عشق سوز　　　بزم ہر ساعتے سوزد شب روز

(مرشدان واصلان میں عشق سوز ہوتے ہیں اور اسی کی تپش میں شب و روز جلتے رہتے ہیں)۔

انسان کے وجود میں اس کے مقامات

انسان کے وجود کی مثال دودھ جیسی ہے کہ دہی، چھاچھ، مسکہ (مکھن)، گھی سب دودھ سے بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود میں نفس و قالب اور روح و سر وغیرہ مقامات کا ایک ہی خانہ ہے اور ذکر و اشغال و ریاضت و تربیت مرشد سے اس میں یکے بعد دیگرے ہر ایک میں تجلی ہو کر اس کا ظہور ہوتا ہے اور مسکہ جدا کر لیتا ہے اور مسکہ کو تپا کر اسے خالص گھی بناتا ہے۔ اسی طرح مرشد طالب کے وجود سے مقامات نفس و قلب و روح و سر و توفیق الٰہی و مقامات شریعت و حقیقت و معرفت و مقامات خناس و خرطوم

Marfat.com

شیطان، حرص، حسد، بغض کبر و غرور کو جدا جدا کرتا ہے تاکہ محمودات کو قائم رکھے اور مذمومات کو نکال ڈالے۔ جس طرح قصاب جانور مذبوح کی کھال جدا کرتا ہے۔ پھر اس کے تمام اجزاء کو علیحدہ علیحدہ کرتا ہے اور ان میں جس قدر رگ و پٹھے ہوتے ہیں اُن سے واقف ہوتا ہے اور انہیں نکال کر الگ ڈال دیتا ہے اور نرم و سخت گوشت کو پہچانتا ہے اور عمدہ کو ردی سے علیحدہ رکھتا ہے۔ مرشد کامل و مکمل ایسا ہونا چاہیئے کہ تمام مقامات سے خوب واقف ہو۔

چار مرشدوں کا ہاتھ پکڑنا چاہیے۔

(۱) مرشد شریعت (۲) مرشد طریقت (۳) مرشد حقیقت (۴) مرشد معرفت۔

مرشد شریعت بنائے اسلام کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر قائم رہتا ہے اور مرشد طریقت گردن میں بندگی کا طوق ڈال کر دونوں جہان سے بے نیاز ہوتا ہے اور مرشد حقیقت نفس کشی اور اس کی سرکوبی میں جانبازی کرتا ہے اور مرشد معرفت سرّ اسرار پر مطلع ہو کر صاحب راز ہوتا ہے۔ جو شخص کہ طالب اللہ کو ان مراتب تک نہ پہنچا سکے وہ مکار و دغا باز ہے۔ اسی طرح کہ جو شخص کہ زہد و تقویٰ میں رہتا اور ریاضت و چلہ کشی بہت کچھ کرتا ہے۔ مگر باطن سے بے خبر ہے وہ گمراہی کے بیابان میں پڑا ہوا ہے۔

صاحب باطن و صاحب بطن

فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ صاحب باطن و صاحب بطن۔ صاحب بطن حیوانوں کی طرح شکم پری کرتا ہے اور بطن باطن سے بے خبر ہوتا ہے۔ آخر کو اپنا انجام خراب کرتا ہے اور صاحب باطن بقدر ضرورت کھاتا اور اس سے دو چند اس کے وجود میں نور کا ظہور ہوتا ہے۔ شکم فقیر تنور اور ان کا قلب بیت المعمور ہوتا ہے اور ان کی خواب حضور و بیداری ہوتی ہے۔ زاہد طالب بہشت ان کے نزدیک مزدور ہے اور اس کی آخرت منظور ہے۔

Marfat.com

صاحب زر و صاحب نظر

مرشد کی بھی دو قسمیں ہیں۔ مرشد صاحب زر و رد مرشد صاحب نظر اور مرشد سالی فصلی اور مرشد لا زوالی سے بھی یہی مراد ہے۔ مرشد کامل پھل دار اور سایہ دار دونوں درختوں کی خاصیت رکھتا ہے اور جس طرح لوگ پھل دار درخت سے پھل کھاتے ہیں اور سایہ دار درخت سے آفتاب کی تپش سے آرام پاتے ہیں۔ اسی طرح مرشد کامل طالب کو ہر زمانہ میں فیض پہنچاتا ہے اور جس طرح مرشد کو دشمن دنیا اور دین دوست ہونا چاہیے اسی طرح طالب کو بھی صاحب یقین ہونا چاہیے کہ مرشد سے اپنی ظاہری جان و مال میں کچھ دریغ نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے:

تَرَكَ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَّحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ

(جس طرح ترک دنیا تمام عبادت کی جڑ ہے اسی طرح حب دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے)

اور مرشد طالب کے لیے وسیلہ ہوتا ہے اور وسیلہ فضیلت سے بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ فضیلت گناہ سے مانع نہیں ہوتی اور وسیلہ گناہ سے مانع ہوتا ہے اور اس سے نجات پاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت زلیخا کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نشانی دکھائی اور انہیں لغزش سے محفوظ رکھا اور جیسا کہ

اَلشَّيْخُ فِىْ قَوْمِهٖ كَنَبِيٍّ فِىْ اُمَّتِهٖ

(شیخ قوم میری امت میں بمنزلہ نبی کے ہوگا)

وارد ہوا ہے اور مرشد کامل ایک نظر سے طالب علم کے علوم بھلا دیتا ہے اور طالب جاہل کو اس سے آگاہ کر دیتا ہے

گر ترا علم است حلم است یا دانش علیم
بے وسیلت میرساند مرترا راہ رجیم

(اگر تجھے علم اور حلم ہی حاصل ہو جب بھی بے وسیلہ کے گمراہی میں پڑ جائے گا

Marfat.com

خوف ہے)

اَلْوَسِيْلَةُ دَرَجَتٌ (وسیلہ ایک درجہ عظیم ہے)

حدیث شریف میں آیا ہے اور

وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ(۵-۳۵) (تم اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تلقین کا بیان اور اُس کی تمثیل

تلقین سے مراد ہے کہ دنیا کو ترک کر دے اور ماسوائے اللہ کو طلاق دے دے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔ جو شخص صاحب توکل نہیں، صاحب تلقین نہیں اور ذکر اللہ اور اسم اللہ کی مثال شیر جیسی ہے۔ جس جگہ شیر ہوتا ہے اس جگہ اور جانور نہیں آسکتے۔ اسی طرح جس دل میں ذکر اللہ اور اسم اللہ ہوتا ہے۔ اس دل میں خطرات اور توہمات نہیں رہنے پاتے اور اگر توہمات وخطرات پیدا ہوں تو جاننا چاہیے کہ ذکر اللہ نے ابھی اثر نہیں کیا۔

عارف دنیا اور عارف عقبیٰ اور عارف مولا

عارف کی یہ صفت ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

(جسے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے اس کی زبان بند ہو جاتی ہے)

اور وہ اس صفت سے بھی موصوف ہوتا ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں فرمایا ہے:

من عرف ربه فقد طال لسانه

(جسے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے حق گوئی میں ان کی زبان کھل جاتی ہے)

اور عارف کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ اول عارف دنیا، دوم عارف عقبیٰ، سوم

Marfat.com

عارف مولا۔

عارف دنیا، طالب زر و مال و جاہ و رجوعات خلق سے اور وہ طالب مرید استخواں رہتا ہے اور بادشاہ و سلاطین کے نزدیک اپنی کشف و کرامات کا خواہاں ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ مخنث کا ہے اور علی ہذا القیاس اس کے طالبوں کا بھی حال واضح ہے۔

عارف عقبیٰ، زاہد و عابد اہل علم متقی و پرہیزگار ہوتا ہے اور دوزخ سے ترساں اور بہشت کا خواہاں ہو کر خدائے تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ یہ مرتبہ مؤنث کا ہے اور اسی طرح اس کے طالب بھی مؤنث ہیں

زاہد از بیم دوزخ چند ترسانی مرا
آتشے دارم کہ دوزخ تر دآں خاکستر است

(اے زاہد تو مجھے دوزخ سے کیا ڈراتا ہے۔ میرے سینے میں خود وہ آگ ہے
جس کے مقابلہ سے دوزخ راکھ ہے)

اور عارف مولیٰ، عارف باللہ، غرق توحید حضور ہوتا ہے اور دنیائے دوں سے کوسوں دُور رہتا ہے۔ عارف مولا عارف باللہ غرق توحید و حضور ہوتا ہے اور دنیائے دوں سے نفور۔

لطیفہ

اللہ عزوجل کے نام پر (الف) ہے اور انسان اور احد پر بھی (الف) ہے۔ پس انسان اہل سر کو کہتے ہیں۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ

(انسان کامل میرا ایک راز ہے اور میں اس کا راز ہوں)

اور دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسان ہیں تو اب دوسرا شخص بھی انسان جب ہوگا کہ اس کا تابعدار اور پیرو بنے اور خدائے تعالیٰ نے انسان کو بڑی فضیلت عطا کی کہ اسے رسالت سے ممتاز کیا اور اسی طرح آدم پر بھی (الف) ہے تو آدمی وہی ہے

جو آدمیت حاصل کرے ورنہ حیوان ہے اور جو شخص کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ہوتا ہے وہ لذت دنیاوی اور نفس و شیطان سے دُور ہوتا ہے اور جو شخص کہ دُنیائے دوں اور خواہش نفسانی اور حرکاتِ شیطانی سے نزدیک ہوتا ہے وہ خدا اور رسول سے دُور ہوتا ہے۔

استغراق

استغراق کی دو قسمیں ہیں۔ استغراق مجلس محمدی اور استغراق توحید فنا فی اللہ۔ اہل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عارف ہے اور صاحب استغراق توحید فنا فی اللہ معارف ہے۔ عارف مرشد کامل کو کہتے ہیں اور معارف مرشد مکمل کو کہتے ہیں اور مرشد وہ ہے جو کامل و مکمل ہو۔ عارف اپنے جسد ظاہری سے مجلس حضور میں باریاب ہوتا ہے اور معارف جسد روحانی سے مشرف ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معارف سے ہمکلام ہوتے ہیں تو اہل مجلس انہیں دیکھتے اور عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کس سے باتیں کرتے ہیں؟ آپ فرماتے ہیں: معارف سے کہ اپنے جسد ظاہر کے ساتھ زمین پر موجود ہے اور جسم روحانی سے ہمارے پاس حاضر ہے اور دیوانہ عاشق خدا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے:

اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ

(میرے اولیاء میری قبا میں پوشیدہ ہیں میرے سوا انہیں کوئی نہیں پہچانتا۔)

معارف پر کشف وکرامت بند ہوتی ہے

جس کسی کو اللہ تعالیٰ معارف فخر فنا فی اللہ کا مرتبہ دیتا ہے اسے علم باطنی میں عالم اور فاضل بناتا ہے اور اس پر کشف و کرامات کی راہ کو بند کر دیتا ہے کیونکہ فقر کی دو راہیں ہیں۔ ایک فقر بکرم دوم فقر بکرامات اور فقر بکرم میں دو راہیں ہیں۔ ایک کرم بکمالیت، دوم بکبر۔ چنانچہ شیطان کرم کمالیت کی طرف نہیں آتا اور کبر و کرامات کی طرف آتا ہے۔

Marfat.com

جس طرح خود اس سے ''اَنَا'' واقع ہوا اور اس نے اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ (میں اس سے بہتر ہوں) کہا اور فقر دعا یا بددعا کا نام نہیں ہے کہ کسی کو دعا دے دی یا کسی کو بددعا کر دی اور وہ پوری ہو گئی۔ بلکہ فقراء کے دعا و پیغام میں تاخیر واقع ہوتی ہے۔ البتہ فقراء کو وہم وجذب ہوتا ہے ان کا وہم رحمت خدا اور ان کا جذب قہر۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ)

مرشد کا مرید کے لیے آئینہ ہونا

مرشد مرید کے لیے آئینہ ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے:
اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ (مومن مومن کے لیے آئینہ ہوتا ہے) جس طرح آئینہ سے سرخ وسیاہ بھلا برا جو کچھ ہو صاف نظر آتا ہے۔ اسی طرح مرشد تحقیق کرتا ہے کہ طالب کو طلب حق ہے یا طلب غیر اور طالب اپنے ارادہ کے موافق مقصود کو پہنچتا ہے۔
کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ (ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے)
پس طالب کو جاسوس سے ڈرنا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے:

اِخْوَانُ ھٰذَا الزَّمَانِ جَوَاسِیْسُ الْعُیُوْبِ
(اس زمانے کے احباب عیبوں کے جاسوس ہیں)

اور جس طرح سنار سونے چاندی کو بوتہ میں ڈال کر امتحان کے لیے آگ پر رکھتا ہے اور اسے پگھلا کر دیکھتا ہے۔ اسی طرح مرشد طالب کا امتحان کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْبَلَاءِ کَمَا یُجَرِّبُ الذَّھَبُ بِالنَّارِ
(اللہ تعالیٰ مصیبتیں ڈال کر ایمان والوں کا امتحان کرتا ہے جس طرح سونے چاندی کا امتحان آگ پر ہوتا ہے)

مگر معدہ آدمی کا دشمن ہے۔ اس لیے فقیر کو چاہیے کہ طمع نہ کرے اور کوئی کچھ دے تو اسے واپس نہ کرے اور جو کچھ پائے اسے جمع نہ کرے۔ فقیر کے لیے وصال ملاقات

ہے اور بطن کے لیے کشف و کرامات ہے اور وصال و مقام لاہوت سے ہے اور کشف و کرامات مقام ناسوت سے ہے اور ہلاقات حضور پرنور اشرف الاولیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت سے مشرف ہوتا اور غرق توحید و وحدانیت اور مقام ربوبیت میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہوتا ہے۔ حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے اور یہی حال مقام حقیقت و معرفت و مقام عشق و محبت کا ہے۔ جو شخص ان مقامات سے مشرف ہوگا وہی ان کی حقیقت و حال سے واقف ہوگا اور کسی دوسرے شخص کو مقام عشق و محبت کی کیا خبر۔ جو شخص مقام عشق سے آگاہ ہوگا اور جس شخص کو مقام محبت میں دستگاہ ہوگی وہی اس سے باخبر ہوگا اور جس شخص کو خدا کی ذات مدنظر ہے۔ دونوں جہان اس کے پیش نظر ہیں اور جو شخص مقام حضور فقر فنا فی اللہ کو طے کرتا ہے اور مراتب بمراتب اس کو حاصل کر لیتا ہے۔ ہر ایک کو جانتا ہے اور سب کو پہچانتا ہے جیسا کہ

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ

(عارف پر کسی چیز کی حقیقت پوشیدہ نہیں رہتی)

وارد ہوا ہے۔

مراتب علم و معرفت

عالم اسے کہتے ہیں جو حق کا طالب ہو اور مولانا وہ ہے جو مولیٰ کا طالب ہو اور دانشمند وہ ہے جو ہمیشہ اپنے نفس پر مدعی رہے اور فاضل اسے کہتے ہیں کہ حجت جادوانی چھوڑ کر توفیق الٰہی کا رفیق ہے۔ جیسا کہ

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلدُّنْیَا فَھُوَ کَافِرٌ وَّمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْحُجَّۃِ فَھُوَ مُنَافِقٌ وَّمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَوْلٰی فَھُوَ مُسْلِمٌ

(دنیا کے لیے علم کا طالب کافر ہے اور حجت اور غلبے کے لیے علم کا طالب منافق ہے اور خدا تعالیٰ کی طلب کے لیے علم کا طالب مسلمان ہے)

مگر حق بات کا چھپانا بھی منع ہے اور اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطَانٌ اَخْرَسٌ

Marfat.com

(حق بات سے چپ رہنے والا شخص شیطان اخرس (گونگا) ہے۔)
آیا ہے اور علم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ علم عارفیت و علم عاریت۔ علم عارفیت علم ربوبیت کا نام ہے اور علم عاریت علم دنیائے مردار ہے۔ دنیا کے لیے

اَلدُّنْیَاءُ لَنَا مَنَامُ وَالْعَیْشُ فِیْھَا اِحْتِلَامٌ۔

دنیا گویا ایک خواب اور اس کا عیش احتلام ہے)
وارد ہے اور جو علم کہ محض دنیا کے لیے پڑھا جائے وہ ابوجہل کا ہمنشین بنائے گا اور جو علم کہ لوجہ اللہ پڑھا جائے گا وہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا کر آپ کا ہم نشین بنائے گا۔ اس لیے مرشد کو عالم علم ربوبیت ہونا چاہیے۔ تا کہ طالب اس کا متعلم بنے۔ ورنہ مرشد جاہل کیا تعلیم دے گا۔ بلکہ مرشد جاہل دنیائے دوں کی محبت میں آ کر حرص و ہوا کا خواہاں ہو گا اور علماء اور کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن بنے گا اور کفر میں پڑ کر اس آیت کا مستحق بنے گا۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (۲-۳۹)

(جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا یہ لوگ آگ میں رہنے والے ہیں اور اس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے)
اور فقیر جاہل اپنی روزی محض سبب پر موقوف رکھے گا اور فقیر کامل اپنی روزی کا ذمہ دار خدا کو جانتا ہے اور ان آیات پر نظر رکھتا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (۱۱-۶)

(اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار نہیں جس کی روزی خدا تعالیٰ کے ذمہ کرم پر نہ ہو)۔
دوسری آیت میں وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (۶۵-۳)
(جو کوئی خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہوتا ہے)۔
تیسری آیت:

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۲-۲۱۲)
(خدا تعالیٰ جس کو چاہے اسے بے حساب روزی دیتا ہے)
پس سبب کو چھوڑ کر مسبب کو طلب کرنا چاہیے اور مرشد اسی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

چوں رزق مقدر است گر دیدن چیست
رازق رساند پر سیدن چیست

(جب رزق مقرر ہے تو پریشانی اور سرگردانی کیوں ہے' رزق پہنچائے گا پوچھ پچھ کیا ہے)
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ (۴۳-۳۲)
(ہم نے اُن کی روزی اُن کے درمیان تقسیم کر دی ہے)
اور اسی طرح دوسری آیت میں
يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتَابِ (۱۳-۳۹)
(خدا تعالیٰ مٹا دیتا ہے جو چاہتا ہے اور باقی رہنے دیتا ہے جو چاہتا ہے اور اس کے نزدیک لوح محفوظ ہے)
فرمایا ہے اور سلوک میں فقر کی استقامت یہی ہے کہ شب فاقہ اس کے لیے معراج ہو۔
مِعْرَاجُ الْفَقْرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ (فاقہ کی رات فقر کے لیے معراج ہوتی ہے[1])
اور جس جگہ کہ فقیر درویش بھوکا ہوتا ہے وہ مقام خراب پریشان ہو جاتا ہے اور اگر

[1] مجھے یہاں پر ایک حکایت یاد آ گئی۔ حضرت نظام الدین اولیاء کم سن تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور اب تنگدستی کی وجہ سے فاقہ کشی کی نوبت پہنچی تو ان کی والدہ ان سے کہتیں کہ بابا نظام آج ہم خدا کے مہمان ہیں تو حضرت نظام الدین ان کے اس کہنے پر بہت ہی محظوظ ہوتے اور انہیں انتظار رہتا کہ ہمارے گھر میں فاقہ ہو تو والدہ ہمیں یہ کہیں جو انہوں نے پہلے کہا تھا۔

Marfat.com

اس جگہ پردہ نہ ہو تو تمام عالم تہ و بالا ہو جائے۔ مگر ہر ایک آبادی درویشوں کے قدم سے معمور موجود ہے اور ایسا درویش اہل اللہ اور فقیر فنا فی اللہ ہوتا ہے اور

اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ (مفلس و محتاج خدا تعالیٰ کی نگہبانی میں ہے)

بھی اسی لیے آیا ہے۔ باوجود ان تمام مراتب کے فقیری آسان نہیں کہ ہر کسی کو حاصل ہو جائے۔ بلکہ اس کے لیے معرفت میں محو اور اپنی خودی سے فنا ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح نفس مطمئنہ حاصل کرنا چاہیے۔ جیسا کہ ان کے اطمینان کا حال اس آیت میں مذکور ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (۲-۲۶۰)

(اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے پروردگار! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم! کیا تجھے یقین نہیں؟ جواب دیا: کیوں نہیں بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے فرمایا: اچھا تم چار پرندے پکڑو اور اپنے ساتھ ہلاؤ۔ پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور چار حصے کر کے ہر پہاڑ پر رکھ دو اور انہیں بلاؤ۔ وہ تمہارے پاس دوڑ کر آئیں گے اور جان لو کہ خدا تعالیٰ قوت اور حکمت والا ہے۔

گور مارا ہو بگوید باھوا
ایں بخوش خانہ است خلوت باخدا

(باھو مردہ زندہ ہو کر ہم سے ہو کہتا ہے۔ اے باھو تو بھی اس گھر میں ہو جو خدا تعالیٰ کی خلوت کا مقام ہے)۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرو)

Marfat.com

اس سے مراد نفس کشی ہے۔ یہ ہے اور حیرت کا مقام ہے۔

اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

(جب تم کو کسی بات میں حیرت ہو تو قبر والوں سے تقویت حاصل کرو)

یعنی ان کے حال پر غور کرو

الٰہی عاشقاں را خویش قدرت جاں گیر — کہ عزرائیل درماں نا محرم است

(یا الٰہی عاشقوں کی جان اپنی قدرت سے نکال لے کیونکہ عزرائیل ہمارے درمیان میں نامحرم ہیں۔

پس مرشد کامل کی یہی صفت ہوتی ہے۔

يُحْيِ الْقَلْبَ وَيُمِيْتُ النَّفْسَ (دل کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مارتا ہے)

اور مرشد کامل کا فقر تمام اور ماسوائے اللہ اس پر حرام ہوتا ہے اور ازل سے ابد تک وہ صاحب احرام اور حاجی بے حجاب ہوتا ہے۔ اس درجہ کا مرشد درویش کامل ہوتا ہے اور اگر چہ اس کا ظاہر گناہ ہو۔ لیکن در حقیقت عین ثواب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہما السلام کے واقعہ میں گزرا اور سورۂ کہف میں اس کی تفصیل مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کا تختہ توڑ ڈالا حالانکہ وہ اس پر خود بھی سوار تھے اور ایک دیوار توڑ کر اسے از سرِ نو بنا دیا اور ایک لڑکے کو مار ڈالا۔ ان تینوں واقعات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گرفت کی اور اعتراض کرتے رہے۔ باوجودیکہ حضرت خضر علیہ السلام انہیں کا عہد یاد دلاتے رہے کہ کیوں میں نے یہ نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام معافی چاہتے اور فرماتے میں بھول گیا۔ اب نہ کہوں گا۔ آخر تیسرے واقعہ پر موسیٰ علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا (١٨-٧٨)

(اب میری تمہاری جدائی ہے اور میں تمہیں ان باتوں کا بھید بتلائے دیتا ہوں

Marfat.com

جس پر صبر نہ کر سکے)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم ظاہری تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطنی۔ پس طالب اور مرشد کامل کی مثال مجلس حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام جیسی ہے اور مرشد کامل مثل طبیب کے اور طالب مثل مریض کے ہوتا ہے اور طبیب معالجہ میں کبھی دوائی تلخ اور کبھی شیریں دیتا ہے۔ مریض کو چاہیے کہ اس دوا کو کھالے تاکہ وہ تندرست ہو جائے۔[1]

لطیفہ

مرشد میں چار حرف ہیں اور معرفت میں بھی چار حرف ہیں۔ پس مرشد میں م مروت کی ہے اور ر ریاضت کی اور ش شوق کی اور د درد کی۔

کسی بزرگ نے کہا ہے کہ نماز پڑھنا بیواؤں کا کام ہے اور روزہ رکھنا روٹیوں کی بچت ہے۔ حج سیر وتماشا ہے۔ جواں مردوں کا کام دل کو قابو میں رکھنا ہے۔

---

[1] اس قصہ کی بناء یہ ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ سے بھی زیادہ جاننے والا کوئی اور شخص ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ خدا کے رسول تھے۔ اس لیے انہوں نے کہا نہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی اور فرمایا کہ ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ جانتا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ۔ اس کا پتہ نشان یہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب خضر علیہ السلام کا حال معلوم ہوا تو آپ کو ان سے ملنے کا اشتیاق ہوا اور سفر کر کے ان کے پاس پہنچے اور ملاقات کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ تم میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: نہیں میں صبر کروں گا اور جس طرح آپ کہیں گے اسی طرح آپ کے ساتھ رہوں گا۔ آخر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ رہے اور جو واقعات پیش آتے گئے ان پر اعتراض کرتے رہے۔ آخر کار خضر علیہ السلام نے ان باتوں کی تاویل بتائی۔ وہ تاویلیں یہ ہیں کہ کشتی انہوں نے توڑ ڈالی کہ ایک ظالم بادشاہ اس طرف آ رہا تھا جو کشتیوں کو جبراً اچھے کام میں لیتا جس کا علم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھا اور دیوار اس لیے بنائی کہ وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا دفینہ موجود تھا اور لڑکے کو اس لیے مار ڈالا کہ اس کے ماں باپ نیک بخت اور ایماندار تھے اور اس کی وجہ سے ان پر کفر کا خوف تھا۔

Marfat.com

مگر فقیر باہو (مصنف) کہتا ہے کہ دل قبضے میں لانا خام لوگوں کا کام ہے اور اسی طرح خدا کو پہچاننا اور اس کا دیدار کرنا بھی ناتماموں کا انجام ہے اور بشریت سے نکل کر اپنی خودی سے فنا ہو جانا اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل کرنا مردوں کا کام ہے۔ پس مرشد صاحب تجربہ کار اور صاحب درد ہونا چاہیے اور یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ[1] (اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں) کا مصداق، بہر حال مرشدی ایک اعلیٰ مرتبہ ہے اور اخص، اخص کا مقام ہے جو مرتبہ عام و خاص الخاص سے بڑھ کر ہے اور مقام اخص مقام سر ہے۔ چوں پیر من اخص است اعتقاد من بس است۔

[1] لڑتے ہیں خدا کی راہ میں، پہلے گھر کے دشمن پر فتح پا سکے تو پھر باہر کے دشمن پر کامیاب ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔ (مترجم)

باب چہارم

نفس سے مخالفت اور اسے زیر کرنے کا بیان

خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نفس کے خلاف ہے اور اس کی نافرمانی سے وہ خوش ورضامند ہے۔

تمثیل

اور نفس کیا چیز ہے وہ ایک مار ہے اور اس کی خصلت خصلت کفار ہے۔ دیکھو مار (سانپ) پر تاوقتیکہ افسوں اور منتر نہ پڑھا جائے۔ اسے کوئی زیر نہیں کرسکتا اور ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ کسی نے مار سے پوچھا جب کوئی تجھ پر افسوں پڑھتا ہے تو تو اپنے سوراخ سے کیوں نکل آتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں خدا کے نام پر اپنے سر کو فدا اور اپنی جان کو اس پر قربان کرتا ہوں۔ جو کوئی میرے دروازہ پر اس کا نام لیتا ہے۔ مجھے باہر پاتا ہے۔ پس نفس کی بھی یہی مثال ہے۔ وہ سانپ کی مثال ہے اور انسان کا وجود گویا سوراخ ہے اور اسم اللہ اس کے لیے افسوں ہے اور اس کی خصلت کفر ہے اور وہ مسلمان نہیں ہوتا۔ مگر شریعت سے اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّالْکُفْرِ بَاطِلٌ (اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے)

رباعی گر خویش خواہی نفس را گردن بزن
گر وصال حق بخواہی بگذر از فرزند و زن

Marfat.com

(اگر تو اپنی راحت چاہتا ہے تو نفس کی گردن اڑا دے اور اگر وصالِ حق چاہتا ہے تو فرزند و زن سے جدا ہو) دیگر

چوں نفس را گردن زنم نفس مردِ حق　　غیر نفسے کس نیابد عشق حق

(جب نفس کی گردن اڑا دوں تو نفس مردِ حق ہو جائے گا۔ نفس کے بغیر کوئی شخص عشق نہیں پا سکتا)

جواب باھو از باھو رحمۃ اللہ علیہ

چوں نفس را گردن زنم ایں نفس مرشد پیشوا و رہنما

ہر مقامے خوش نماید مے بردور کبریا

(جب نفس کی گردن اڑا دوں تو نفس مرشد اور پیشوا ہے ہر مقام کی اچھی طرح سیر کراتا ہے اور مقامِ کبریا میں لے جاتا ہے)

جواب باھو از باھو رحمۃ اللہ علیہ

نفس تابع یار بہ اے جانِ عزیز　　نفس را احمق چہ داند بے تمیز

(نفس دوست کا تابع رہے اے دوست! یہی بہتر ہے۔ نفس کی حقیقت کو احمق و بے تمیز کیا جانے) ایضاً

نفس و راحت جاودانی را گذار　　تا شوی باحق تعالیٰ یارِ غار

تا براید کار تو از کرد گار

(نفس، راحت، جاودانی کو چھوڑ دے تا کہ خدا تعالیٰ یار غار بنا رہے اور تا کہ تیرا کام خدا تعالیٰ کی طرف سے انجام پاتا رہے) ایضاً

گر نفس را گردن زنم ضائع شوم　　از ہوائے نفس را بیروں کشم

نفس با من یار من با یار او　　سر وحدت آب تقسیم آب جو

(اگر نفس کی گردن اڑا دوں تو میں ضائع ہو جاؤں۔ مگر ہوا و ہوس سے نفس کو جدا کروں اور تب نفس میرا رفیق ہو گیا ہے اور میں نفس کے دوست کا رفیق بنا

ہوں کیونکہ وحدت کے دریا سے وحدت کی نہر نکلتی ہے) ایضاً

نفس دیو دیوانہ است آں دیوے منم   گر خدا برخود شوم وے راکشم

(نفس دیو دیوانہ ہے اور وہ دیو میں ہوں۔ اے پروردگار! اگر میں اس پر قدرت پاؤں تو اسے مار ڈالوں)۔

نفس کافر کے کفر سے بیزار ہو کر کلمہ طیبہ پڑھنا چاہیے اور دین اسلام قبول کرنا چاہیے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (طالب اللہ کو چاہیے کہ ہر دم اور ہر وقت نفس کا خلاف کرے اور اس سے کسی وقت غافل نہ رہے خواہ خواب خواہ بیداری میں یا مستی اور ہوشیاری میں ہو۔ ہمیشہ اس کافر سے جنگ وجدل کرتا رہے۔ کیونکہ وہ فقیر کا جانی دشمن ہے اور راہِ مولا کا راہزن ہے۔ طالب کسی طرح بھی اس سے غافل نہ رہے اور رَجَعْنَا مِنْ جِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى جِهَادِ الْاَكْبَرِ[1] (ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا ہے) پر عمل کرے۔

اور جس طرح انسان کے وجود میں دو قسمیں ہیں۔ وجود لطیف اور وجود کثیف اسی طرح سے نفس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ نفس امارہ اور نفس مطمئنہ۔ وجود کثیف والے کا نفس امارہ ہوتا ہے اور وجود لطیف والے کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے اور نفس مطمئنہ اطاعت ظاہری اور باطنی بجالاتا ہے اور روح کے تابع ہوتا ہے اور روح توفیق الٰہی کے تابع ہوتی ہے اور اہل توفیق صاحب ذکر وفکر واشغال واستغراق فقر فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ پس تمام انبیاء و اصفیاء اور اولیاء اہل اللہ اور اہل ایمان و اسلام کو نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے اور نفس مطمئنہ صاحب معرفت ہوتا ہے

کسے در معرفت معروف گردد   کہ سر وحدتش مکشوف گردد

نماند پردۂ زاں سر اسرار   کہ عین العین بیند یار بایار

(معرفت میں وہی شخص مشہور ہوتا ہے کہ سر وحدت جس پر ظاہر ہوتا ہے اور جس پر سر اسرار کا کوئی پردہ نہیں رہتا بلکہ اپنی ظاہری آنکھوں سے وہ اپنے

[1] جہاد اصغر سے کفار کے ساتھ جدال وقتال مراد ہے اور جہاد اکبر سے مجاہدہ نفس مراد ہے۔

Marfat.com

دوست کا معائنہ کرتا ہے)۔

دیگر

از نفس خود گم شو کہ بدعت نشود وز دو جہان دست بشو کہ رجعت نشود
(اپنے نفس سے گم ہو جاتا کہ بدعت استدراج نہ ہو سکے اور دو جہاں سے خیر باد کہہ کر ایسا کوچ کر کہ پھر رجعت نہ ہو سکے)۔

دیگر

خدا یک است و دل یکے است یکے را جو
تو با یک چوں شوی یک پس نہ ماند دو
(خدا ایک ہے دل ایک ہے ایک ہی طلب کرو۔ جب تو ایک کے ساتھ ایک ہو تو دوئی نہ رہی)

اور اسی طرح سے تمام منافق و کافر، فاسق و فاجر اہل شرب صاحب نفس امارہ ہیں۔ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى[1] (۴-۴۳) (تم نماز نہ پڑھو جبکہ نشہ میں ہو) اور صاحب نفس مطمئنہ اہل روح ہوتا ہے اور اہل روح صاحب ذکر و وجد و شوق و اشتیاق و استغراق اور اہل غرق و توحید فنا فی اللہ اور صاحب فقر فنا فی اللہ نفس نہیں رکھتا۔ ہمہ اوست در مغز پوست ہوتا ہے۔ جیسا کہ لی مع اللہ وقت[2] آیا ہے۔

چنانچہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے کسی نے پوچھا کہ اے رابعہ! نفس و شیطان اور دنیا کی بابت تم کیا کہتی ہو۔ انہوں نے کہا: میں دوست کے ساتھ توحید فنا فی اللہ میں اس طرح غرق ہوں کہ نہ مجھے نفس و شیطان کی کچھ خبر ہے اور نہ دنیا کی کچھ خبر ہے۔

---

1 نشہ کی حالت میں نماز کی ممانعت ہوئی تو نفس کی مستی میں قرب الٰہی کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔

2 لی مع اللہ سے پوری حدیث مراد ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے استغراق کا حال بیان فرمایا ہے اور جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

بہ مردم مے کند ایں نفس محتاج
کسے را نیست نفسش غیر محتاج

(انسان کو آدمیوں کا محتاج یہی نفس بناتا ہے مگر جن کا نفس نہیں وہ ان سے غیر محتاج ہیں)۔

پس اولیاء اللہ محتاج نہیں ہوتے اور اولیاء سے مراد فقر ہے۔ فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ ہر شے اس کی محتاج ہوتی ہے۔

فقیر کی سانس ذکر ہوا کرتی ہے

فقیر کا نفس نہیں ہوتا (سانس ہوا کرتی ہے) اور وہ ہر وقت ذاکر رہتی ہے اور ذکر کی ٹھنڈک دل کی تپش کو تسلی دیتی ہے اور اسی طرح فقیر کا کوئی دم ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتا اور جس کا دل مردہ اور نفس افسردہ ہو۔ وہ صاحب نفس امارہ ہے۔

بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ

زنفسے بد نباشد سر ہوائی — کہ دعویٰ ہچو فرعونش خدائی

(نفس بد سے بڑھ کر کوئی خواہش نہیں کہ ہمیشہ اس کو فرعونیت کا دعویٰ رہتا ہے)

اور صاحب فقر کو مقام ربوبیت مدنظر ہوتا ہے تو وہ نفس امارہ کی سرکوبی کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (۷۹-۴۰-۴۱)

(جس نے مقام ربوبیت سے خوف کر کے نفس کو خواہشوں سے روکا تو جنت اس کا ٹھکانا ہے)

پس اہل نفس بندۂ ہوا ہے اور اہل طاعت بندۂ خدا ہے اور نفس و شیطان اور تینوں کافر ہیں۔ اگر فقیر ان پر جلاد کی طرح قہر و غضب نہ کرے تو وہ صاحب شہوت اور طالب دنیا ہوتا ہے اور حسن پرست زینت کا فدائی اور نفس و شیطان کا رفیق بن جائے۔ پھر جو

شخص لذاتِ نفسانی میں پڑتا اور حیوان کی طرح شکم پری کرتا ہے۔ وہ معصیت اور گناہ میں غرق رہتا ہے اور اس کا دل مردہ کی طرح جیسے جسد گور میں' معرفت سے کور اور بے نور رہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (۶۴-۱۵)

(تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں)

کیونکہ نفس راہِ خدا سے روکتا ہے اور غیر اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ پس نفس اور شیطان ہمارا راہزن ہے اور شیطان کا راہزن کبر و غرور ہے اور کبر و غرور جلال قہر الٰہی سے پیدا ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پیشوا ہیں اور آپ کا پیشوا ہدایت ہے اور ہدایت مہر و جمال الٰہی سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے وَلَقَدْ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى (خیر اور شر دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ فرمایا ہے:

این خاک را انساں کنم آں نار را شیطان کنم

ہم ایں کنم ہم آں کنم کس را نبا شد ایں خبر

(ہم خاک کو انسان بناتے ہیں اور آگ کو شیطان کرتے ہیں۔ ہم وہ بھی کرتے ہیں کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہوگی)۔

پس زہد و تقویٰ' ریاضت' صوم و صلوٰۃ' حج زکوٰۃ خلاف نفس ہے اور کیا ان سے نفس مر جاتا ہے۔ میں کہوں گا نہیں اور ذکر و فکر، مجاہدہ، مشاہدہ، مراقبہ، محاسبہ، وصال حضور بھی خلاف نفس ہے' ان سے نفس مر جاتا ہے! میں کہوں گا نہیں' اوراد و وظائف، تسبیح، تلاوت قرآن مجید، مسائل فقہ، دلق پوشی، نمد پوشی، خاموشی، جدائی، خلق، نیک خصلتی بھی خلاف نفس ہے۔ ان سے نفس مر جاتا ہے۔ میں کہوں گا نہیں۔ اسی طرح گوشہ نشینی' چلہ کشی' سرگردانی' پریشانی' تعلیم و تعلم اور ہر ایک چیز سے باز رہنا اور خدا شناس ہونا خلاف نفس ہے اور ان سے نفس مر جاتا ہے۔ میں کہوں گا نہیں

گر نفس سلطاں شود مسند نشیں   سگ بگردش آسیا گردد یقیں

(نفس سلطان اگر مسند پر بیٹھتا ہے تو حرص کا کتا ہمیشہ اس کے گرد طواف

Marfat.com

کرتا ہے)

پس چاہیے کہ اس کی سلطنت کو پامال کر کے اس کو نظر بند رکھے اور ہمیشہ اس کا محاسبہ کرتا رہے

از مکافاتِ عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جَو زِ جو

اگر نفس بھوکا رہے تو طاعت کی طاقت نہ رکھے گا اور عبادت سے باز رہے گا اور اگر اسے سیر رکھا جائے تو وہ شہوت پرست اور فتنہ انگیز ہو جائے گا۔ پس اس کا علاج اس قاعدہ کو مدنظر رکھ کر کرنا چاہیے۔ جو پروردگار نے ہمیں بتلایا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (۲-۲۸۶)

خدا تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت کے موافق۔

اور جو نفس کہ گرسنگی (بھوک) سے آرام اور ذکر و طاعت میں حلاوت پاتا ہے اسے پرہیزگاری اور عبادت کرنی چاہیے اور جو نفس کہ بھوک میں عبادت کی لذت نہیں پاتا۔ وسوسہ کفر و نفاق پیدا کرتا ہے اسے بہت کھانا چاہیے۔ بشرطیکہ اس میں بدی کے آثار نمایاں نہ ہوں اور فرمانبرداری کی طاقت اور اطاعت سے انسیت رکھتا ہوں۔ ورنہ اسے نیم سیر رہنا ضروری ہے اور ایسے نفس کو صرف قُوت لایَمُوت دینا اور اسے ذکر اللہ پر لگانا چاہیے اور زمین اس کی قبر اور لباس اس کا کفن ہمیشہ اس کو دکھانا چاہیے اور حشر کی بھی اسے سیر کرانا چاہیے تاکہ دلجمعی اور صفائی قلب ایسے حاصل ہو اور کوئی آلودگی و کدورت دل پر رہنے نہ پائے اور کل حجاب اللہ اس سے اٹھ جائیں اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (اور مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا مرتبہ اسے مل جائے۔ مگر یہ نفس کافر خودی اور خود پرستی رکھتا ہے اسے قتل کرنا اور کسی حال میں اسے فرصت نہ دینا چاہیے اور کسی وقت بھی اسے عبادت سے نہ روکنا چاہیے اور جو کچھ وہ مانگے نہ دے اور ہر بات میں اس کے خلاف کرے اور اس کے ساتھ ہمیشہ مجاہدہ اور محاربہ کرتا رہے اور اسے یوں خطاب کر کے ملامت کرے۔ اے نفس فتنہ انگیز اور اے نفس عادل بادشاہ اے نفس بانا گمراہ. اور اے نفس متقی و پارسا اور اے نفس عالم و مفتی، قاضی و محتسب اور اے نفس رشوت و

Marfat.com

حرام خور اور اے نفس مرشد و ہادی صاحب ارشاد اور اے نفس خود پرستی اور حرص میں صاحب فریاد اور اے نفس سلطان العارفین و عاشق و معشوق اور اے نفس گدا طامع مخلوق تو نے خدا تعالیٰ کو کچھ نہ پہچانا اور اس کی معرفت کا حق ادا نہ کیا۔ اے نفس تو نے کوئی عبادت بھی ایسی نہ کی جو خدا تعالیٰ کی درگاہ کے لائق ہوتی اور جس سے قیامت کے دن تجھے خلاصی ملتی۔ تمام انبیاء اور اولیاء خدا تعالیٰ کے خوف سے اس طرح گل گئے جس طرح آگ پر سونا اور چاندی پگھل جاتا ہے۔

وہ لوگ تمام عمر نہ چین سے سوئے ہوتے ہیں اور نہ انہوں نے زمین پر آرام کے لیے اپنا پہلو رکھا اور نہ انہوں نے اپنے نفس کو لذت دنیا میں ڈالا ہے۔ اس لیے اے نفس میں تجھے خدا تعالیٰ سے ڈراتا ہوں کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تجھے شرمساری نہ ہو اور اسی طرح نفس سرکش کے غلبہ سے خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پناہ مانگتا ہے اور اس کے ظلم سے نجات چاہتا ہے تو مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

دعوۃ المظلوم مستجابۃ (مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے)

فقیر بھی اپنے نفس سے مظلوم ہوتے ہیں) دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا:

اَلَا اِنَّ اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی حِجَابٌ

(خبردار ہو مظلوم کی دعا اور خدا تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے)

جو لوگ کہ نفس سے ستم رسیدہ ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتے ہیں اور ان کی دعا مقبول ہوتی ہے اور یاد رہے کہ نفس شہوت میں غالب اور غضب میں درندہ اور گناہ کرنے میں طفل اور ناز و نعمت میں فرعون اور سخاوت میں قارون اور بھوک میں دیوانہ کتا اور شکم سیری میں گدھا ہوتا ہے

گرسنہ چوں می شود سگ می شود　　　در شکم پری شود خرمی شود

(نفس جب بھوکا ہوتا ہے تو کتے کی طرح ہوتا ہے اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو گدھے کی طرح ہوتا ہے)

Marfat.com

پس نفس کا یہ حال کہ اگر اسے سیر رکھو نافرمان ہوتا ہے۔ اگر بھوکا رکھو تو صاحب جزع و فریاد ہوتا ہے۔ پس اسے فرعون کی طرح ہلاکت کے دریا میں غوطے دینا اور قارون کی طرح زمین میں دھنسانا اور کتے کی طرح اسے للکارتے رہنا چاہیے اور گدھے کی طرح اس سے محنت لینا چاہیے تاکہ وہ درست ہو جائے اور اگر نفس کو گناہ کے وقت خدا اور رسول کا واسطہ دو اور انبیاء اور اولیاء کو شفیع بناؤ اور آیات و احادیث اسے پڑھ کر سناؤ اور موت کی سختی اور عذاب قبر اور منکر نکیر اسے یاد دلاؤ اور دوزخ و جنت اور قیامت میں ہر ایک کی نفسا نفسی، میزان اور پل صراط وغیرہ کی اسے سیر کراؤ تو بھی یہ موذی باز نہ آئے گا اور معصیت سے دست بردار نہ ہوگا۔ مگر صرف اس وقت کہ توفیق الٰہی شامل حال ہو اور وسیلہ دست مرشد کامل مکمل نصیب ہو اور جس وقت کہ طالب گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے بے شک مرشد کو آگاہی ہوتی ہے اور گناہ اور اہل گناہ کے درمیان حائل ہوتا ہے اور بذریعہ الہام کہتا ہے یا ہاتھ مارتا ہے۔ اسی لیے فضیلت سے بہتر ہے اور فضیلت پر نفس اور نفس پر وسیلہ غالب ہے اور علم و فضل کی مثال زر و سیم کی ہے اور وسیلہ کی مثال فولاد کی اور اسی کی تلوار اسے تہ تیغ کر سکتی ہے اور چونکہ نفس بد کافر اور جلاد حرام خور کی مثل ہے اور جس طرح کافر کا زُنّار (وہ دھاگہ جو ہندو گلے اور بغل کے درمیان ڈالے رہتے ہیں) توڑنا اور جلاد کا حرام خوری چھوڑ دینا دشوار ہے۔ اس لیے اس کے کفر توڑنے اور اس کے مسلمان کرنے میں کوشش کرنی چاہیے اور زر و سیم دنیا کی زیبائش اور فولاد کی تیغ سے وار کرنا اہل دین کا کام ہے اور زر و سیم[1] کی طرح گویا دریا کی طمع کرتا ہے اور نفس کو مارنا طلب خدا تعالیٰ ہے۔ کیونکہ طالب خدا کا نفس مردہ اور طالب دنیا کا نفس زندہ ہوتا ہے۔

نفس و شیطان اور دنیا کی تمثیل

نفس گویا بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیر اور دنیا اس کی مادر کہ انہیں پرورش کرتی

[1] زر و سیم سے علم و فضل مراد ہے اور علم و فضل کی دریا کی طرح کوئی حد نہیں۔

Marfat.com

ہے۔جیسا کہ اِنَّمَا الشَّیْطٰنُ بَصِیْرٌ مُّسْتَوْلِیًا عَلَی الْاِنْسَانِ وارد ہوا ہے۔(شیطان انسان پر غالب[1] ہو کر رہتا ہے) اور خصوصاً دل کہ حب دنیا سے پر ہو تو وہ شیطان کی نشست گاہ ہوتا ہے اور آخر کو اس کا انجام اس آیت کے مطابق ہوتا ہے۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی (۷۹-۳۷تا۳۹)

(جس نے سرکشی کر کے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے)

پھر جو دل کہ شیطان کی نشست گاہ ہو جاتا ہے۔اس دل پر چار مؤکل مسلط ہوتے ہیں:

اوّل خناس، دوم خرطوم، سوم وسوسہ، چہارم خطرات۔ جو بجائے خود نفس کے قائم مقام ہیں۔

اور صدق ہمیشہ نفس کے خلاف ہے اور اہل صدق استغراق پر حضور و غفلت و خواب و بیداری برابر ہے اور ان کا دل

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (۱۷-۴۴)

(کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جو خدا کی تسبیح نہ پڑھتی ہو)

کا مصداق ہوتا ہے اور اس کے لیے دل چاہیے نہ کہ خانہ دیو۔ کیونکہ جو نفس روح کے ساتھ آمیز ہو جاتا ہے وہ نفس خدا تعالیٰ کی عبادت خاص اسی ذات کے لیے کرتا ہے۔جیسا کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ خدا تعالیٰ کی عبادت کس لیے کرتی ہیں۔آیا دوزخ کے خوف سے یا جنت کی امید سے۔انہوں نے کہا: اے پروردگار! اگر میں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے دوزخ سے جلا اور اگر میں تیری عبادت بہشت کی اُمید پر کرتی ہوں تو مجھے بہشت مت نصیب کر اور یا اللہ! اگر میں تیری عبادت خاص تیری ذات کے لیے کرتی ہوں تو اپنے دیدار و جمال سے کچھ دریغ مت کر۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ سے نکل کر ایک مخنث

---

[1] کیوں غالب ہو کر رہتا ہے اس لیے کہ وہ خدا کے اسم مضل کا مظہر ہے اس لیے اپنا فرض ادا کرتا ہے۔

Marfat.com

کے گھر میں آ بیٹھے اور انہیں لوگوں میں سکونت اختیار کر لی۔ مریدوں نے عرض کی۔ حضرت یہ کیا بات ہے؟ فرمایا: لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ مرد، زن، مخنث۔ مرد بایزید بسطامی تھے اور زن حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا۔ میں ان سے خارج ہوں میں ان میں نہیں آ سکتا۔

پس معلوم ہوا کہ صاحب ذکر و فکر زن ہیں اور اہل استغراق مرد ہیں اور اہل دنیا ان دونوں سے خارج ہو کر مخنثوں میں داخل ہیں۔

نفسانیت اور اس کا نتیجہ

ابلیس نے کہا: میں نے عبادت کی۔ ندا آئی میں نے لعنت کی اور حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: میں نے خطا کی۔ ندا آئی میں نے بخش دی۔ عبادت کبر و غرور کے ساتھ بدتر ہے اور معصیت عذر کے ساتھ بہتر ہے اور جو شخص کہ اپنی خودی میں رہتا ہے وہ منزل مقصود کو کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

نقل ہے کہ ایک روز کوئی بزرگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا نفس ظاہری صورت میں ہو کر ان کے سامنے مصلے پر آ بیٹھا۔ بزرگ اپنی صورت جدا دیکھ کر کہنے لگا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا: میں تم ہوں۔ انہوں نے اسے مارنا چاہا۔ نفس چلایا کہ مجھے اس طرح نہیں مار سکتے۔ میری مار برخلافی میں ہے۔

بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ

نفس دانی چیست کافر در وجود ۔۔۔ دوست دارد نفس را کافر یہود

(معلوم ہے کہ نفس کیا چیز ہے تیرے وجود میں یہ ایک کافر گھسا ہوا ہے۔ نفس کو کافر اور یہود دوست رکھتے ہیں)

پس نفس سے خبردار رہنا چاہیے۔ مبادا اس کی معصیت میں گرفتار ہو جائے۔

قطعہ

ترا با نفس کافر کیش کاریست که بہر قتل تو بے شبہ ماریست
اگر مارے نشستہ در آستین است بہ از نفسے کہ باتو ہمنشین است

(تجھے نفس کفر شعار سے کام پڑا ہے کیونکہ وہ تیرے مار ڈالنے کے لیے بے شبہ سانپ ہے۔ اگر تیری آستین میں سانپ بیٹھ جائے تو نفس بدتر سے بہتر ہے کہ تیرا ہمنشین بنے)۔

پس نفس ایک بڑی بلا ہے اور حرص و ہوا اس کو لازم ہے کہ جب تک حرص و ہوس موجود ہے۔ خدا تعالیٰ سے واصل ہونا ناممکن ہے۔ اس لیے اسے مطلق چھوڑ دینا چاہیے۔ ورنہ دامِ دنیا میں پھنسا دے گا۔

بیت از باہو علیہ الرحمۃ

از مکافات عمل غافل مشو[1]
گندم از گندم بروید جَو زِ جَو

کہ مرغش جاں کشد آں طمع دانہ زِ بیند دام بر دانہ دیوانہ

(جو چیز پرندوں کی جان لیتی ہے وہ دانوں کی حرص ہے۔ وہ حرص میں دیوانہ ہوکر دانوں پر جال نہیں دیکھ سکتا)[1]

طمع گویا جال اور دنیا دانہ ہے اور اہل حرص طالبِ دنیا اور اس کا دیوانہ ہے۔ جال کے پھندے میں وہی آئے گا جو احمق اور بے عقل ہوگا۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ اپنے قرب کے لیے پسند کرتا ہے اسے بے طمع اور بے نیاز بنا دیتا ہے۔ پس چاہیے کہ حرص و ہوس کو چھوڑ کر اپنے نفس پر محاسبہ کرتا رہے تاکہ عمر گزشتہ کی مکافاتِ عمل بھی ہو سکے۔

حکایت: کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنے نفس پر محاسبہ کر رہے تھے اور اس سے کہہ رہے تھے کہ اے نفس! تیری عمر ساٹھ برس کی ہوئی اور جب آپ نے تمام دنوں کا حساب کیا تو ایک آہ نکالی اور بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش

میں آئے تو آپ کے معتقدوں نے پوچھا کہ آپ کس سبب سے بے ہوش ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا تھا کہ تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی ہے اور تجھے بلوغت سے پہلے کی مہلت دی ہے۔ پھر میں نے تمام دنوں کا حساب لگایا اور اس سے پوچھا تو نے ہر روز بیس گناہ کئے ہوں گے۔ اس نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: دس گناہ کئے ہوں گے۔ اس نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: ایک گناہ کیا ہو گا۔ اس پر اس نے اقرار کیا تو میں نے اس سے کہا کہ اے نفس! اگر تو ہر گناہ کے بدلے ایک ایک کنکر رکھتا تو پہاڑ ہو جاتا اور ہر گناہ کے بدلے ایک ایک مشت خاک رکھتا تو ایک انبار ہو جاتا۔ اے نفس! تو نے باوجود خوف آخرت کے اتنے گناہ کیوں کئے۔ تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام ایک خطاء کے سبب سے دنیا کے قید خانہ میں بھیجے گئے اور انہیں یہ خطاب ملا۔

وَعَصَىٰ اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (۲۰-۱۲۱)

(اور آدم[1] سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی)۔

تو نے اس پر نگاہ کیوں نہ رکھی۔ بیچارہ آدم زادہ اتنے گناہوں سے کس طرح خلاصی پائے گا۔ ابلیس کو ایک گناہ کے سبب لعنت کا طوق ملا اور ابلیس بدنام ہو کر سارے جہان میں مشہور اور ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ ہوا۔

وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (۳۸-۷۸)

(اور تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک)۔

پس معلوم ہوا کہ جس شخص کا نفس ضعیف ہے اس کا دین قوی ہے اور جس نے اپنے نفس کو قید رکھا ہے اس نے شیطان کو باندھ رکھا ہے

---

[1] اس کے بعد ہے۔ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى (پھر اس کے رب نے اسے برگزیدہ کیا اور اس پر مہربانی کی اور راہ بتائی۔

نفس[1] پلید برتن جامہ ناپاک چہ سود
در دل ہمہ شرک است سجدہ برخاک چہ سود

جو لوگ اپنے نفس کو خوش رکھتے ہیں وہ شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور تمام لوگوں کے دشمن ہیں۔ کیونکہ نفس و شیطان آپس میں موافق ہیں اور دونوں کافر ہیں اور جس نے اپنے نفس کو قید رکھا ہے۔ شیطان اس سے دور ہے۔ مثلاً کسی مکان میں دو چور آئیں اور ان میں سے ایک گرفتار ہو جائے اور دوسرا بھاگ جائے تو وہ بھاگا ہوا گرفتار کے پاس کبھی نہیں آئے گا اور اس کے پاس آنے میں اپنا ضرر جانے گا۔ اسی طرح جس کا نفس قید نہیں وہ شخص شیطان کے قریب اور رحمٰن سے دور ہے۔

نفس اور شیطان کی ایک مثال یوں سمجھو کہ نفس بادشاہ ہے اور شیطان وزیر۔ جب بادشاہ نظر بند ہو جاتا ہے تو وزیر اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ پس اپنے نفس کو قید نہ رکھنا خلاف عقل اور دانش ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو قید رکھتا ہے وہ شیطان کے ضرر سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ جس طرح ایک مکان میں چڑیا اور شکرہ دونوں موجود ہوں اور شکرہ بندھا ہوا ہو تو چڑیا کو شکرہ سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ یہی مثال نفس و شیطان کی ہے۔ پس نفس امارہ کا یہ حال ہے اور شریعت اس کی سرکوبی کے لیے ہے اور خدا تعالیٰ نے نفس کو دشمن قرار دیا ہے۔ اے خداوند! ہمیں وہ آنکھیں دے کہ جس سے ہم اپنے دشمن کو دیکھیں اور اسے قتل کریں۔

دوسرا نفس لوامہ ہے اور اسے زیر کرنے کے لیے طریقت ہے کہ ذائقہ اور لذاتِ نفسانی اور حرص و ہوس چھوڑ کر اسے پامال کرے۔

تیسرا نفس ملہمہ ہے۔ اسے زیر کرنے کے لیے طریقت ہے کہ یہاں اسے عشق ذکر اللہ کی آگ سے موم کی طرح پگھلائے۔ یہاں تک کہ مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) یعنی نفس کو مارو تاکہ ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو کر مقصد پورا ہو جائے۔

---

[1] نفس پلید پر پاک صاف لباس رہنے سے کیا فائدہ۔ اسی طرح دل میں شرک رکھ کر سجدہ کرنے سے کیا فائدہ۔

چوتھا نفس مطمئنہ ہے جو معرفت سے حاصل ہوتا ہے اور محرم اسرار مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے اور ماسوی اللہ سے مستغنی ہو کر

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (۲-۲۸۵)

(تیری بخشش چاہیے اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے)

کا مصداق ہوتا ہے اور نفس مطمئنہ سے بیداری اور مشاہدۂ فقر فنافی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ پس فقیر کو ہر روز درگاہِ الٰہی میں ترقی کرنی چاہیے اور ذکر اللہ میں ہر دم اسے جانسوز رہنا چاہیے نہ کہ درہم اندوز اور چاہیے کہ نفس کی حقیقت سے آگاہ رہے۔ کیونکہ نفس مثل آدمی کے ہے اور شیطان مثل دم کے ہے۔ جس طرح سانس اندر باہر آتی جاتی ہے۔ مگر جب آدمی مر جاتا ہے تو اس سے سانس نکلتا ہے اور صاحب نفس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ نفس کی زندگی سے اس کا مرنا بہتر ہے۔ کیونکہ نفس کے مرنے سے دل زندہ ہوتا ہے اور اس میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور معرفت دل کی روشنی سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر دل تاریک ہوا تو کچھ بھی نہیں۔ جس طرح نابینا کتنی ہی کوشش کرے راہ پر نہیں چل سکتا اور خار و تار، کنواں، گڑھا، نشیب و فراز کچھ بھی اس کے سامنے آئے وہ نہیں جان سکتا کہ میرے آگے کیا چیز ہے۔ یہی حال تاریک دل کا ہے اور جو شخص نفس کو قید کرتا ہے رضائے الٰہی حاصل کرتا ہے اور جو نفس کو قید نہیں کرتا وہ شیطان کو راضی کرتا ہے

سگے نفس را گفت سگبانی مکن　　　بانفس و شیطاں شیطانی مکن

(کتے نے نفس سے کہا سگبانی مت کر اور نفس و شیطان کے ساتھ شیطانی مت کر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۳۶-۶۰)

(کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا اے اولاد آدم! کہ تم نہ عبادت کرنا شیطان کی کہ وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر)

جو شخص اپنے نفس کی طرف میلان رکھتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اس میں

Marfat.com

غفلت پیدا ہوتی ہے اور جب روح اور دل ایک ہو جاتا ہے تو نفس ضعیف ہو کر روح کے تابع ہو جاتا ہے اور یہ فقیر باہو کہتا ہے کہ ایک ہدایت ہزار نفس و شیطان پر غالب ہوتی ہے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (۳-۲۶)

(جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ تیرے ہاتھ بھلائی ہے بے شک تو ہر بات پر قادر ہے)۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ

(جسے خدا ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں)۔

اور جس طرح قاضی کی ایک توجہ ہزار گواہوں پر سبقت رکھتی ہے اسی طرح ہدایت اور رحمت الٰہی ہزار زہد و تقویٰ پر غالب رہتی ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

عنایت تو مرا بس بود زِ علم و عمل
کہ یک رعایت قاضی زِ از ہزار گواہ

(تیری عنایت میرے لیے علم و عمل سے زیادہ کافی ہے جس طرح قاضی کی ایک رعایت ہزار گواہوں سے بہتر ہے)۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ (اللہ اپنے حکم پر غالب ہے)

اور تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہیں۔ کیا نفس و شیطان یا دنیا اور ان کو اس نے حکمت کے لیے بنایا ہے۔

فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ

(دانشمند کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا)

پس نفس دزد (چور) ہے اور طالب اس کا پاسبان اور مرشد کامل و مکمل خدا تعالیٰ کی طرف سے حاکم ہے اور خدا تعالیٰ صاحب حکم ہے اور اس نے فرمان جاری کیا ہے کہ

Marfat.com

چور کو گرفتار کر کے قید کیا جائے یا مار ڈالا جائے۔ تا کہ ولایتِ وجود دارالسلام ہو کر اَلْمُلْكُ لِمَنْ غَلَبَ (ملک اسی کا ہے جو غالب آئے) صادق آئے اور جس دل میں نفس و شیطان اور معصیت رہتی ہے تو خدا کی یاد اس دل سے فراموش ہو جاتی ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں۔ پس چاہیے کہ قلب و روح کو عشق و محبت و اسرار الٰہی میں ایسا غرق کرے کہ اس سے نفس و شیطان' دنیا' حرص و حسد' شہوت' کبر و غرور سب فراموش ہو جائیں اور اب جو کام کرے محض اللہ کے لیے۔ کھانا' پینا' اٹھنا' بیٹھنا' چلنا' پھرنا' سونا' جاگنا سب اس کے لیے ہو جائے اور دنیا کی خرد عقل چھوڑ کر آخرت کی عقل کامل حاصل کرے۔ قیامت کے دن جب اہل عشق و محبت اور صاحب شوق و اشتیاق دیدارِ الٰہی کے لیے اپنی قبر سے اٹھیں گے تو خدا تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ انہیں لاؤ اور دوزخ کے کنارے ان کا خیمہ لگاؤ۔ جب وہ اس خیمہ میں بیٹھیں گے اور دوزخ پر ان کی نظر پڑے گی تو بس نظر پڑتے ہی دوزخ سرد اور ناچیز و خاک ہو جائے گی اور اسے مجال و قوت نہ رہے گی کہ سر اٹھا سکے اور مخلوق کے لیے راحت و آرام کا باعث ہو گی اور دوزخ کے کنارے ان کا خیمہ لگانے سے یہی مقصود ہو گا۔ اسی طرح دنیا بھی بمنزلہ آگ کے ہے اور حرص و حسد بمنزلہ دوزخ کے ہے۔ جب اہل دنیا پر فقیر اہل اللہ کی نظر ہوتی ہے اور وہ انہیں توجہ کی نظر سے دیکھتا ہے تو ان کی حرص مر جاتی ہے اور اس کی آگ سرد ہو جاتی ہے۔ پس طالب اللہ اگر ایک سانس بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو تو چاہیے کہ دوزخ' حرص دنیا اور دوزخ آخرت سے خلاصی پائے۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام صدق دل اور اخلاص سے لیتا ہے اور دل سے اس کی تصدیق اور زبان سے اقرار کر کے یوں کہتا ہے

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس پر عذاب دوزخ حرام ہو جاتا ہے۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ کلمہ تین طرح پر ہے۔

اول لَآ اِلٰـهَ دوم اِلَّا اللّٰهُ سوم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ہزاروں لَآ اِلٰـهَ تک پہنچے ہیں۔ ہزاروں اِلَّا اللّٰهُ تک پہنچے ہیں اور بعض مُحَمَّدٌ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ تک پہنچتے ہیں۔

پس لَآ اِلٰـہَ فانی اور نفی ہے اور اِلَّا اللّٰہُ اثبات ہے۔ مرتے وقت لَآ اِلٰـہَ کہنے سے تمام عمر کے گناہ مٹ جاتے ہیں کیونکہ نفی محو ہوئی اور اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے اثبات حاصل ہوتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے انتہائے مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر کرتا ہے اور یہ مقام محبوبیت ہے اور اس مقام والے پر دوزخ حرام ہوتی ہے اور اب وہ وَمَـــنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ط (اور جو شخص خانہ کعبہ میں ہو تو وہ صاحب امن ہو جاتا ہے) اور صوفی صافی خانہ کعبہ سے مقامِ ربوبیت مراد لیتا ہے اور اِذَا تَـمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (جب فقر پورا ہو تو مقام ربوبیت حاصل ہوتا ہے) کا مصداق ہوتا ہے۔

پس مخلوق لَآ ہے اور اسم غیر مخلوق اللّٰہ ہے اور تمام مخلوق ناسوت سے ہے اور فقراء ناسوتی نہیں۔ بلکہ وہ مقامِ لاہوت سے ہیں۔ جواں مردی وہی ہے کہ شریعت میں کامل اور باطن میں انتہائے لاہوت کلام اس کا مقام ہوتا ہے اور وہ صرف ذکر و فکر پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے مقصود تک پہنچتا ہے اور اَلـذِّکْرُ بِلَافِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ (ذکر بغیر فکر کے گویا کتے کی آواز ہوتی ہے) سے اجتناب کرتا ہے اور غرق استغراق اسی کا حصہ ہے۔ قیامت کے روز خدا تعالیٰ سب سے پہلے انہیں لوگوں کا مقصود انہیں حاصل کرائے گا اور انوار تجلیات سے انہیں مشرف کرے گا۔

ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے آج ایسا واقعہ دیکھا ہے جو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ایک بت پرست اپنے سامنے بت رکھے ہوئے کہہ رہا تھا: یا رب یا رب مقام ربوبیت سے ندا آئی لَبَّیْکَ عَبْـــدِیْ (حاضر میرے بندے) میں نے عرض کی: اے پروردگار! بت پرست کو تو نے کس طرح جواب دیا۔ حکم ہوا اے جبرائیل (علیہ السلام) اگر چہ اس نے رب کو فراموش کیا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اس کا رب کون ہے۔ پس میں اپنے نام کو کس طرح فراموش کروں۔ کیونکہ ہماری درگاہ میں غلطی واقع نہیں ہوتی۔ جب درحقیقت رب میں ہوں، جو کوئی مجھے پکارتا ہے اسے جواب دیتا ہوں

ع کرم بین و لطف خداوند گار

(پروردگار عالم کے کرم اور مہربانی کو دیکھنا چاہیے)

اسی طرح کہتے ہیں کہ کسی ولی کی ایک فرشتے سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرشتے سے پوچھا: کہاں جاتے ہو؟ اس نے کہا: ایک یہودی کو مچھلی کے شکار کی ہوس ہوتی ہے۔ مگر اس پانی میں جہاں وہ شکار کھیل رہا ہے وہاں مچھلی نہیں ہے۔ اس لیے رب العالمین کا حکم ہوا ہے کہ میں دریا سے مچھلی لے کر اس پانی میں ڈال دوں تا کہ وہ محروم نہ رہے اور حق تعالیٰ سے نا اُمید نہ ہو۔

جب خدا تعالیٰ کا دشمنوں کے ساتھ یہ حال ہے تو کیا وہ اپنے دوستوں کو محروم رکھے گا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (۴۷-۱۱) (یہ اس لیے کہ خدا تعالیٰ دوست ہے[۱] ان لوگوں کا جو ایمان لائے اور جو کافر ہیں ان کا کوئی دوست نہیں اللہ کے یہاں۔

ابلیس اور نفس اور دنیا کے اتفاق کی تمثیل

واضح ہو کہ جب ابلیس لعین مراتب عالیہ سے معزول ہوا اور مقام علیین سے وہ نکالا گیا اور مقام تحسین اور اسفل السافلین میں ڈالا گیا تو اس نے نفس اور دنیا دونوں سے مل کر اتفاق کیا اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی بیعت کی اور بنی آدم کی ذلت اور ہلاکت کا بیڑہ اٹھایا۔ ابلیس نے کہا: میں انہیں اطاعت سے معصیت کی طرف اور عبادت سے پھرا کر گناہ کی طرف لے جاؤں گا۔ نفس نے کہا: میں انہیں ہوائے شہوت میں دیوانہ بناؤں گا اور ہر طرح انہیں خواہشات میں گرفتار کر کے خراب کروں گا۔ دنیا نے کہا: میں آراستہ ہو کر ان کے سامنے آؤں گی اور انہیں اپنے اوپر مائل کروں گی اور ہلاکت حرص میں انہیں ڈالوں گی کہ وہ خدا تعالیٰ کی یاد سے باز رہیں۔

---

[۱] اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کافروں کا دوست نہیں مگر دنیا میں ان کے ساتھ وہی معاملہ برتتا ہے جو اپنے دوستوں کے ساتھ اس نے جاری رکھا ہے۔

Marfat.com

پس اللہ تعالیٰ کے طالب کو چاہیے کہ ان تینوں کو پہچانے اور ان کے ناشائستہ حرکات اور افعال سے مجتنب رہے اور جب یہ تینوں وجود میں پائے جائیں۔ توفیق الٰہی، علم شریعت، طریقت ومعرفت، ذکر اللہ، فنا فی اللہ، امر بالمعروف، توکل، حیا، صبر واستقلال، خوف ورجاء، عشق ومحبت، توحید وتجرید وتفرید کی طرف اپنا رُخ کرے۔ یہ تینوں دشمن دفع ہو جائیں گے اور باوجود اس کے توفیق الٰہی پر ہر دم نظر رکھے اور کسی حال میں اسے نہ بھولے۔ کیونکہ اگر کسی کو اطاعت وریاضت وپارسائی کا حق حاصل ہو تو یہ بات سب سے زیادہ ابلیس کو حاصل ہوئی۔ مگر کِبْر وانا نے اس کی طرف رُخ کیا اور اس کے سبب سے وہ راندۂ درگاہ ہوا۔

اگر کسی کو علم وفضل کا حق حاصل ہو تو یہ مرتبہ بلعم[1] باعور کو بھی حاصل تھا کہ اس کی مسجد میں بارہ ہزار دواتیں موجود تھیں کہ ان کی قلمیں دنیا کے اس کنارے سے اس کنارے تک حال لکھ سکیں۔

اگر کسی کو مال ودولت کا خیال ہو تو اس بات میں قارون سے زیادہ کسی نے حصہ نہیں لیا۔ وہ اپنے خزانوں کو تحت الثریٰ تک لے گیا۔

اگر دماغ میں دعویٰ خدائی سمایا ہو تو فرعون کا دعویٰ خدائی مشہور ہے اور آخر کار دریائے نیل میں غوطے کھا کر اس نے اپنی جان دے دی۔

اور اگر کسی کو جہالت نے گھیرا ہے تو ابوجہل اس میں کامل نکلا۔

پس یہ تمام باتیں بے اصل ہیں۔ اصل چیز محبت الٰہی میں خلوص واخلاص ہے۔

دیکھو اصحاب کہف کے کتے کو اس کے اخلاص نے جانوروں کے مرتبہ سے انسانوں میں داخل کیا

سگ اصحاب کہف روزے چند — پئے نیکاں گرفت مردم شد

---

[1] بلعم باعور بنی اسرائیل میں ایک بڑا عالم گزرا ہے اور مستجاب الدعوات تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی بد دعا سے وادی تیہ میں مع اپنی قوم کے 40 برس پریشان رہے اور آخر اس کی موت کفر پر ہوئی اور یہ کہ ایک پیغمبر کی بد دعا سے ہلاک ہوا۔

Marfat.com

(اصحاب کہف کا کتا چند روز انسانوں کے ہمراہ رہنے اور نیک لوگوں کا ساتھ دینے سے آدمی ہو گیا)۔

ان کا پورا قصہ سورہ کہف میں مذکور ہے۔ جب کتے نے انسانیت کا مرتبہ حاصل کر لیا تو جو انسان کہ انسانیت حاصل نہ کرے وہ کتے سے بھی گیا گزرا ہوا۔

فقر فنا و فقر بقا و فقر منتہیٰ

فقر کی تین قسمیں ہیں: اول فقر فنا لآ الٰہ ۔ دوم فقر بقا الا اللہ اثبات ۔ سوم فقر منتہیٰ محمد رسول اللہ ۔ اس مقام میں خدا تعالیٰ سے یگانگی ہوتی ہے اور جو شخص اہل دنیا سے یگانہ ہے وہ خدا تعالیٰ سے بیگانہ ہے اور خدا تعالیٰ سے یگانگی حاصل نہیں ہوتی تاوقتیکہ نیست نہ ہو جائے اور مقام ربوبیت میں نہ پہنچے۔

اور یاد رہے کہ انسان کے وجود میں چار لذتیں ہیں اور چاروں فانی ہیں: اول لذاتِ اکل و شرب' دوم لذتِ جماع، سوم لذتِ حکومت، چہارم لذتِ علم و فضیلت اور ایک پانچویں لذت اور ہے جو فانی نہیں اور ہمیشہ باقی رہتی ہے اور وہ لذتِ محبت و اسرارِ حق تعالیٰ ہے۔ جب یہ لذت انسان کے وجود میں غالب ہوتی ہے تو وہ چاروں لذتیں مغلوب ہو جاتی ہیں اور اسے سوائے اس کے اور کوئی لذت اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے اور جس طرح بیمار کھانا کھانے سے گھبراتا ہے۔ اسی طرح ان چاروں لذتوں سے اس کی طبیعت منقبض (ناراض' ناخوش) ہوتی ہے۔

اسی طرح انسان کے وجود میں دس چیزیں اور ہیں۔ نو ایک طرف ہیں اور ایک تنہا ان سب کے برابر۔ چنانچہ دو کان' دو آنکھ' دو ہاتھ' دو پاؤں' ایک زبان اور دسواں شکم ہے۔ جب شکم گرسنہ (بھوکا) ہوتا ہے تو یہ نو سیر رہتے ہیں اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو یہ گرسنہ ہو جاتے ہیں۔ مگر جس کا نفس' نفسِ مطمئنہ کا تابع ہے۔ وہ شخص خواہ بھوکا ہو یا سیر ہو اسے ان نو سے کچھ خطرہ نہیں۔ کیونکہ اس کی چشم باطن روشن ہوتی ہے

دو چشم سر و دل یکتا و سرتاج | دراں ساعت فنا فی راست معراج

Marfat.com

(جب دونوں آنکھیں بمنزلہ دل کے باطن میں ہو جاتی ہیں تو اس وقت مقام فنا میں فقیر کو معراج کی لذت حاصل ہوتی ہے اگرچہ شکم پرور ہو جب بھی اس کا باطن نور سے پُر رہتا ہے۔ اس لیے کہ واصل کو ہمیشہ حضور حاصل ہوتا ہے)۔

نہ آنجا لاغری نے جسم و جاں نیست   نہ آنجا ذکر و فکرش بر زباں نیست

(اور نہ اسے کچھ لاغری معلوم ہوتی ہے اور نہ اس میں جسم و جاں ہوتی ہے نہ اس مقام پر ذکر و فکر رہتا ہے)۔

نہ سجادہ نہ تسبیح و نہ دستار   دلم در سجدہ ام دیدار بایار

(اور نہ اس جگہ مصلیٰ، تسبیح و دستار ہوتی ہے بلکہ وہاں تو دل بسجدہ ہو کر دیدارِ دوست حاصل ہوتا ہے)۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ "نماز ایمان والوں کی معرج ہے۔ انہیں کے حق میں وارد ہوا جو فقرا کہ صاحب بصیرت ہیں اور چشم حق بیں رکھتے ہیں۔

شریعت و طریقت و معرفت کی تمثیل

مقام شریعت کی مثال اس طرح پر ہے جس طرح راستہ اور مقام طریقت کی مثال۔ جس طرح ابر و ہوا اور مقام حقیقت کی، جس طرح بارانِ رحمت اور مقام معرفت کی جس طرح آب جُو اور مقام عشق و محبت غرق فنا فی اللہ، گویا دریائے عمیق ہے کہ اس میں بول و براز پاک و ناپاک جو کچھ بھی گر جائے وہ پلید نہیں ہوتا اور اسی طرح اگر اس سے ہزار نالے اور نہریں کاٹ دی جائیں تو اس میں کچھ کمی نہیں ہوتی اور اگر ہزاروں نہریں اور نالے اس میں آملیں تو وہ سب دریا ہو جائیں گے اور چاروں سے شریعت فقر کا پہلا دروازہ ہے اور طریقت دوسرا دروازہ ہے اور حقیقت تیسرا اور معرفت چوتھا دروازہ ہے اور عشق خانہ محبت یگانگی ہے۔ اگرچہ کوئی شخص مقام شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں پہنچ ہی جائے۔ مگر حق تعالیٰ سے بیگانہ رہتا ہے۔ تاوقتیکہ محبت الٰہی میں غرق ہو کر محرم اسرار نہ ہو جائے۔ پس معلوم ہوا کہ اہل ملاقات ز مقامات شیخ و مخدوم محروم ہیں

Marfat.com

ترا شرمندگی باید از حق بدوری | پریشاں دل نیابد حق حضوری

(تجھے خدا تعالیٰ کی جدائی سے شرمندگی ہونی چاہیے۔ کیونکہ پریشان دل حضوری کا حق حاصل نہیں کر سکتا)۔

زندہ دل اور مردہ دل

دل کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک دل اہل قلب، دوسرا دل اہل سلب۔ اہل دل ذکر اللہ سے پرنور ہوتا ہے اور زندہ دل کہلاتا ہے اور دل اہل سلب ذکر اللہ سے مسلوب ہوتا ہے اور مردہ دل کہلاتا ہے اور دونوں جہان میں شرمندگی اٹھاتا ہے اور جس شخص کو کہ ذکر قلبی حاصل ہو۔ حجاب اللہ اکبر اس کے سامنے پارہ پارہ ہے اور بے حجاب ہو کر ذاکر دائم السیر ہوتا ہے اور عرش تک پہنچتا ہے اور شب و روز ذوق و مشاہدہ میں رہتا ہے نہ یہ کہ وہ سرگردان اور پریشان رہے اور مینڈک کی طرح ٹرایا کرے اور لوگوں کے کان پھوڑا کرے

ترا شرمندگی زیں ذکر باید | کہ دم بستن نہ حب ذکر شاید

(ایسے ذکر سے جو تو کر رہا ہے شرمندہ ہونا چاہیے کیونکہ حب ذکر کا متقضا یہ ہے کہ تو دم بھر بھی چپ نہ رہے)۔

ذاکر اسے کہتے ہیں کہ ذکر اس پر مؤکل ہو جائے اور ذکر و فکر اسے بے قرار و بے آرام کر دے اور بے قراری کی وجہ سے ذکر و فکر اس پر حرام ہو جائے اور اسی لیے اہل صبر و شکر و شاکر و صابر بے حضور خطرات ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ (نماز نہیں ہوتی مگر حضوری قلب سے)

بود معدہ چو خالی از طعامے | شود معراج آں ساعت تمامے

(جب شکم طعام سے خالی ہو تو اس وقت معراج فکر حاصل ہوا کرتی ہے)۔

اس طرح کا ذکر بے حضور خام لوگوں کا کام ہے اور ایسا صبر و شکر بیوہ عورتوں کے صبر و شکر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جس عورت کا شوہر مر جاتا ہے تو محلہ کی عورتیں اس

کے اردگرد جمع ہو کر وہ بھی رونے لگتی ہیں اور اسے سمجھاتی ہیں کہ صبر و شکر کر، رونے سے کیا فائدہ۔ خدا تعالیٰ حی و قیوم ہے۔ وہ تو نہیں مرا اس طرح کا صبر و شکر صبر و شکر نہیں کہلاتا۔ صبر و شکر یہ ہے کہ فقیر دنیا اور حب دنیا سے صابر و شاکر ہوا کرے۔ الحمد للہ خدا تعالیٰ نے مجھے وہ فقر عطا کیا ہے جو پیغمبروں کی میراث ہے۔ ایسے صابروں کے لیے فرمایا گیا ہے: اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (خدا تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے) اور ایسے شکرگزاروں کی پیروی کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (۳۴-۱۳) (اے آل داؤد شکر گزاری کرو اور ہمارے شکر گزار بندے کم ہیں) کوئی فقیر صابر و شاکر نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ سچا ذاکر اور حقیقی صابر نہ بن جائے اور ایسے فقیر کے نزدیک ان تمام نعمتوں کا جو دنیا میں موجود ہیں۔ نعمتوں میں شمار نہیں ہوتا بلکہ اس کے نزدیک یہ سب نعمتیں زحمت ہیں اور قیامت کے روز سب کو تلخ معلوم ہوں گی۔ اسی لیے ارشاد ہوا ہے: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا (۲-۶۰) وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۶-۱۴۱) (کھاؤ پیو اور بے جا صرف نہ کرو کیونکہ وہ بے جا صرف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا)

عشق و فقرش نہ راہ دانش و پند　　　ہر کہ در عشق تمام دانش مند

(عشق حقیقی میں نہ فقر کی ضرورت ہے نہ عقل و دانش کی۔ جس شخص کو عشق حقیقی حاصل ہے وہی بڑا دانش مند ہے)

علم آنست کند بحق واصل　　　گرچہ رسوا ملامت ہم حاصل

(علم و عقل بھی وہی جو حق کی طرف واصل کرے اگرچہ رسوائی اور ملامت ہی کیوں نہ حاصل ہو)

ایں نہ علم است آنچہ مے خوانی　　　عز دنیا و جاہ نادانی

(اور اس کا نام علم نہیں ہے جسے لوگ پڑھتے ہیں اور نادان اس سے دنیاوی عزت و جاہ حاصل کرتے ہیں)

دلق پوشی بہ است گرچہ نمد　　　ہم نشینی دوام با صمد

Marfat.com

(اس سے تو فقیر کی دلق پوشی بہتر ہے اگرچہ ٹاٹ کیوں نہ ہو۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ہم نشین رہتا ہے)۔

جیسا کہ جعلت فی النفس طریق الزاهدین وجعلت فی القلب طریق الراغبین وجعلت فی الروح طریق العارفین (نفس میں زہد وتقویٰ کی راہ رکھی گئی ہے اور قلب میں رغبت ومحبت کی اور روح میں کمال کی) وارد ہوا ہے۔

بیت از باھو رحمۃ اللہ علیہ

نماند پردہ از نفس و ہوائے　　　چو باشد دردِلت ذکر خدائے

(نفس وخواہش کا پردہ درمیان میں نہ رہے گا جبکہ تیرے دل میں ذکر خدا جلوہ گر ہوگا)۔

ذکر علماء وفقرا

علماء وہی ہیں جو وارثِ انبیاء اور تابع آثار محمدی اور امین خدا ہوں اور طالب علم وہی ہے جو علم سے اطاعت کرے اور عام سے خاص بنے اور فاضل وہ ہے جس کا فیض دریا کی طرح عام ہو اور دانشمند وہ ہے جو اپنے نفس پر دعوے دار بنا رہے اور اس پر ہمیشہ محاسبہ کرتا رہے اور یہ کام علمائے عامل اور فقرائے کامل کا ہے۔

علم رحمانی اور علم شیطانی

علم کی بھی دو قسمیں ہیں: علم رحمانی اور علم شیطانی۔ علم رحمانی کو ترک دنیا اور اطاعت لازم ہے اور علم شیطانی سے حب دنیا اور حرص اور حسد اور بدعت وضلالت حاصل ہوتی ہے اور طالب مولیٰ کے کیا معنی۔ یعنی وہ اہل ہدایت کے دل کا ہمیشہ صدق دل سے طواف کرتا رہتا ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ وحضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسے کہ سرتاج انبیاء واصفیاء خاتم المرسلین صاحب السر والشریعت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور طالب المولیٰ مذکر طالب

مذکر ہے اور وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (۵۸-۱۱) (اور جن لوگوں کو علم دیا ان کے بڑے درجے ہیں) کی یہی شان ہے۔ علم وہی ہے کہ باعمل ہو۔ نہ وہ کہ محض بارِ خر ہو۔ جیسا کہ اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ وَّکَثْرَتُھَا لِلْعَمَلِ (علم ایک نکتہ ہے نکات میں سے اور اس کی کثرت عمل کے لیے ہے) وارد ہوا ہے۔ جو شخص کہ علم پر عمل نہیں کرتا۔ علم اس کے لیے وبالِ جان ہوتا ہے اور اَلْعُلَمَآءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَآءِ (علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں) کے وہی علماء مصداق ہو سکتے ہیں جو تابع طریقہ انبیاء علیہم السلام ہیں اور حرص و حسد کبر و غرور اور فسق و فجور سے دور رہتے ہیں۔ ان کا ظاہر و باطن حق کا نمونہ اور راستی کا رہنما ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے: لولا الحسد فی العلماء لصارو بمنزلۃ الانبیاء (اگر علماء میں حسد نہ ہوتا تو وہ بمنزلہ انبیاء کے ہوتے) پس علماء وہی ہیں جو دنیا کو طلاق دے دیں اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بجا لائیں اور گھر بار خدا کی راہ میں صرف کر دیں اور خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ریا و بے طمع ہو کر پیرو رہیں۔ کیونکہ طالب اللہ حق پرست اور خدا ترس ہوتا ہے اور جس قدر اس کا علم بڑھتا ہے عمل بھی اسی قدر اس کا زیادہ ہوتا ہے اور جس شخص کا عمل اور اطاعت اور خوف الٰہی زیادہ نہ ہو۔ جاننا چاہیے کہ اس میں جہالت ہے اور نادان کا خانہ جہالت معصیت سے پر ہوتا ہے اور علماء فقراء میں کیا فرق تھا۔ جو شخص کہ فقیر ہے عالم بھی ہے اور جو عالم ہے وہ ولی ہے اور ولی ہمیشہ واصل خدا ہوتا ہے اور عالم طالب علم ہے اور فقیر طالب مولیٰ ہے۔ عالم کی نظر حروف و سطور پر ہے اور فقیر کی نظر معرفت و حضور پر ہے۔ وہ کہتا ہے: مسائلِ فقہ یاد گیر (مسائل فقہ یاد کر) اور یہ کہتا ہے: فَاذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا (خدا کو یاد کر زیادہ سے زیادہ) اور وہ کہتا ہے از علم ترک گیر (علم کو ترک کر دو) اور اسے روزی و معاش اور سیم و زر کا انتظار ہے اور یہ دنیا و مافیہا سے بیزار ہے اور وہ کہتا ہے کہ دنیاداری اور نیک نامی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ دنیا مطلق حرام ہے۔ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ (دنیا مردار ہے اور اس کا طالب کتا ہے) اور دنیا میں تین فرقے ہیں: اہلِ دنیا، اہل علم اور اہل فقر۔

Marfat.com

جب صبح ہوتی ہے مؤذن اذان دیتا ہے گویا کہ اسرافیل نے صور پھونکا اور حشر قائم ہو گیا۔ اہل دنیا کو دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ حرص و ہوائے نفسانی اور معصیت و حرکاتِ شیطانی میں مبتلا ہوتے ہیں اور علماء گویا بہشت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ علم و مسائل فقہ میں مصروف ہوتے ہیں اور فقراء کو دیدار کی طرف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ ذکر و فکر و غرق وحدانیت ہوتے ہیں اور علماء اہل شعور و فہم ہیں اور فقیر اہل حضور و وہم ہیں۔ صاحب شعور کا دل نظر خدا سے محروم ہے۔ کیونکہ وہ شب و روز لکھنے پڑھنے میں مصروف ہے اور صاحب حضور کا دل منظور نظر ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ دل پر درد صاحب نظر ہوتا ہے اور اس کی مراد موت سلیم ہوتی ہے اور حلیم اور شکستہ خاطر اور صراط مستقیم پر قائم ہے اور ذکر و اشغال میں مصروف اور غرق توحید رہتا ہے اور ناشائستہ کاموں سے بیزار ہوتا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ علم خوب پڑھو اور سلاطین و حکام و قضاۃ کے مصاحب بنو۔ فقیر باہو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ توکل اپنا شعار کرو اور خدا تعالیٰ سے راضی رہو۔ وہ کہتے ہیں کہ علم صرف و نحو پڑھو کہ یہ علم اصول سے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ علم لدنی کا ایک حرف بھی پڑھ لینا بس ہے۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (اور ہم نے اس کو علم سکھایا اپنی طرف سے) اس کا شاہد ہے۔ علماء دین کی میخ کیچڑ میں گاڑتے ہیں۔ وہ لوگ دانشور اور صاحب شعور ہوتے ہی اور یہ لوگ عاشق و دیوانے اور صاحب حضور ہوتے ہیں۔ فقراء ذکر و فکر و اشغال میں رہ کر صاحب استغراق ہوتے ہیں اور علوم باطنی حاصل کرتے ہیں اور علماء علوم ظاہری میں مشغول ہو کر علم باطنی کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں اور فقراء خادم اور علماء مخدوم ہوتے ہیں اور مخدوم سے خادم افضل ہوتا ہے۔ جیسا کہ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ وَخَیْرٌ مِّنْهُمْ (قوم کا خادم اس کا سردار ہوتا ہے) وارد ہوا ہے اور علماء اور صاحب نصیبی ہیں اور فقراء صاحب مسیحی ہیں اور مسیحی زندگی مرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے اور فقیر کو زندگی قلب ذکر اللہ کے باعث خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے اور حیات مسیحی صرف ایک روز یا ایک ساعت ہے اور زندگی قلب جو ذکر اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمیشہ ابدالاباد تک رہتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

Marfat.com

لَایَعْلَمُوْنَ ۔اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (۳۹-۲۹،۳۰) (تمام خوبیاں اللہ کو ہیں مگر بہت لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے تو بھی مرنے والا ہے اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں) ویسے تو سب کو زمین میں جانا ہے مگر ہر ایک کی موت میں فرق ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ فقر و درویشی میں ہمہ تن بے نیازی ہے اور طلب علم میں ہمہ تن حرص و ہوس ہے اور فقیری درویشی میں عشق سے بے قراری و بے آرامی رہتی ہے اور علم بے معرفت ایسا ہے جیسے طعام بے نمک اور علماء خدا تعالیٰ کو چون و چرا سے پہچانتے ہیں۔ کیونکہ علم میں محض چون و چرا ہے۔ اسی لیے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ (علم جناب الٰہی میں ایک بڑا پردہ ہے) کہا گیا ہے اور فقیر خدا تعالیٰ کو بے چونی و بے چگونی سے پہچانتا ہے۔ یعنی فقیر بے خودی سے با خدا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بے چون و چرا پہچان لیتا ہے۔ اس لیے فقیر صاحب نظر ہوتا ہے اور عالم صاحب مرقوم اور بے اختیار ہوتا ہے۔ عالم کے مراتب بہت ہیں اور درجہ نہایت بزرگ و بالا ہے۔ لیکن فقیر کہتا ہے اگرچہ بزرگ و بالا ہے مگر سلک سلوک اور راہِ تصوف سے بے خبر ہے۔ نیز علماء کی آنکھ نعمت دنیا اور اس کی لذتوں پر ہے اور فقیر کی آنکھ خوف اور قیامت پر ہے۔

علماء کہتے ہیں: دیکھو آخرت میں بہشت کیا خوشی کی جگہ ہے اور فقیر کہتا ہے: بجز دیدار الٰہی کے جو کچھ ہے سب کچھ زشت و خوار ہے۔

عالم کہتا ہے کہ فقیر احمق و دیوانہ ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ عالم خدا تعالیٰ سے بیگانہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ علوم منطق و حکمت پڑھنا خوب ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یادِ الٰہی کے ماسوا میں رہنا نادانی اور عمر کھونے میں محسوب ہے۔

اور طالب مولیٰ کے کیا معنی؟ مولیٰ میں چار حرف ہیں۔

اول (م) اور اس سے مراد یہ ہے کہ طالب اپنے نفس کو اس کی خواہشات سے محروم رکھے اور معرفت الٰہی میں محو ہو جائے۔

دوم (و) اور اس سے مراد یہ ہے کہ وحدانیت میں غرق رہے۔

سوم (ل) اور اس سے مراد یہ ہے کہ دنیائے دوں پر لاحول پڑھے تاکہ لائق دیدار

Marfat.com

ہو جائے۔

چہارم (ی) اس سے مراد یہ ہے کہ یادِ حق میں مشغول رہے نہ کہ مال وزر اور فرزندوزن اور جان وتن میں۔

اور طالب علم کے کیا معنی؟ علم میں تین حرف ہیں۔

اول (ع) اس سے مراد ہے طلب علم وعرفان۔

دوم (ل) اس سے مراد ہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ۔

سوم (م) اس سے مراد محبت الٰہی مومودّت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم۔

زہد بے علم

اور جس طرح سے کہ علم بے عمل مذموم ہے۔ اسی طرح سے زہد بے علم ممنوع ہے۔ علم باعمل یگانگی اور علم بے عمل دیوانگی ہے اور زہد بے علم کی ایسی مثال سے جیسے شور زمین میں بیج بویا ہو اور علم بے عمل کی مثال جیسے زندہ کو قبر میں دفن کیا ہو۔ علماء کہتے ہیں کہ فقیر کو واردات (واردہ کی جمع' وہ حال جو آدمی پر گزرے' احوال وغیرہ) کہاں سے حاصل ہوتا ہے۔ فقیر کہتا ہے۔ میرا استاد خدا تعالیٰ حق قیوم ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ادبنی ربی میری تعلیم وتربیت خدا نے کی ہے۔ فقیر کی زندگی علم ہے اور اس کی راحت معرفت ہے اور اس کا شوق محبت اور اس کا ذوق ذکر اور اس کا مشاہدہ مجاہدہ اور اس کا فقر فرحت اور درویش کی حضوری کا حق حاصل نہیں ہوتا تاوقتیکہ وہ عزلت نہ اختیار کرے اور اپنے دوستوں کو دشمن نہ بنائے اور اپنے فرزندوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ نہ کرے۔ اس وقت تک وہ مقام ربوبیت تک نہیں پہنچ سکتا۔

مگر فقیر باہو کہتا ہے کہ طالب خدا تعالیٰ ہمیشہ مخلوق کے ساتھ برتاؤ رکھے اور ان کے ساتھ خلق اختیار کرے۔ کیونکہ اگر خلوت وعزلت اور ریاضت ومحنت سے خدا تعالیٰ کو پانا ممکن ہوتا تو انڈوں پر کی مرغی اس کی زیادہ مستحق ہوا کرتی جس کسی کو کچھ حاصل ہوا ہے اہل اللہ کی صحبت سے حاصل ہوا ہے نہ کہ گوشہ نشینی میں جن وفرشتوں کی ملاقات

ہے۔ کیونکہ راہ خدا تعالیٰ بال سے زیادہ باریک اور پہاڑ سے زیادہ مشکل ہے۔ اسی لیے کافروں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ (وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے جیسے سوئی کے ناکہ سے اونٹ نہیں جا سکتا) پس فقیری درد وغم سے پر رہنے کا نام ہے اور گھر میں بیٹھ کر حلوے کھانے اور پلاؤ، زردوں کے نرم و چرب لقمے اڑانے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ فقیری شب و روز دل جلانا ہے۔ اَلرُّؤْيَةُ وَجْهُ الظَّالِمِ سَوَدُالْقَلْبِ (ظالم کی شکل دیکھنا دل کی سیاہی کا باعث ہے) اس لیے لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَّمِفْتَاحُ الْجَنَّتِ حُبُّ الْفُقَرَآءِ (ہر چیز کی کنجی ہوتی ہے اور جنت کی کنجی فقراء کی محبت ہے) آیا ہے۔ جیسا کہ شیخ واجد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن درویش حکم چاہیں گے کہ وہ میزان اور پل صراط پر جا کر دیکھیں کہ جس نے دنیا میں ان کے ساتھ کچھ سلوک کیا ہو اس کی مدد کی جائے پس خدا تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ جاؤ میں نے تم کو اختیار دیا ہے کہ تم لوگوں کو پل صراط سے نکال کر بہشت میں لے جاؤ اور اپنے برابر انہیں بھی جگہ دو۔

اور قیامت کے روز ایک ایسا شخص بھی لایا جائے گا جس کے اعمال نامہ میں نماز، روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ اور نیکیاں ہوں گی مگر حکم ہوگا کہ جاؤ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ وہ شخص کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے تو بہت سی نیکیاں کی ہیں۔ مجھے دوزخ میں کس لیے لے جاتے ہیں؟ حکم ہوگا کہ دنیا میں درویشوں سے روگردانی کرتا تھا اس لیے میں نے آج تجھ پر توجہ نہیں فرمائی اور تیری عبادت تجھے واپس کر دی۔

اس کے بعد دوسرا شخص لایا جائے گا اور وہ گناہ[1] اور معصیت سے پُر ہوگا۔ حکم ہوگا

[1] گناہ گار اسم مضل کی امانت والا ہے۔ خدا کے نام مضل کے ظہور کے مدنظر گناہ ہونا لازمی ہے۔

حدیث ہے: لولانکم تلذنبون للذهب الله بکم وخلق یذنبون فیغفرلهم اخرجه (مسلم والترمذی)۔ اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تم کو لے جاتا (یعنی ختم کر دیتا) اور دوسری مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتی پھر ان کو بخشتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے اس میں کسی کو دخل نہیں۔ اس طرح خدا کو بندوں کا امتحان اور اپنی رحمت کا ظاہر کرنا مقصود ہے۔

اسے جنت میں لے جاؤ۔ وہ شخص متعجب ہو کر حیران رہے گا اور کہے گا: مجھے کون سی نیکی

کے بدلے میں جنت لے جانے کا حکم ہوا۔ فرمان ہوگا: اے شخص! دنیا میں تجھے جو کچھ ملتا تھا تو اسے درویشوں کی محبت میں صرف کرتا تھا اور شب و روز تو ان کی محبت میں رہتا تھا اور وہ تجھے دعا دیتے تھے۔ اسی لیے ہم نے ان کی دعا کی برکت سے تجھے جنت عطا کی۔ کیونکہ ان کی دعائے نعمت اور رحم دلی پر ہماری رحمت اور نعمت سبقت رکھتی ہے اور وہ جنت ہے۔

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ کے معنی

فقیر محتاج نہیں ہوتا۔ یعنی وہ اپنے گھر میں بھوکا پیاسا بیٹھا رہتا ہے مگر کسی سے سوال نہیں کرتا اور اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ صاحب نظر اور کیمیا ہوتا ہے اور اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے تمام زر و مال خدا کی راہ میں صرف کر کے تارک الدنیا ہوتا ہے اور خواہش نہیں کرتا اور اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ فقیر دنیا اور اہل دنیا کی طرف مطلق میلان و رغبت نہیں کرتا اور ماسوائے اللہ پر حریص ہو کر اس کا طامع نہیں بنتا اور اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی زبان سیف اللہ ہوتی ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے خدا تعالیٰ اسے پورا کر دیتا ہے۔ یا یہ کہ وہ مقامِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچا ہوا ہے اور اس وجہ سے اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ کا مصداق بنا ہوا ہے۔ پس فقیر کو چاہیے کہ اگر وہ جاہل ہے تو علم پڑھے اور اگر عالم ہے تو چاہیے کہ معرفت حاصل کرے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کو پہچان سکے گا۔

اور یاد رہے کہ فقیری کے دو مرتبے ہیں۔

اول: علم دانی۔

دوم: علم خدادانی۔

اور مقام حی و قیوم پر رسم و رسوم کچھ نہیں رہتی۔ فقیر جب اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اگر غافل ہے تو ہوشیار ہو جاتا ہے اور خفتہ ہے تو بیدار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

Marfat.com

يَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ
(میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا)

خدائے من بیدار چوں بخوابم
خواب اندر خدا کجا یابم

(جب میں سو جاتا ہوں تو میرا خدا جاگتا ہے تو پھر میں نیند میں خدا سے کہتا ہوں)۔

جو شخص کہ علم کی راہ پر ہے وہ فقر سے آگاہ ہے اور جو شخص کہ اپنی خودی پر ہے وہ گمراہ ہے جو شخص کہ علم کی راہ پر ہے وہ فقر سے آگاہ ہے۔ غم اس کیلئے صد گنا وبال ہے۔ فقیر کو بدوں تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ لِكُلِّ شَیْءٍ مِصْقَلَةٌ وَمِصْقَلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرِ اللهِ (ہر ایک چیز کے لیے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے) وارد ہوا ہے۔

خانہ ہائے نفس

انسان کے وجود میں نفس کے چار خانے ہیں۔

خانہ اول: زن جس میں لہو ولعب پیدا ہوتا ہے۔

خانہ دوم: دل کہ خطرات ووسواس اس پر ظاہر ہوتے ہیں۔

خانہ سوم: ناف کہ جس میں شہوت وہوا پیدا ہوتی ہے۔

خانہ چہارم: اطراف دل کہ اس میں حرص وحسد، کبر وہوس، عجب وغرور، کینہ وریا، بغض وعداوت وغیرہ ظاہر ہوتا ہے۔

ان چاروں خانوں میں چاہیے کہ محبت الٰہی کی آگ جلائیں کہ ذکر اللہ کے سوا اس آگ کو کوئی نہ بجھا سکے اور علماء ان چاروں سے بے خبر رہتے ہیں اور معرفت وعشق ومحبت کو نہیں اختیار کرتے۔ بلکہ اس کے عوض حرص، حسد، عجب وریا وغیرہ کی راہ پر آ جاتے ہیں۔ مگر صاحب نظر ہمیشہ دل کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور انوار تجلیات پر نظر رکھتا

ہے۔ پھر آخر کو اس کی موت بھی زندگی ہوتی ہے

گر بمیرم برد مارا زیر خاک　　　جان وتن من خوش بگوید ذکر پاک

(جب مر جاؤں گا تو مجھے مٹی میں دبا دیں گے مگر میری جان وتن بہت خوشی سے ذکر پاک کرتی رہے گی)۔

چوں بیایند نزومن منکر نکیر　　　خوش بگویم آنچہ دارم درضمیر

(جب منکر نکیر مجھ سے پوچھیں گے تو میں خوشی سے انہیں حال دل سناؤں گا)۔

قبر خود خلوت بہ بیں اے خفتہ　　　ہمنشیں مجلس مشو خود گفتہ

(اپنی خلوت گاہ وقبر کو دیکھ کر اے بیہوش ہمنشینِ مجلس نہ ہو جیسا کہ کہا گیا ہے)۔

از مردہ بہتر بود قبرے فقیر　　　ہر چہ داری حاجتے زاں خوش بگیر

(مردہ دل سے ایک فقیر کی قبر ہزار درجہ بہتر ہے تو اپنی حاجت جو کچھ رکھتا ہو اس کے توسل سے حاصل کر)۔

جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: اِنَّ اَوْلِیَـاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ　(اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں)۔

دوسری حدیث میں ہے: اَلْمَوْتُ جَسَرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ

(فقیر کامل کے لیے موت پل ہے کہ دوست کو دوست سے ملا دیتی ہے)۔

مردہ تن دل زندہ باحق حبیب　　　زندہ تن دل مردہ ازحق بے نصیب

(مردہ تن زندہ دل خدا تعالیٰ سے واصل ہوتا ہے اور زندہ تن مردہ دل خدا تعالیٰ سے بے نصیب ہوتا ہے)۔

مـن یـومـن بـاللّٰہ یھد قلبہ　(جو شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے خدا تعالیٰ اسے نیک راہ پر قائم کرتا ہے) بہر حال جو شخص کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے خدا اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کے گناہ معاف کرتا ہے

Marfat.com

ایں چنیں پیغمبر من مصطفیٰ جملہ جرم عفو گردد از الہ

(مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے میرے رسول ہیں مجھے امید ہے کہ آپ کے طفیل خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے گناہ معاف ہو جائیں گے)۔

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے خدا تعالیٰ کی درگاہ میں کہا تھا: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۵-۱۱۸) (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لیے خدا تعالیٰ سے کہیں گے: اے پروردگار! تو انہیں اگر عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو تُو اپنے حکم پر غالب اور حکمت والا ہے)۔

اور دوسری آیت میں ہے: وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (۲-۱۰۵) (اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے خاص کر لیتا ہے اور اللہ فضل عظیم والا ہے)۔ پس خدا تعالیٰ جس کسی کو اپنی رحمت و ہدایت کے لیے خاص کر لیتا ہے۔ اس کو بے طمع اور بے حرص بناتا ہے۔ اسی لیے فقیر کامل بالکل بے طمع رہتا ہے اور اپنے وظیفے اور روزینے میں سے دوسروں کا بھی خرچ نکالتا ہے بلکہ اپنے تمام فتوحات کو خرچ کر دیتا ہے اور دن کی فتوحات رات تک اور رات کی فتوحات دن تک نہیں رکھتا اور سب خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دیتا ہے۔ پس فقیر درویش کو صاحب تصرف ہونا چاہیے اور یاد رہے کہ حصول خدا تعالیٰ دو چیزوں سے ہے۔ اول فضیلت جیسے علم، دوم فضل اللہ جیسے معرفت اور فضیلت' فضل اللہ کی امیدوار ہوتی ہے۔ اسی لیے عالم فقیر کامل کا محتاج ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا علم فیضان الٰہی سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ وَاٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (۱۸-۶۵) (اور ہم نے جسے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطاء کیا) اس کا مشاہدہ ہے۔ علم بھی ایک مرتبہ ہے۔ یہ مقصود یا لذات نہیں ہے

ماسوائے اللہ از دلت تو دور کن دل بوحدت عشق حق پرنور کن

(ماسوائے اللہ کو تو اپنے دل سے نکال ڈال اور وحدت میں عشق الٰہی سے دل

Marfat.com

کو پرنور کر)۔

مردہ تن دل زندہ گشتہ جانِ من　　پازسر شد در تجلی جان وتن

(اے عزیز! میرا تن مردہ اور دل زندہ ہو گیا اور سر سے پیر تک جان وتن بھٹی میں رہنے لگا)۔

دیدہ اے دل بہ بود دیدار بیں　　طرفہ زد جلوہ شود حق الیقیں

(اے دل دیدہ و دیدار بین بہتر ہے کہ دم زدن میں حق الیقین سے جلوہ گر ہو جاتا ہے)۔

حاصل نشود زحق ہرگز اتصال　　مانہ گردد یک وجودش ہم خیال

(حق تعالیٰ سے اسے ہرگز اتصال نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اسی کے ایک وجود کا ہم خیال ہو جائے)۔

صد فضیلت جاہل در قیل و قال　　ہر کہ را وحدت بناشد حق وصال

(ایسے شخص کی فضیلتیں بھی محض جہالت اور قیل و قال ہیں جس کو وحدت حق تعالیٰ میں وصال حاصل نہ ہو)۔

قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف اور غنی کو چھوڑ کر مفلس کی طرف رجوع خلاف عقل ہے

جبکہ خدا تعالیٰ قوی اور غنی ہے اور اس کے سوا سب ضعیف و مفلس ہیں تو قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف رجوع کرنا اور غنی سے منہ موڑ کر مفلس سے مانگنا خلافِ عقل اور شرمندگی کی بات ہے۔ بلکہ فقیر کو چاہیے کہ جو کچھ مانگے خدا تعالیٰ سے مانگے اور جو کچھ چاہے اسی سے چاہے اور ضعیف اور مفلسوں سے ڈرے اور لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ (کوئی ذرہ بھی بغیر حکم اللہ کے نہیں ہل سکتا) پر نظر رکھے اور سب کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جیسا کہ چاہیے۔ کیونکہ جس وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے تو آسمان کہتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ اگر میں زمین ہوتا تو یہ شخص مجھ پر خدا تعالیٰ کی یاد کرتا اور یہ فخر جو زمین کو حاصل ہوا ہے مجھے حاصل ہوتا۔ زمین کہتی ہے کہ الحمدللہ میں نے بھی ذکر اللہ کی حلاوت پائی ہے۔

(اسی طرح سے جب فقیر طالب کے جسم میں ہر ایک رونگٹا اور کھال اور ہر رگ و ریشہ اور مغز و پوست اور قلب و روح اور سر اور تمام اعضاء ذکر اللہ میں مشغول ہوتے ہیں اور ربوبیت حق تعالیٰ سے ندا آتی ہے: لَبَّيْكَ يَا عَبْدِیْ (حاضر میرے بندے) فرشتوں کو رشک ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تمام عمر تسبیح و سجود میں رہتے ہیں مگر ہمارے لیے لبیک کے ساتھ فرمان الٰہی کبھی صادر نہیں ہوتا۔ کاش! ہم بھی انسان ہوتے تو لَبَّيْكَ عَبْدِیْ کے جواب سے سرفراز ہوا کرتے۔ پس آدمی کو چاہیے کہ اپنی حقیقت کو پہچانے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا شکر گزار ہو کر اس کے بندوں میں داخل ہو جائے

آسماں سجدہ کند سوئے زمیں کہ بر او ... یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشیند

Marfat.com

(جس زمین پر ایک دو آدمی دو چار پل بھی ذکر خدا کے لیے بیٹھیں آسمان اس زمین کے سامنے سر تعظیم کے لیے جھکاتا ہے)۔

پس چاہیے کہ جان و رگ و پوست ہمہ اوست ہو جائے اور دوئی کا پردہ درمیان سے اُٹھ جائے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ جس شخص کو دیدارِ الٰہی کی خواہش ہو جائے چاہیے کہ فقر کو اختیار کرے اور ذکر و فکر اور عشق و محبت میں مشغول ہو کر معرفت الٰہی حاصل کرے اور جس شخص کو بہشت اور حور و قصور کی خواہش ہو ریاضت زہد و تقویٰ، صوم و صلوٰۃ، تلاوت قرآن مجید اور حج و زکوٰۃ وغیرہ جو کچھ بنائے اسلام ہیں بجا لائے اور جسے دوزخ کی آرزو ہو وہ لذاتِ نفسانی و حیوانی و حرکاتِ شیطانی کرے اور جو منہ پر آئے کہے اور جو سامنے آئے کھائے اور حلال و حرام کا فرق نہ کرے اور کفار و فجار سے خلوص رکھے اور مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُ (جو شخص جس قوم کو دوست کو رکھے تو وہ انہیں میں سے ہے) کا مصداق ہے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہمراز اور مشغول تھے کہ رب العزت سے ندا آئی کہ اے بایزید! تم نے اس قدر محنت کس لیے اٹھائی۔ کیا تم مقامِ عرش کے طالب ہو۔ عرض کی: اے پروردگار! عرش روحانیوں کی جگہ ہے میں روحانی نہیں ہوں۔ ارشاد ہوا: شاید مقام کرسی چاہتے ہو۔ عرض کی: اے پروردگار! یہ کروبیاں کی جگہ ہے۔ میں کروبی نہیں ہوں۔ ندا آئی شاید آسمان چاہتے ہو۔ عرض کی: پروردگار! آسمان فرشتوں کی جگہ ہے میں فرشتہ نہیں ہوں۔ ندا آئی شاید دوزخ چاہتے ہو۔ عرض کی: پروردگار! دوزخ منکروں کی جگہ ہے میں منکر نہیں ہوں۔ پھر الطاف و کرم کی ندا آئی۔ اچھا ہمیں چاہتے ہو۔ بھلا اگر ہمیں نہ پاؤ تو کیا کرو۔ بایزید نے سر بسجدہ ہو کر ایک آہ کی اور جان دے دی

خام بودند خام آہے رفت جاں عاشق آں بہ بود سوزش جناں

(خام تھے خام کہ ایک آہ سے جان نکل گئی۔ عاشق یہ ہے کہ جس میں اس قدر.

Marfat.com

سوزش ہو)۔

گر بسوزد جان من اندر سقر جز خدا دیگر نہ از من خبر

(اگر دوزخ کے اندر بھی میری جان جلے تب بھی خدا تعالیٰ کے سوا مجھے اور کچھ خبر نہ ہوگی)

گر زنداہ گردنت تو دم مزن حلمکش ضرور
سربکشد سردہد عاشق حضور

(اگر وہ تیری گردن بھی اڑا دے جب بھی تو دم مت مار۔ کیونکہ عاشق حضور سر چھپاتا ہے اور سر دے دیتا ہے)

باہوا بہرہ چو خواہی از خدا بہرہ مزدوری بود طالب رضا

(اے باہو! تو خدا تعالیٰ سے کیا چاہتا ہے؟ نفع چاہنا تو مزدوری ہے تو بس طالب رضا رہ)۔

فقیر فنا فی اللہ اسے کہتے ہیں کہ توحید میں ایسا غرق ہو جائے کہ احتیاج خدا بھی نہ رہے۔ کیونکہ احتیاج خدا اسی شخص کو ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ سے جدا ہو۔ پس چاہیے کہ یکتا اور ایک وجود ہو جائے۔

فقر میں کون کون سے مقام پیش آتے ہیں

یاد رہے کہ بندے اور خدا تعالیٰ کے درمیان کیا چیز وسیلہ ہوتی ہے اور اس سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہو کہ بندے اور خدا کے درمیان مرشد وسیلہ ہوتا ہے اور اس سے محبت حاصل ہوتی ہے اور محبت سے محرومیت سر اسرار حاصل ہوتا ہے اور محرومیت سر اسرار سے مقام خوف موت اور مقام خوف موت سے حیرت اور حیرت سے فنا اور فنا سے مقام رجائے بقاجائے بقا سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) اور اس مقام سے مقام اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَايَمُوْتُوْنَ (اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں) حاصل ہوتا ہے۔ اسی لیے فقیر صاحب رضا اور قضا و قدر سے جدا ہوتا ہے۔ کیا خوب حدیث

Marfat.com

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں واقع ہوا ہے کہ جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا: مسلمان کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے مسلمان پیدا کیا اور یہودی نہیں پیدا کیا۔ یہودی کہتا ہے کہ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے یہودی پیدا کیا اور نصرانی نہیں پیدا کیا۔ نصرانی کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے نصرانی پیدا کیا مجوسی نہیں پیدا کیا۔ مجوسی کہتا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے مجوسی پیدا کیا اور منافق نہیں پیدا کیا۔ منافق کہتا ہے کہ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے منافق پیدا کیا مشرک نہیں پیدا کیا۔ مشرک کہتا ہے خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے مشرک پیدا کیا اور بے دین پیدا نہیں کیا۔ بے دین کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے بے دین پیدا کیا کافر نہیں پیدا کیا۔ کافر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے کافر پیدا کیا اور سگ نہیں پیدا کیا۔ سگ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے سگ پیدا کیا اور سور نہیں پیدا کیا۔ سور کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے سور پیدا کیا اور بے نماز نہیں پیدا کیا۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ قاضی بدوان کے مکان پر پہنچے جنہیں قاضی نجم الدین سنائی بھی کہتے ہیں۔ شیخ نے پوچھا کہ قاضی نجم الدین کیا کر رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا: نماز پڑھ رہے ہیں۔ شیخ نے کہا: کیا قاضی نجم الدین نماز پڑھنا جانتا ہے؟ قاضی نجم الدین یہ کلام سنتے ہی فوراً باہر آئے اور شیخ سے کہا: یہ آپ نے کیا کہا؟ شیخ نے کہا: علماء کی نماز اور فقراء کی نماز اور ہے۔

علماء کی نماز یہ ہے کہ جب تک قبلہ برابر نہ کرلیں نماز نہیں پڑھ سکتے اور اگر انہیں قبلہ نہ معلوم ہو سکے تو وہ تحری[1] کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور جس طرف ان کا دل شہادت

[1] جن صورتوں میں قبلہ نہ معلوم ہو سکے اس وقت جس طرف دل گواہی دے دے اس طرف نماز پڑھ لینے کو تحری کہتے ہیں اور اس کی ضرورت اجنبی مقامات میں ہوا کرتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص جنگل میں ہو اور آسمان پر بادل ہو اور قبلہ بھی نزدیک نہ ہو تو ایسی حالت میں تحری کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

دے دے اس وقت اسی طرف نماز پڑھتے ہیں۔
اور فقراء کی نماز یہ ہے کہ جب تک عرش کو برابر نہیں دیکھ لیتے نماز نہیں پڑھتے۔
القصہ نجم الدین اس وقت گھر میں واپس چلے گئے۔ شب کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ جلال الدین عرش پر مصلیٰ بچھائے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ قاضی نجم الدین خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے اور شیخ کے پاس آ کر انہوں نے معذرت کی اور فرمایا کہ معاف کیجئے میں معذور ہوں۔

شیخ نے کہا: اے قاضی نجم الدین! تم نے جو مجھے عرش پر مصلیٰ بچھائے نماز پڑھتے دیکھا ہے یہ مقام درویشوں کے مقام میں سے ایک کم ترین مقام ہے۔ ان کے مقامات اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ مگر میں تم پر ان مراتب کو ظاہر کر دوں تو تم اپنے حال پر نہ رہو گے اور تجلی نور سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ فقیر اس مقام کے علاوہ ستر ہزار مقامات اور حاصل کرتا ہے اور ہر روز پنج وقتہ عرش پر نماز پڑھتا ہے۔ جب وہاں سے واپس آتا ہے تو اپنے آپ کو خانہ کعبہ پر دیکھتا ہے اور جب وہاں سے لوٹتا ہے تو تمام عالم کو اپنی دس انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہے مگر یاد رکھو کہ یہ ماجرا اسی درویش کا ہے جو اس مقام کو طے کرے اور جب درویش ان ستر ہزار مقامات سے گزر جاتا ہے تو پھر اس کا مقام لا مکان میں ہوتا ہے اور اس پر کسی کو واقفیت نہیں ہو سکتی

عاشقاں را زہد تقویٰ خلوت درکار نیست
کارہا با غم عشق وحدت ہر بمنزل می رسد

(عاشقوں کو زہد و تقویٰ اور خلوت کچھ درکار نہیں ہے وحدت کا عشق و غم ہونا چاہیے۔ جو ہر ایک منزل پر پہنچاتا ہے)۔

فقیر باہو کہتا ہے: تمام مقام شیطانی ہیں۔ بجز مکان فنا فی اللہ اور حق سبحانہ وتعالیٰ۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جنید بغدادی اور شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہما دونوں شہر سے باہر جنگل کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔ دونوں صاحبوں نے وضو کر کے نماز کا ارادہ کیا کہ اسی اثناء میں ایک مزدور آیا اور اپنے سر سے لکڑیوں کا گٹھا اتار کر

Marfat.com

وضو کیا اور ان کے پاس آ گیا۔ انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے اور ان دونوں نے اس کو اپنا امام بنایا اور خود مقتدی بنے۔ مگر اس بزرگ نے ہر رکوع وسجود میں بہت دیر لگائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیخ نے پوچھا کہ رکوع وسجود میں اس قدر دیر کیوں ہوئی تو بزرگ نے جواب دیا کہ ہر رکوع وسجود میں تسبیح پڑھتا تھا اور ہر تسبیح کا جواب جب تک لبیک عبدی نہ سن لیتا تھا سر نہیں اٹھاتا تھا۔ اس وجہ سے رکوع وسجود میں دیر ہوتی تھی۔

پس جو نماز کہ باصواب نہیں ہوتی وہ نماز نہیں بلکہ وہ دل کی پریشانی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ حی و قیوم ہے اور نعوذ باللہ وبت اور مردہ نہیں ہے اور اس کی عبادت بت پرستوں اور کفار کی عبادت نہیں کہ انہیں بت کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملتا ہے۔ کیونکہ بت مردہ ہیں اور خدا تعالیٰ حی و قیوم ہے۔ جب کوئی پکارتا ہے تو وہ اسے جواب دیتا ہے۔ اسی لیے حدیث شریف میں آیا ہے: لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ (نماز کامل طور سے ادا نہیں ہوتی۔ مگر حضور دل سے) اس لیے نماز خدا تعالیٰ کی طرف کامل توجہ اور یک سوئی سے پوری ہوتی ہے۔ ورنہ وہ ایک پریشانی اور جدائی ہوتی ہے۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ اہل نماز کے لیے رکوع وسجود میں خدا تعالیٰ کی طرف سے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ کا جواب ملتا ہے اور عارف باللہ کے لیے ہر دم اور ہر ساعت اور ہر لحظہ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ جواب موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ (۲-۱۵۲) (سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) اگر ایک بار بندہ اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ بیس مرتبہ بذریعہ الہام ندا دیتا ہے۔ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ مگر مراتب الہام آسان نہیں ہیں۔ جواں مرد کو مقام فنا فی اللہ میں غرق ہونا چاہیے۔

نہ بودے آدم و حوا نہ نوح موسیٰ نہ کوہ طور
نہ بودے انبیاء اولیاء من بودم عین نور

(نہ حضرت آدم اور نہ حضرت حوا تھیں اور نہ حضرت نوح و موسیٰ علیہم السلام اور نہ طور تھا نہ انبیاء اولیاء تھے کہ میں عین نور تھا)

Marfat.com

ہیچ ہمہ در ہیچ بود نہ آں وقتش خدا
خلوتے خوش یافتم اندر مقام کبریا

(اور جس وقت خدا تعالیٰ کے نور میں تمام چیزیں ہیچ در ہیچ تھیں میں اس وقت مقام کبریا میں بہت خوشی کے ساتھ خلوت رکھتا تھا)۔

اور یاد رہے کہ خودی خدائے تعالیٰ کے ساتھ نہیں سماتی جیسے آگ اور پانی۔

غزل

خدائی دیو یک درخانہ آمد — کہ عشقے کشت دیو دیوانہ آمد

(خدا اور دیو ایک خانہ میں آئے اور عشق نے دیو کو مار ڈالا دیو دیوانہ ہو گیا)۔

ترا خبرش نہ اے باخود خدائی — درونش کفر خود بیگانہ آمد

(تجھے کچھ بھی خبر نہیں ہے۔ خدا تیرے ہمراہ ہے۔ مگر چونکہ دیو کے باطن میں کفر ہے اس لیے اس سے بیگانہ ہے)۔

چراغ مقبلاں دل گشتہ روشن — کہ ہر گردش براں پروانہ آمد

(نصیبے والے کے دل کا چراغ روشن رہتا ہے مگر ہر گردش میں پروانہ کی طرح اس پر نثار ہوتا ہے)۔

باہوئے بیچارہ راباجان جانسبت — کہ ہر دم باشوق خوش ترانہ آمد

(بیچارے باہو کی جان جان کے ساتھ ہے کہ وہ ہر دم شوق میں خوش ترانہ رہتا ہے) اور اے باہو! فقیری اور حقیقت فقیری کیا ہے

حقیقت فقر را از من چہ پرسی — فقر راز یر مابش عرش و کرسی

(اے باہو! تو حقیقت فقر کیا پوچھتا ہے فقر کا تکیہ عرش و کرسی ہوتا ہے)۔

اور واضح ہو کہ فقیری دس چیزوں میں ہے۔ نو ایک طرف اور ایک طرف

دہ چیز باشد ہر مرد را با جان عزیز — نہ سیر یک گرسنہ با عقل و تمیز

(دس چیزیں ہیں کہ ہر ایک شخص کو عزیز ہوتی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک گرسنہ ہے تو نو سیر اور اپنی عقل و تمیز پر رہتی ہیں)۔

Marfat.com

گرے شود نہ گرسنہ یک بہ سیر　　　از سیر سرّ س یا زماند غرق غیر

(اور جب ایک سیر ہوتی ہے تو نو گرسنہ رہتی ہیں اور وحدت کے اسرار سے باز رہ کر غیر میں غرق رہتی ہیں)۔

گوش و چشم و دست و پا وہم دہن　　　شکم نفس و بد بلا گردن بزن

(وہ ۱۰ چیزیں کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤں اور شکم نفس بد بلا ہیں۔ ان کی گردن اڑا دے)۔

شکم پر شیطاں سر نفس و ہوا　　　گر خدا خواہی از لہٰا باز آ

(اور شکم پُر شیطان اور نفس و ہوا کا سردار ہے۔ اگر تو خدا کا طالب ہے تو ان سے باز آ)۔

پس نفس و شیطان سے گزر کر مابعد کی مکافات کرے اور اپنے گناہوں کی خدا تعالیٰ سے مغفرت چاہے۔ کیونکہ من استغفر بعد الذنوب غفر اللہ لہ (گناہ کے بعد جو بخشش مانگتا ہے اسے خدا تعالیٰ بخش دیتا ہے) اور لِكُلِّ شَيْءٍ حِيلَةٌ وَحِيلَةُ الذُّنُوبِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (ہر چیز کا حیلہ ہوتا ہے اور گناہ کا حیلہ طلب مغفرت ہے) وارد ہوا ہے اور اہل ظلم کے لیے شکم شیطان ہے اور اہل اللہ کے لیے شکم شوق ہے کہ یہ لوگ روٹی اِس جہان کی کھاتے ہیں اور کام اُس جہان کا کرتے ہیں۔ جیسے اونٹ محنت تو اتنی کرتا ہے اور کھاتا کیا ہے کانٹے۔ اسی طرح مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ انہیں لوگوں کے لیے جو صاحب مشاہدہ اور مجاہدہ ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ خوشخبری سنائی ہے۔ ان للمتقین مفازا حدائق و اعنابا و کواعب اترابا و کاسادھاقا (۷۸-۳۱ تا ۳۴) (بے شک ڈر والوں کو کامیابی کی جگہ ہے باغ ہیں اور انگور اور اٹھتے جوبن والیاں ایک عمر کی اور چھلکتا جام)۔

پس فقیر کامل ہمیشہ خوف خدا رکھتا ہے اور اس فرمان الٰہی کا مستحق ہوتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ (۶۷-۱۲) (جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بے دیکھے ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر)۔ بہرحال جو کچھ

حاصل ہوتا ہے عمل سے ہوتا ہے اور اگر بغیر عمل کے فضیلت حاصل ہو سکتی تو شیطان کو حاصل ہوتی اور وہ ہرگز خود نہ گمراہ ہوتا اور نہ بنی آدم کو گمراہ کرتا اور جو شخص کہ باوجود علم کے بھی مشرب بدعت میں پڑ جاتا ہے۔ وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے جن وخبیث اور ایسے شخص پر کہ ہرگز بھروسہ اور اعتبار نہ کرنا چاہیے کیونکہ شیطان نے ہزار سال تک علم حاصل کیا اور پچاس ہزار سال تک فرشتوں کو تعلیم دی۔ آخر اس کا انجام کیا ہوا۔ اَبٰی وَاسۡتَکۡبَرَ وَکَانَ مِنَ الۡکَافِرِیۡنَ (۲-۳۴) (منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا)۔

اور اگر جہل میں کچھ فضیلت ہوتی تو ابو جہل کو ہوتی اور وہ ہرگز راہِ حق سے منحرف ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ راہِ حق نہ علم میں ہے اور نہ جہل میں۔ بلکہ صرف توفیق الٰہی اور اس کی محبت و اخلاص میں ہے اور اہل محبت وہ لوگ ہیں کہ خدا اور رسول کو حاضر ناظر جانتے ہیں اور ان کی محبت میں غرق رہتے ہیں اور جو شخص یہ چاہے کہ خدا تعالیٰ اور رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشنود کرے۔ پس اسے چاہیے کہ توحید و محبت میں مشغول ہو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ خلوص رکھے اور ترک دنیا اختیار کرے اور متابعت شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ کوشاں رہے اور جو شخص یہ چاہے کہ علماء اس سے خوشنود ہوں تو اسے چاہیے کہ زر و سیم حاصل کرے اور ان کی خدمت میں پوری کوشش کرے اور جو شخص یہ چاہے کہ فقیر اہل اللہ اس سے خوشنود ہوں تو اسے چاہیے کہ صفائی دل کے ساتھ ان سے ملے اور اتحاد حاصل کرے۔ کیونکہ فقیر کی نظر دل پر ہوتی ہے۔ پس اسے دل دے کر اس سے دل لے۔ کیونکہ دل پر قبضہ کر لینا ایک دائمی سلطنت ہے اور جو شخص یہ چاہے کہ فقیر اہل اللہ اس سے واصل و شاغل رہے اسے چاہیے کہ چار میم جمع کرے:

اول (م) مخالفت نفس۔ دوم (م) میدانِ معرفت۔ سوم (م) مبتلا و مشتاق دیدار۔ چہارم (م) محرمیت اسرار۔

اور اسی طرح بارہ (ش) حاصل کرے۔ چار ش فقراء کے لیے اور چار ش اہل علم کے لیے اور چار ش اہل دنیا کے لیے۔

ش فقراء (ش اوّل) شرم، نافرمانی خدا تعالیٰ (ش دوم) شوق و شغل ذکر اللہ

(ش سوم) شب بیداری و دل بیداری (ش چہارم) شہوت اور ہوا کو شکنجہ میں کھینچے اور انہیں کامیاب نہ ہونے دے۔

ش اہل علم (ش اوّل) شرائط دین و اسلام بجالائے۔ (ش دوم) شریعت پر نظر رکھے۔ (ش سوم) شعور وتمیز ہاتھ سے نہ دے۔ (ش چہارم) شوم وطمع کو چھوڑ دے۔

ش اہل دنیا (ش اوّل) شر شیطان سے محفوظ رہے (ش دوم) نیک کاموں میں شرم نہ کرے (ش سوم) ہر کام میں عجلت نہ کرے۔ (ش چہارم) شر آتش حرص سے دور رہے۔

اور مخفی نہ رہے کہ اہل دنیا اور اہل علم گناہ سے باز نہیں رہ سکتے۔ مگر صرف محبت کے سبب سے۔ اس سبب سے کہ اس لیے محبت اگرچہ ایک خشخاش کے دانے کے برابر کیوں نہ ہو۔ مگر ستر برس کی عبادت پر فوقیت رکھتی ہے۔ کیونکہ آدمی محبت میں بذریعہ عبادت کے محرم اسرارِ الٰہی ہوتا ہے اور مقامِ ربوبیت اور توحید سے واقف و آگاہ ہوتا ہے اور اس کے علم میں کبر کا شائبہ مطلق نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (۲-۱۶۵) (بعض لوگ غیر خدا کو خدا بنا کر ان سے محبت کرتے ہیں جیسی خدا کے ساتھ چاہیے اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ خدا کی دوستی میں سب سے زیادہ ہیں)۔

اہل ہدایت کو اہل بدعت سے کیا کام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (۲۸-۵۶) (اے حبیب! تم جسے چاہو ہدایت پر نہیں لا سکتے اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے)۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اہل کفر کے بارے میں فرمایا ہے: خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۲-۷) (خدائے تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کردی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے عذاب ہے سخت)۔

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا ہے: صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (۲-۱۸)

Marfat.com

(بہرے، گونگے، اندھے ہیں سو وہ راہ پر نہ آئیں گے)۔

ایک اور جگہ فرمایا ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا)۔ (۹-۱۶۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مَنْ تَرَكَ ذَرَّةً بِدْعَةً خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَتِ الثَّقَلَيْنِ (جس نے بدعت کا ایک ذرہ برابر حصہ بھی ترک کر دیا اس کا ثواب ثقلین کی عبادت سے بہتر ہے)۔

اور جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے اس کی مثال بالکل ابوجہل جیسی ہے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا ہی سمجھایا۔ مگر وہ اپنی جہالت سے باز نہ آیا اور یاد رہے کہ جو شخص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مردہ جانے اس پر ایمان سلب ہو جانے کا خوف ہے۔ از باہو رحمۃ اللہ علیہ

امت خویش را بحق سپردہ حیاتِ الٰہی حیات پردہ

(اپنی اُمت کو خدا کے حوالے کیا اور حیاتِ الٰہی آپ کی حیات کی پردہ ہوئی)

بلکہ حیاتِ نفس و حیاتِ دل و حیاتِ روح و حیاتِ عشق و حیاتِ محبت و حیاتِ ذکر و فکر و حیاتِ دین و حیاتِ فقر و حیاتِ خدا تعالیٰ حی و قیوم و حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو فقر فنا فی اللہ اپنے ساتھ جانتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: اَلْاِيْمَانُ عُرْيَانٌ وَّ لِبَاسُهُ التَّقْوٰى وَزِيْنَتُهُ الْحَيَاءُ وَ ثَمَرَتُهُ الْعِلْمُ (ایمان بغیر عمل کے برہنہ ہوتا ہے اس لیے پرہیزگاری اس کا لباس ہے اور حیا اس کی زینت ہے اور علم اس کا پھل ہے)۔

اور فقیر کامل کا دل صلح کل ہوتا ہے اور اپنی ذات کے لیے اسے جو کچھ پسند ہوتا ہے۔ وہی دوسرے کے لیے بھی پسند کرتا ہے جیسا کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا تاوقتیکہ وہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہو اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہی پسند نہ کرے)۔

اور پھر جس شخص کا ایمان مردہ ہو وہ ضرور منافق ہو گا یا کافر اور کفر و معصیت اور

Marfat.com

حب دنیا میں مبتلا ہوگا۔ نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْھَا۔

القصہ ہر منزل کا مشکل کشا اور ہر مشکل میں رہنما اور دونوں جہان کا پیشوا ہی برزخ اسم اللہ ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَ

اللّٰہ

ھو

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَ

Marfat.com

باب ششم

ذکر مراقبہ و مشاہدہ و خواب و جواب
برزخ و تعبیر غرق بوحدت

مراقبہ کیا ہے اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ مراقبہ وہی ہے جو رقیبوں سے دور کر کے وحدت الٰہی میں پہنچائے۔ مراقبہ محبت الٰہی کا نام ہے۔ جو استغراق مقام حی قیوم کا رہنما ہے اور اس مقام سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) یعنی نفس کشی کرو، حاصل ہوتا ہے اور جب مشاہدہ صاحب حضور اور صاحب سیر سر اسرار ہوتا ہے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے اور مراقبہ مومن محرم سر اسرار معرفت ہوتا ہے اور مراقبہ منافق تحت الثریٰ میں ہوتا ہے

نہ علم و نہ دانش نہ حقیقت نہ یقیں
چوں کافر درویش کہ نہ دنیا و نہ دیں

(فقیر منافق کو نہ علم اور نہ یقین اور نہ دانش حاصل ہوتی ہے اور نہ وہ حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے۔ درویش کافر کی طرح نہ دین کا نہ دنیا کا)۔

اور ہر ایک مراقبہ میں غرق ہوتا ہے۔ اس لیے مراقبہ کی بہت سی قسمیں ہیں:

اول مراقبہ عام، دوم مراقبہ خاص، سوم مراقبہ خاص الخاص، چہارم مراقبہ اخص، پنجم مراقبہ عشق، ششم مراقبہ محبت، ہفتم مراقبہ فنا فی الفنا فنا فی اللہ بقا باللہ کہ صاحب مراقبہ توحید میں غرق ہو جاتا ہے اور خود اپنی نہ خلق اللہ کی کچھ خبر رکھتا ہے۔ بلکہ منزل و مقام

بھی اسے یاد نہیں آتا۔ کیونکہ اس کو محو تام حاصل ہوتا ہے اور کیونکہ مراقبہ روح کی مانند روحانی خاصیت رکھتا ہے اور صاحب مراقبہ چشم زدن میں آ موجود ہوتے ہیں اور پھر اپنے مقامات پر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح صاحب مراقبہ چشم زدن میں ارض و سما اور عرش و کرسی و لوح و قلم کی سیر کر لیتا ہے اور جس طرح روحانی فرشتے دم زدن میں آ موجود ہوتے ہیں اور پھر اپنے مقام پر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح صاحب مراقبہ سیر کر کے اپنے وجود میں آ پہنچتا ہے اور اہل مراقبہ وہی ہیں کہ جمال الٰہی کے ماسوا اور کچھ نہیں جانتے اور اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس ان کا وارد ہوتا ہے اور اَصْبَحُوْا مَعَ اللّٰہِ[1] ان کا مقصود ہوتا ہے اور مراقبہ ایسا ہونا چاہیے جس طرح آفتاب کہ جب طلوع ہوتا ہے تو اس سرے سے اس سرے تک زمین اور آسمان کو روشن کر دیتا ہے اور ماہتاب کہ اس کی روشنی سے تمام عالم جگمگاتا ہے اور دوسرے تاروں کی روشنی اس کے سامنے ماند ہو جاتی ہے۔ صاحب مراقبہ کا بھی یہی حال ہے کہ جب وہ آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھتا ہے تو تمام چیزیں سوختہ ہو جاتی ہیں اور درمیان میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔

اور مراقبہ کے اقسام بہت ہیں۔ جیسے مراقبہ فکر، مراقبہ ذکر، مراقبہ حضور، مجلس مذکور، مراقبہ فنا فی الشیخ، مراقبہ فنا فی اللہ، مراقبہ فنا فی النفس، مراقبہ نودنہ نام باری تعالیٰ، مراقبہ چشم واز، مراقبہ راز، مراقبہ شہباز، مراقبہ گربہ بہر زدن موش دغا باز اور جو شخص مراقبہ میں گاؤ خر، جاہ و مال زر و سیم دیکھے تو جاننا چاہیے کہ مراقبہ حیوانی مقام ناسوت ہے اور وہ ابھی محبت دنیا میں پھنسا ہوا ہے اور ہنوز اسی کے بیان میں پڑا ہوا ہے اور ذکر اللہ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور اس کا علاج یہ ہے کہ طلب لذت دنیا اپنے دل سے دور کرے اور اس کے خیال کو دل سے نکال ڈالے اور جو شخص مراقبہ میں باغ و باغیچہ اور آب و دریا و سبزیاں و مکانات اور محلات، حور و قصور وغیرہ دیکھے تو معلوم کرے کہ ابھی اس کے دل میں کثافت ہے اور ابھی اس کے دل کا زنگ دور نہیں ہوا اور مرشد کامل کی نظر نہ ہونے سے خناس و خرطوم شیطان دل کے ارد گرد موجود ہیں اور اصل ذکر سلطانی اسے حاصل نہیں ہوا

---

[1] صبح ہوئی کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ یعنی صبح ہوتے ہی اس کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

ہے اور ذکر خاص اصلی کا یہ نشان ہے کہ خاص ذکر اللہ زبان پر جاری ہو اور بجز قال اللہ اور قال الرسول اور ذکر اولیاء کے زبان پر نہ آئے اور آنکھ سے نامحرم کو نہ دیکھے اور نظر پڑ جائے تو شرم آئے اور حیا کرے اور جس شخص کو ذکر قلب خاص حاصل ہوتا ہے اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے اور اس آنکھ سے اسم اللہ اور ذکر اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور اس کا دل غنی ہو جاتا ہے اور حُب دنیا مطلق نہیں رہتی اور حواس خمسہ ظاہری بند ہو جاتے ہیں اور وہ شخص صاحب کشف القلوب ہو جاتا ہے اور اس کا دل آئینہ کی طرح اور بے کدورت رہتا ہے۔

ذکر روحی اور ذکر سری

اور جس شخص کو ذکر روحی حاصل ہوتا ہے اس کی چشم باطن روشن ہو جاتی ہے اور مجلس روح اللہ محمدی میں اسے دخل ہوتا ہے اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مصداق ہو کر صاحب کشف ہو جاتا ہے اور خوف خدا تعالیٰ سے حسد و غیریت اس کے دل سے اٹھ جاتی ہے اور جس شخص کو ذکر سری حاصل ہوتا ہے اس کی چشم روشن ہو جاتی ہے اور وہ شخص از ازل تا ابد صاحب مشاہدہ اور صاحب اسرار ہوتا ہے اور ماہ سے لے کر ماہی تک سب اس کی نظر میں ہوتا ہے اور اَلْفَقِیْرُ لَایَحْتَاجُ اِلَّا اللّٰہِ (فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا) کا مصداق ہوتا ہے اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک اس کے زیر حکم ہوتا ہے کہ جنبش کرے یا اپنے حال پر قائم رہے اور فقیر صاحب مراقبہ اور متصرف مالک الملکی اسی کو کہتے ہیں اور وہ بھی مال و زر کے گرداب میں پڑا ہوا ہے اور یہ مراقبہ گریہ اہل ہوش کے مانند ہے۔

Marfat.com

مراقبہ اور اُس کی منزلیں

مراقبہ کی چاروں منزلیں چار اقسام پر ہیں:

اول: مراقبہ شریعت، طاعت و عبادت و مشاہدہ ناسوت ہے۔ اس مراقبہ میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے مقام ناسوت سے ہوتا ہے۔

دوم: مراقبہ ملکوت ہے۔ اس مراقبہ والا صاحب ورد وظائف وطہارت ہوتا ہے اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے ملکوت سے ہوتا ہے۔

سوم: مراقبہ اہل جبروت و اہل اللہ و ذکر اللہ ہے اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے۔ مقام جبروت سے ہوتا ہے۔

چہارم: مراقبہ مقام لاہوت و اہل معرفت اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے مقام لاہوت سے ہوتا ہے۔

پنجم: مراقبہ حضور، غرق فنا فی اللہ جو مقام ربوبیت میں حاصل ہوتا ہے۔ اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے وہ سب مقام ربوبیت کا مشاہدہ ہوتا ہے اور بجز توحید کے اس مقام میں اور کچھ نظر نہیں آتا اور کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ (۵۵ - ۲۹) (ہر روز خدا تعالیٰ کی ایک نئی شان ہوتی ہے) اس کا مکان ہوتا ہے۔

بیت

خدا از کرم و فضلش عبد خوانی ‏ ‏ نہ انصاف است تو در جسم مانی

(تو خدا کے فضل و کرم سے اس کا بندہ کہلاتا ہے پھر یہ نا اتفاقی ہے کہ تو گناہ و معصیت میں پڑا ہے)۔

خدا باتو ترا ایں چشم باید ‏ ‏ بہ چشمے معرفت حق رونماید

(خدا تیرے ہمراہ ہے مگر تجھے چشم بینا چاہیے معرفت کی آنکھ سے خدا کا دیدار ہو سکتا ہے)

چہ داند مردہ دل طالب بمردار ‏ ‏ ز خود خبرش ندارد اہل دیدار

(اس بات کو مردہ دل مردار کا طالب کیا جانے۔ اہل دیدار اس طرح محو رہتے ہیں کہ انہیں اپنی بھی خبر نہیں رہتی)

باہو را بس بود آں عشق جانی ساکن لاہوت نظرے لا مکانی

(باہو کو جو اپنے حقیقی دوست سے عشق ہے یہی کافی ہے۔ جس سے وہ مقام لاہوت میں رہتا اور لامکان کی سیر کرتا ہے)۔

اور اہل عبودیت ناسوتی خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھتے ہیں۔ درست ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور اہل شرع نے درست رکھا ہے۔

اسی طرح اہل ربوبیت خدا تعالیٰ کو مشاہدہ میں، مراقبہ میں، خودی میں اور بے خودی میں دیکھتے ہیں۔ جائز اور اس آیت کریمہ کے موافق ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (۱۷-۷۲) (جو دنیا میں حق سے اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا) اور یہ آیت بھی اس کی شاہد ہے: وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (۱۸-۲۴) (اے پیغمبر جب خدا کو بھول جاؤ تو یاد آتے ہی اس کا ذکر کرو)۔

اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے۔ مقام فنا فی اللہ میں بے خود ہو جاتا ہے اور چشم زدن میں اس مقام سے لوٹ آتا ہے اور جو کچھ اس نے مشاہدہ کیا ہو یاد نہیں رہتا۔ معلوم ہوا کہ الوہیت عین ذات ہے۔ اس مرتبہ میں عاشق دیوانہ ہو جاتا ہے اور اپنی جان سے بیگانہ رہتا ہے۔ جس طرح آگ میں پروانہ اور یہ مراقبہ بھی درمیانہ ہے اور وحدت میں غیر حق سے یگانہ ہے۔ جس طرح شانہ میں بال الجھ جاتے ہیں۔ اس مقام میں بھی فقیر خام اور ناتمام رہتا ہے۔ مراقبہ غواصوں کی طرح چاہیے کہ وہ لوگ جب دریا میں غوطہ لگاتے ہیں۔ موتی نکال لاتے ہیں اور جو شخص کہ مراقبہ میں ہو جاتا ہے اس کی خواب بیداری اور اس کی مستی ہوشیاری ہوتی ہے اور غرق اس کے اختیار میں ہوتا ہے کہ جب چاہے انبیاء اولیاء خاص الخاص کی مجلس میں یا سر توحید میں استغراق حاصل کرے اور ہر ایک مراقبہ میں بارہ برس یا چالیس برس تک رہے اور جب مراقبہ سے باہر آئے تو

Marfat.com

اپنی حالت کے لحاظ سے گویا چشم زدن کا بھی وقفہ نہیں گزرا اور چاہیے کہ آدابِ محمدی کو ملحوظ رکھے اور ہر نماز روزہ اور دیگر فرائض کو قضا نہ ہونے دے اور جب مراقبہ کامل ہو جاتا ہے تو اس وقت صاحب مراقبہ جہاں چاہے وہاں چشم زدن میں پہنچ سکتا ہے

کعبہ مقصود گر باشد ہزاراں سالہ راہ
نیم گامے ہم نباشد شوق چوں رہبر شود

(کعبہ مقصود ہزار برس کے فاصلہ پر کیوں نہ ہو۔ اگر شوق تیرا رہبر ہو جائے تو وہ نصف قدم کے برابر نہیں ہے)۔

اور یاد رہے کہ مراقبہ میں مشاہدہ چار طرح سے ہوتا ہے:

اول یہ کہ جو شخص بظاہر عبادت و ذکر و فکر و مراقبہ میں روز و شب مشغول رہتا ہے مگر باطن میں حب دنیا رکھتا ہے۔ اس شخص کا مشاہدہ ناسوتی، فانی اور کاذب ہوتا ہے۔

دوم یہ کہ ظاہر و باطن و ذکر و فکر عشق و محبت الٰہی میں اپنی جان کھوتا ہے۔ اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے محض مشاہدہ باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔

سوم یہ کہ ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس پر غالب ہو اس کا مشاہدہ تمام اہل جنت سے ہوتا ہے۔

چہارم یہ کہ صاحب مراقبہ ظاہر و باطن میں تارک الصلوٰۃ و اہل شرب ہو۔ اس کا مشاہدہ محض خواب و خیال، نفسانیت اور سرکشی اور بدعت و استدراج ہوتا ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ (ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف جاتی ہے) اور جو شخص کہ صدق دل سے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ دونوں جہان اس کے غلام ہوتے ہیں۔ بلکہ طالب المولیٰ کا مصداق ہوتا ہے۔ نہ غم رکھتا ہے نہ غلام رکھتا ہے۔

مراقبہ کی تمثیل

مراقبہ آفتاب کی مثل ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ قاف سے قاف تک مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اسی طرح مراقبہ والے کی نظر وسیع ہو جاتی ہے اور در و دیوار شہر و بازار تمام چیزیں اس کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ بلکہ تماشائے شش جہات اس کے روبرو ہوتا ہے اور اہل تفکر ذات کو نہیں دیکھتے اور وہ دیدہ دیدہ نہیں ہے جو بجز دوست کے کسی اور کو دیکھے اور اہل مراقبہ جب اس کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں تو ذکر و مراقبہ والا یعنی اہل مراقبہ انبیاء و اولیاء سے ملاقات کرتے ہیں اور جس ذکر سے توحید ذات میں غرق ہو کر ملاقات حاصل نہ ہو۔ وہ ذکر نہیں ہے بلکہ حصول سیم و زر کے لیے ایک رسم ہے اور مراقبہ میں شیخ کی صورت حاضر ہوتی ہے اور وہ صورت شیخ کا ہاتھ پکڑ کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتی ہے۔ اب مقصود حاصل ہوتا ہے۔ جس کی یہ حالت نہ ہو اسے مقام فنا فی الشیخ حاصل نہیں ہوا اور جب مراقبہ میں اسم اللہ نظر آئے تو وہ اسے مقام عین میں لے جائے گا اور مطلب حاصل ہو گا اور چاہیے کہ مراقبہ میں ایسا غرق رہے کہ ذکر و فکر یاد رہے نہ دم قدم نہ راحت نہ غم نہ فقر و فاقہ نہ نفس و ذائقہ یاد رہے نہ حضور مذکور اور بُعد و دُور نہ قدر و قضا اور نہ حرص و ہوا، مگر کیا یاد رہتا ہے اور کس مقام پر پہنچتا ہے تو ذوق شوق محبت اور جب عاشق اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا ہر ایک کام اور ذکر و فکر اس طور پر حرام ہو جاتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے خاص الخاص سے دیکھتا ہے اور جو کچھ کہ خواب میں یا مراقبہ میں اہل کفر و زُنار کو دیکھے۔ جان لے کہ اس کی طرف نفس نے رخ کیا ہے یا ابتدائی کلمہ لَا اِلٰـــہ نے رونمائی کی ہے یا یہ کہ شیطان ہر روز اسے اپنی مجلس کی سیر کراتا ہے۔ جس سے طالب کا دل سرد ہو کر راہ خدا تعالیٰ سے باز رہتا ہے۔ چاہیے کہ اس نجات پانے کے لیے درود شریف کا ورد کرے اور لاحول پڑھا کرے خواب کے وقت اور مراقبہ کے وقت تاکہ خطرات نفسانی اور وساوس شیطانی اس کے دل سے محو ہو جائیں اور روشن ضمیری اس کی طرف رخ کرے۔

Marfat.com

مراتب مراقبہ

مراتب مراقبہ سات قسم پر ہیں۔

اول: مراقبہ جہل، جو جہل کے مثل ہوتا ہے۔

دوم: مراقبہ اہل بدعت اور یہ استدراج وجال کے مانند ہوتا ہے۔

سوم: مراقبہ ذکر، اس مراقبہ والا ذکر کر کے مراتب دیکھتا ہے اور صاحب حال ہوتا ہے۔

چہارم: مراقبہ اہل فکر اور یہ مراقبہ اہل تفکر اور صاحب احوال کا ہے۔ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ (ایک گھڑی کا تفکر تمام جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے)۔

پنجم: مراقبہ کمال بکمال عارفیت۔ اس مراقبہ والا عرفانِ الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے۔

ششم: مراقبہ کمال کہ عارف کو حاصل ہوتا ہے اور اہل روح کو دیکھتا ہے۔

ہفتم: مراقبہ لازوال اور اس مراقبہ والا اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (جب فقر تمام ہوتا ہے تو خدا اسے حاصل ہوتا ہے) کا مصداق ہوتا ہے اور یہ مقام فنا فی اللہ ہے کہ یہاں عین ذات وتوحید میں غرق وحدانیت حاصل ہوتی ہے اور مراقبہ وہی بہتر ہے کہ سیّد المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہو اور آپ کا فخر فقر ہے۔ جیسا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (فقر میرا فخر ہے اور فقر میری سنت ہے) فرمایا ہے اور اس فقر والے کی زبان قدرت خدا تعالیٰ ہوتی ہے۔ جیسا کہ لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمَانِ (فقراء کاملین کی زبان گویا خدا تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے) وارد ہوا ہے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(فقیر کا کہا ہوا خدا تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اگرچہ بندے کی زبان سے نکلا ہو)۔

جو کچھ سیاہی جف القلم سے باقی رہ گیا ہے وہ سیاہی فقراء کی زبان پر پڑی ہوئی ہے۔ الفقر سواد الوجه فی الدارین وارد ہوا ہے اور فقراء کی زبان کی سیاہی ان کی پیشانی پر تاباں ہوتی ہے اور وہ لوگ دونوں جہان کو روسیاہ کر کے طالب المولیٰ

Marfat.com

مــذکــر کا مصداق بنتے ہیں اور فقرانہ خدا ہیں اور نہ خدا سے جدا ہیں۔ کــل انــا ء[1] یتــرشــح بـمـا فـیـہ اور شیطان کو ان چند باتوں پر قدرت نہیں ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی یا جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا آفتاب و ماہتاب کی یا مدینہ منورہ کی یا روضۂ مبارک کی یا خانہ کعبہ کی صورت بن سکے یا قرآن مجید کی صورت بن سکے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں ہادی ہیں اور شیطان اہل ہدایت اور ہدایت کی صورت نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ اپنی راہ میں بطلان اور ناحق پر ہے اور حق بات کسی طرح اس سے ظاہر نہیں ہوسکتی۔ از باہو علیہ الرحمۃ

گرچہ سرپاندارم بے سرم　　قالبم اینجا ست جاں باحق برم

(اگرچہ میں سر پیر نہیں رکھتا یعنی اگرچہ راہ خدا میں اتنی قدرت نہیں جتنی کہ سر پیر والے کو ظاہر میں حاصل ہوتی ہے۔ تاہم میرا قالب یہاں ہے اور جان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے)۔

اور جو شخص کہ مراقبہ میں اذان دے یا امامت کرے یا قرآن مجید تلاوت کرے یا ذکر و اذکار پڑھے یا مجلس سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام میں داخل ہو تو جان لے کہ ہدایت الٰہی کی وجہ سے اس کا نفس اور قلب اور روح ایک ہوگیا ہے۔

ہر کہ دعویٰ کند بدرویشی　　حظ بیزاری از جہاں ندہد
درحقیقت واں کہ مرتد است　　رفتہ بدنام کس نشاں ندہد

(جو شخص درویشی کا دعویٰ کرے مگر دنیا کی لذتوں سے بیزار نہیں ہے درحقیقت وہ مرتد ہے اور بدعت استدراج میں پڑ کر وہ ہر ایک سے ناواقف ہے)۔

مرشد کو چاہیے کہ طالب اللہ کے لیے مراقبہ میں ریاضت کا دروازہ کھول دے اور ریاضت صرف زہد و تقویٰ سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ریاضت تصور و فکر سے حاصل ہوتی ہے اور ریاضت میں مراقبہ تصور کے چالیس چلے یا بیس چلے یا پانچ چلے یا دو چلے یا

[1] جو کچھ برتن میں ہے وہی ٹپکے گا مصنف کا مقصود یہ ہے کہ فقیر خدا نہیں مگر خدا کے طالب ہیں اور اسی لیے اس کے اخلاق ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

ایک چلہ کرادے۔ یا یہ کہ بیس روز یا دس روز یا پانچ اور یا دو روز یا ایک ہی روز چلہ کشی کرائے اور بہتر یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک طالب کو اپنے نزدیک بٹھا کر ایک توجہ سے اسے کل مقامات طے کرائے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائے اور طالب کو اس کے ساتھ ہمیشہ صدق ارادت رکھنی چاہیے اور اگر صدق ارادت طالب سے مفقود ہو جائے تو نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو کر سلوک اس سے سلب ہو جائے گا۔ مگر جبکہ مرشد کامل نہ ہو تو طالب کو یقین کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔

اور مرشد میں چار حرف ہیں (م) مراد مرادانِ خدا از خود جدا اور ملازم مجلس محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محبت جمیع انبیاء و اصفیاء اور (ر) سے مراد ہے رُوگردانی از ماسوائے اللہ اور (ش) سے مراد شوق قلب باعشق ومحبت اور (د) سے مراد دائمی غرق حضور فنافی اللہ۔

اور طالب میں بھی چار حرف ہیں۔ (ط) سے جمیع عِلائق ما سویٰ اللہ کو طلاق دینا اور (ا) سے مراد اُلوہیت و ربوبیت میں پہنچنا۔ اللہ بس ماسوائے ہوس اور (ل) سے مراد لائق روزگار ہونا اور (ب) سے مراد ہے بدکاری اور بدی سے بچنا اور صبح سے شام تک باادب رہنا اور ہر وقت بے ریا ہو کر خدا تعالیٰ کی طلب میں رہنا اور ماسوٰی اللہ سب سے ہاتھ دھونا۔

جو شخص یہ اوصاف نہیں رکھتا وہ نہ مرشد ہے اور نہ طالب۔ بلکہ اس پر نفس وہوس غالب ہے۔

مرشد کامل وہ ہے کہ طالب اللہ کو اس طرح پہچانے جس طرح کسوٹی سے سونا پہچانا جاتا ہے اور جس طرح صراف زر کو اور ایک چابک سوار گھوڑے کو پہچانتا ہے۔

مرشد کامل کی مثال کعبہ کی ہے۔ جس طرح حرم میں داخل ہونے والا نیک نیک رہتا ہے اور بد بد رہتا ہے۔ اسی طرح مرشد کامل کی نظر سے صالح صالح، طالح طالح ہوتا ہے اور اگر ہزار اشرفیوں یا ہزاروں روپوں میں سے ایک اشرفی یا ایک روپیہ کھرا ہو اور

Marfat.com

باقی سب کھوٹے نکلیں تو اس میں صراف کا کوئی قصور نہیں۔ وہ کھرے روپیہ یا اشرفی کو لے کر کھوٹے کو واپس کر دے گا۔ یہی حال مرشد طالب کا ہے اور جس طرح صراف سونے اور چاندی کو آگ پر پرکھ سکتا ہے۔ اسی طرح مرشد بھی صاحب تحقیقات ہوتا ہے اور جس طرح سے کہ عالم اپنی کتاب میں غلطی نہیں رہنے دیتا۔ اسی طرح مرشد کامل طالب کے دل میں ماسوائے اللہ نہیں رہنے دیتا اور جب طالب کا دل صاف ہو جاتا ہے اور ذکر اللہ میں مشغول رہتا ہے تو وہ صاحب شیخ ہو جاتا ہے۔

ہر کہ باشد طالبش با مدعا   نیست ازاں بہتر کہ مرشد پیشوا

(جو طالب اپنے مقصود کو پہنچنا چاہتا ہے اس کے لیے اس کے مرشد اور پیشوا سے بہتر ہے)۔

اور باوجود اس کے لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی تابعداری کرنے کا کوئی حق نہیں ہے) پر نظر رکھ کر شریعت سے خبردار ہے اور بدعت و استدراج میں نہ پڑ جائے اور صاحب صدق رہے۔ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ (خدا ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں) اور دل میں حب دنیا رکھ کر کاذب نہ بنے۔ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (نصاریٰ نے کہا کہ خدا تین ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ ہے) اہل دنیا کا ایک خدا دنیا ہے جسے وہ خدا تعالیٰ سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ دوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو کہ وہ اپنے فرزند کو راہِ خدا میں قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ سوم خدا تعالیٰ کہ اسے خدا جانتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ آخر کو کام اسی سے پڑے گا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ بندے کے ساتھ ہے۔ مگر بندہ اس سے گمراہ ہے۔

بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ

پردہ پردار وعدۂ فردا چہ کار
رب ارنی لن ترانی رابہ بیں اے یار غار

(اے طالب اپنے حجابات نفسانی کو دور کر اور صرف قیامت کے وعدہ پر پڑا نہ رہ اور رب ارنی لن ترانی پر نظر کر کے اس کا عامل ہو)

Marfat.com

بیت از حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ

آنچہ دیدم باکس نگویم سر راز　　لائق کس نیست سر جاں بباز
(میں نے جو کچھ دیکھا ہے کسی سے نہ کہوں گا کیونکہ دوست کا راز کسی پر ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے)۔

مراقبہ مقام حضوری ہے اور اہل مراقبہ خاصانِ خدا ہیں۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: اغمض عینیك یا علی فی قلبك تسمع لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ (اے علی تو اپنی آنکھیں بند کر کے ذکر قلبی کیا کر تمہیں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آواز سنائی دے گی) پھر جو شخص کمال مراقبہ کو پہنچتا ہے اسے ستر پوشی کی بھی احتیاج نہیں رہتی۔ جس طرح کہ جب غواص غوطہ لگاتا ہے دریا میں تو اسے سب پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔

فقیری کسی کا ورثہ نہیں ہے اور نہ اس کی حقیقت گفتگو سے دریافت ہو سکتی ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی ہے۔ جس طرح دریا کی موج۔ فقراء ایسی موج کے منتظر رہتے ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرمائے۔

بیت

مراز پیر طریقت نصیحتے یاد است　　کہ غیر یادِ خدا ہر چہ ہست برباد است
(مجھے پیر طریقت سے ایک نصیحت یاد ہے کہ خدا تعالیٰ کی یاد کے سوا جو کچھ ہے سب برباد فانی ہے)۔

دنیا کی دو قسمیں ہیں۔ حلال و حرام۔ حلال کو حساب اور حرام کو عذاب لازم ہے۔ اہل حلال سے پل صراط پر ٹھہرا کر ہر ایک سے پوچھیں گے تو نے کہاں کہاں کیا کیا صرف کیا ہے۔ پھر جو شخص کہ دنیا کے دام تزویر میں آ کر درم و دینار کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ یہ میرا بندہ ہے کیونکہ دنیا میرے ہاتھ میں ہے۔ اہل دنیا کے تین نشان ہیں۔ اول حرص، حرص جو بمنزلہ دوزخ کی آگ کے ہے۔ دوم مال و زر کا

Marfat.com

جمع کرنا۔ گویا کہ دوزخ کا ایندھن ہے اور مال و زر کو جمع کرنے والا اس سے محروم رہتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کا یا زمین کا حصہ ہوتا ہے۔ سوم یہ کہ مال و زر کی وجہ سے رنج و حسرت اٹھانا جو مرنے کے بعد قبر میں سانپ بچھو ہو کر اسے ڈسے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ۔

معلوم ہوا کہ اہل دنیا اہل شیطان ہیں۔ اہل شیطان کو رحمٰن سے کیا نسبت۔ کیونکہ دنیا محض دوزخ اور ذکر ہمہ تن صدق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اَلدُّنْیَا زُوْرٌ وَّلَا یَحْصِلُهَا اِلَّا بِزُوْرٍ ۔ دنیا مکر و فریب ہے۔ بغیر مکر کے وہ حاصل نہیں ہوتی۔ اس لیے اہل حضور اس سے دور رہتے ہیں۔

پھر جو شخص کہ صدق دل سے ایمان لا کر اقرار کرتا ہے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی بجز خدا تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں تو اسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے سوال اور التجا نہ کرے بلکہ ہر ایک بات میں اسی کی طرف کامل توجہ کرے۔ اہل دنیا پر عقبیٰ اور اہل عقبیٰ پر دنیا حرام ہے اور اہل دیدار پر دونوں حرام ہیں۔ جو شخص کہ جس قدر دنیا کو دوست رکھتا ہے۔ اتنا ہی قرب خدا سے وہ جدا رہتا ہے۔ بندے اور مولیٰ کے درمیان میں یہی دنیا حجاب ہے۔ اَلدُّنْیَا اَصْلُ کُلِّ فِتْنَةٍ وَّحِجَابٌ بَیْنَ اللّٰهِ وَبَیْنَ الْعَبْدِ [1] (جو شخص دنیا کو دوست رکھتا ہے دنیا اسے اپنے اوپر مبتلا کر کے اس طرح بلا میں گرفتار کر لیتی ہے کہ اس سے نجات پانا محال ہوتا ہے۔ اہل اللہ دنیا کو اسی لیے قبول نہیں کرتے۔

بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ

زر کہ زردی سے زنداز بہر چیست   زانکہ پیش اہل ہمت زرد روست

(تمہیں معلوم ہے کہ زردار کیوں زرد رُو رہتا ہے۔ یہ صرف اس لیے کہ اہل ہمت کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں ہے)۔

طالب مولیٰ وہ ہے کہ دنیا و آخرت سے ہاتھ دھوئے اور جو کچھ کہ اس کے نزدیک

---

[1] دنیا ہر ایک بلا کی اصل ہے اور یہی خدا تعالیٰ اور بندے کے درمیان میں حجاب ہے اس کی کوئی قدر نہیں ہے)۔

ہو مال و زر خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دے بلکہ اپنی جان اور اپنی اولاد سے بھی خدا

Marfat.com

تعالیٰ کی راہ میں کچھ دریغ نہ کرے۔

ذکر قلب اس کو کہتے ہیں کہ اپنے دل میں ماسوا اللہ کے مطلق یاد نہ رکھے بلا بجز اس کے سب کو بھول جائے۔

انسان کے وجود میں مقامات ذکر چار ہیں

(۱) زبان (۲) قلب (۳) روح (۴) سر ان چاروں ذکروں کی مراقبہ میں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اور صاحب مراقبہ کے تابع ہو جاتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک نفس مر جاتا ہے۔ انسان کا وجود اربعہ عناصر سے ہے اور عناصر میں سے ہر ایک کی صورت جدا ہے۔ مثلاً آگ کی صورت علیحدہ اور خاک کی بھی علیحدہ ہے اور پانی اور ہوا کی صورت بھی علیحدہ ہے۔ مگر ان چاروں میں سے ہر ایک کی ستر ستر ہزار صورتیں ظاہر و باطن میں فقیر پر ظاہر ہوتی ہیں اور دو لاکھ اسی ہزار صورتیں اس کی جلیس ہوتی ہیں۔ اس کے بعد وہ مراتب فقر پر پہنچتا ہے جب فقیر مراتب کو طے کر لیتا ہے تو وہ تنہا رہ کر اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ وَالْاٰفَاتِ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ (سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں مجمع میں ہیں) کا مستحق ہوتا ہے اور اب وہ کسی وقت کی نماز قضا نہیں کرتا اور خود امام اور باطنی صورت کو مقتدی بنا کر جماعت سے نماز ادا کرتا ہے

خود امامش مقتدی باخود نماز ایں چنیں فقرش بود با حق نیاز

(انتہائے فقر کا حال بیان کیا ہے کہ اس وقت نماز میں خود امام خود مقتدی ہو کر فقیر اپنی نماز پڑھتا ہے۔ ایسے فقر میں خدا تعالیٰ سے راز و نیاز حاصل ہوتا ہے)

اگر چہ فقیر ان مراتب کو طے کر لے مگر چاہیے کہ ذرہ برابر شریعت سے خلاف نہ ہو کیونکہ ظاہر عام اور باطن خاص کا حکم رکھتا ہے۔ اَلنَّاسُ تَحْتَ اللِّبَاسْ (لوگوں کا لباس ان کے ظاہر و باطن کی دلیل ہے) انسان خاکی اور فرشتے آبی اور شہداء بادی اور جنات آتشی ہیں۔ چاہیے کہ اپنے اصل کے مطابق ایک رنگ ہو کر دوئی چھوڑ دے کیونکہ دورنگی منافق کا کام ہے۔ اہل دنیا کو اہل فقر سے کیا کام۔ فقر غریبی اور یتیمی ہے۔ فقراء اپنے

Marfat.com

کنبے کو اپنے مال و دولت کو چھوڑ کر فقر میں قدم رکھتے ہیں اور توحید کے میدان میں مرکب نفس کو دوڑاتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے۔ آخر کو اپنے مقصود کو پہنچتے ہیں اور اپنی جان خدا کو سونپتے ہیں۔ مگر زندہ رہتے ہیں۔ یہ لوگ حاجی بے حجاب ہیں۔ بعضے بزرگ اپنے نفس پر ایک سال کا احرام باندھتے ہیں اور بعضے چالیس سال کا اور بعضے تمام عمر شب و روز مراقبہ میں رہتے ہیں

روئے مارا سوئے کعبہ کعبہ رابا سوئے من
کعبہ قبلہ گشت در دل آنچہ دارم جان وتن

(میرا منہ قبلہ کی طرف ہے اور قبلہ کا میری طرف۔ کعبہ نے میرے دل میں آ کر جان وتن کو آ کر قبلہ بنایا)۔

احرام کم آزاری اور بیداری کا نام ہے۔ احرام گویا کفن پہننا اور مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مصداق بنتا ہے

بیا در عشق جاں خوش خودیدہ خویش   کہ ہر دم مے برآید جان درویش

(عشق میں داخل ہو کر خوشی خوشی اپنی جان دیتا ہے کیونکہ درویش کی جان ہر دم نکلتی رہتی ہے)۔

فقیر درویش را ہفتاد جان است   بہر جانے ہزاران جاودان است
ز مذہب عاشقی درویش دانی   چرا در پیش درویشے بخوانی

(فقیر درویش کے لیے ہزاروں جانیں ہیں اور ہر جان کے لیے ہزاروں زندگیاں جبکہ تو مذہب عاشقی سے بے خبر ہے تو لوگوں کے روبرو کیوں درویش بنتا ہے)۔

بیت

چشم با چشم است تخش باسخن
گر مراتب ایں بخواہی نفس را گردن بزن

(فقر یہ ہے کہ دوست کے روبرو ہو کر اس سے ہمکلام ہو۔ جو شخص مراتب چاہتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے نفس کو مار دے)۔

Marfat.com

فقر کو منتہی ہونا چاہیے
لاف زن فقرش عظیم است　　　الله بما معین ماراچہ بیم است
(فقر کے زبانی دعوے نہ کیا کرو۔ فقر بہت بلند مقام ہے ہاں اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہو تو پھر ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے)

بیت

علم و دانش باطن طلب کن　　　سجدہ بادیدار سنگ دیوار نیست
جملہ علمش درآید یک سخن　　　دیدارش کجا باشد کہ دل بیدار نیست
(باطن کا علم اور سمجھ طلب کر۔ سجدہ پتھر کی دیوار کو دیکھ کر کرنا اصلی سجدہ نہیں ہے۔ سارا علم باطن اس ایک بات میں آ جاتا ہے کہ جب دل بیدار نہیں تو دیدار کہاں)۔
فقیر وہ ہے جس کے دل میں دونوں جہان پوشیدہ ہیں۔

بیت

ترا زد کردم جاودانی　　　فنا فی اللہ شدم با یار جانی
(فنا فی اللہ ہو کر میں یار جانی کے ساتھ واصل ہو گیا)
ازل ابد دو چشمہ درچشم بر بینی بیں　　　عین رابا عین بنیم سجدہ کردم با جبیں
(ازل و ابد دو چشمے آنکھ میں ہیں۔ ناک سے اوپر کے مقام پر نظر کرو۔ عین ذات کو میں آنکھ سے دیکھ کر پیشانی سے سجدہ کرتا ہوں

ہر کہ با معرفت یکتا معروف بروے خرام
معرفت را فخر کردن عارفے آں نا تمام
(جو شخص کہ معرفت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ معرفت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور معرفت پر فخر کرنا ناکامی کی دلیل ہے)۔
مقام معرفت بھی ایک مکان ہے جو طالب اور مولیٰ کے درمیان حائل ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس سے گزر کر آگے لامکاں میں پہنچنا چاہیے اور اسی کی محبت میں غرق رہ کر مست و بے پروا رہنا چاہیے۔ تیرے وجود میں دو خدا ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں ان کے ہوتے ہوئے تو خدائے وحدہ لاشریک تک کس طرح پہنچ سکتا ہے۔

قطعہ

عاشقاں را راز محرم نے کسے جز آں خدا
دو خدا در خویش کشتن باہم شدن آں یک خدا
یک خدائے دو خدائے سہ خدا شد آں رجیم
دو خدارا قطع کردم یافتم آب آں رب رحیم

(عاشقوں کے راز کا محرم سوائے اس اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے۔ دو خداؤں یعنی نفس اور دنیا کو اپنے اندر سے مار نکالنا خدا سے واصل ہونا ہے۔ ایک خدا یعنی نفس دوسرا خدا یعنی دنیا اور تیسرا خدا وہ شیطان رجیم بنا بیٹھا ہے۔ میں نے دو خداؤں سے قطع تعلق کیا تو اس رب رحیم کو پالیا۔ خلوت میں شیطانی خلل پیدا ہوتا ہے

یار بغل کنار است تو بخلوت نشیں
زخلوت توبہ ہزار ست بار پیش بہیں

(یار تو تیرے گلے ملا ہوا ہے تو خلوت نشینی میں پڑا ہے اس خلوت سے ہزار بار توبہ کر اور یار کو سامنے دیکھ قرب وصال حضوری کا حجاب ہے

قرب غفلت حضورئے حق زدوری
بورش نور گشتہ عین نوری

(قرب غفلت ہے اور حضوری حق دراصل دوری ہے۔ جب تو اس کے نور میں مل کر نور ہو جائے گا تو عین نور ہو گا) خلوت ایک بڑا مکر ہے

خلوت چیست دانی راہزن
صد ہزاراں قدرتش بستہ دہن

(تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ خلوت راہزن ہے اس کو لاکھوں قدرتیں حاصل ہیں لیکن وہ تو منہ بند کیے ہوئے ہے

Marfat.com

ولا خوش باش با خوش نوش بادہ
کہ ساغر ساقیش از شوق دادہ

(اے دل خوش رہ اور خوشی سے محبت کی بادہ نوشی کر کہ ساقی نے اپنی خوشی سے تجھے محبت کا جام دیا ہے)۔

جس طرح علم، علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح غرق توحید مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے اور علم عقل سے حاصل ہوتا ہے اور عقل سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک کھانے پینے کی خواہش، دوسرے مسائل علم و کتاب اور مراقبہ سے موت حاصل ہوتی ہے اور موت سے مراتب فقراء و اولیاء اور حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے۔ مراقبہ کی دو حالتیں ہیں۔ اگر فقیر کو مراقبہ میں وصال اور غرق فنا فی اللہ حاصل ہے تو نہایت خوشنودی کا مقام ہے۔ کیونکہ وہ مقام لِی مَعَ اللّٰہ پر پہنچا ہوا ہے۔ جہاں غیر کی گنجائش نہیں ہوتی اور اگر جدائی اور فراق حاصل ہے تو پریشانی ہوتی ہے۔ یہ مقام قبض و بسط کا ہے۔ جس میں ہمیشہ وصال ہوتا ہے اور نہ ہمیشہ فراق رہتا ہے وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (اللہ تنگی کرتا ہے اور وہی کشائش کرتا ہے اور اسی کی طرف تمہیں جانا ہے)۔ (۲-۲۴۵)

لوگوں سے کفر و شرک و گناہ و معصیت جو کچھ ہوتا ہے اسی دنیا کے سبب سے جس کسی نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے انہیں نے کیا ہے۔ اہل دنیا نے کہ

ترا مقصود معبود است دنیا — بہ نظر عاشقاں زُور است دنیا

(دنیا تیرا مقصود و معبود ہے مگر عاشقوں کی نظر میں مکر و فریب ہے) اَلدُّنْيَا سَاعَةٌ فَاجْعَلْ فِيْهَا طَاعَةً (دنیا ایک گھڑی ہے تو اس میں عبادت ہی کر لو)

چو دنیا مزرع است آخر زر است — تصرف راہ مولا کن بر ساعت

کے وارد فلو سے را نگاہے — ہزاراں پردہ افتد صد گناہے

(جبکہ دنیا کی مثال ایک زراعت کی ہے تو اسی کی زراعت کو خدا تعالیٰ کیلئے صرف کرنا چاہیے کہ لوگ روپے پیسے کی حفاظت کرتے ہیں حالانکہ اس سے ہزاروں گناہ معصیت ہونے لگتے ہیں)۔

Marfat.com

فقیر کامل دنیا و آخرت کو چھوڑ کر فقر فنا فی اللہ کو اختیار کرتا ہے۔ طالب کو چاہیے کہ اس کے قدم بقدم چلے۔ دنیا و عقبیٰ کو چھوڑ کر راہِ مولیٰ اختیار کرے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

صاحب زماں لامکاں طریقہ قادری

اور طریقہ قادری دو طریق پر ہے۔ ایک قادری زاہدی۔ دوم قادری سروری۔ قادری سروری یہ ہے جیسا کہ اس فقیر کو حاصل ہے کہ یہ فقیر مجلس محمدی سے مشرف ہوا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی اور خندہ رو ہو کر فرمایا۔ کہ خلق خدا کے ساتھ ہمت کر اور تلقین کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیر کا ہاتھ حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین قدس سرہ العزیز کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سرفرازی کی اور تلقین کی۔ اس نے ان کی ظاہری و باطنی توجہ سے فقیر ہر ایک طالب کو برزخ اسم اللہ کے تصور کرنے کے بعد بغیر ذکر و فکر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے گیا اور پھر جس طرف انہوں نے نظر اٹھائی۔ انہیں اسم اللہ نظر آیا اور کوئی حجاب و پردہ ان پر نہ رہا۔

اور قادری زاہدی کا مرتبہ اور حوصلہ اس سے کم ہے۔ بہت لوگ بعضے طالبوں کو تصور اسم اللہ کی طرف لے گئے ہیں۔ مگر ان کی سوزش اور تپش کو ضبط نہ کر سکے اور اپنی جان دے دی۔ بعض اسم اللہ کی برداشت نہ کر سکے۔ بعضے مرتد ہو گئے

آدم چوں صراحی بود روح چو مئے — قالب چوں نئے بود صدائے وردے
دانی چہ بود آدم بے خاکی وخامے — فانوس خالی و چراغے وردے

(انسان کامل کی مثال بوتل کی ہے اور روح کی مثال شراب کی اور قالب کی مثال نے کی ہے جس سے آواز نکلتی ہے اور خام آدمی کی مثال اس فانوس کی ہے جس میں صرف چراغ خالی رکھا ہو اور روشنی نہ ہو)۔

اور بعضے ہمیشہ حضور مجلس محمدی سے سرفراز رہتے ہیں اور فقیر کو بھی روز بروز ساعت بساعت حضور مجلس میں ترقی ہوتی ہے اور انشاء اللہ تا ابد الاباد باقی رہے گی۔

کیونکہ حکم قادری سروری کا سرمدی ہے۔ فقیر کو علم ظاہری مطلق نہ تھا۔ مگر ارادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری باطنی فتوحات بہت کچھ ہوئیں ہیں۔ جس کے لیے دفتر چاہئیں مگر بزرگوں نے [1] مَا قَلَّ وَدَلَّ فرمایا ہے۔ طالب کے مجلس محمدی سے حجاب پارہ پارہ ہو جاتے ہیں اور مقام فنا فی اللہ اس پر منکشف ہوتا ہے اور [2] مراتب اویس رضی اللہ عنہ اس پر ظاہر ہوتے ہیں کہ ظاہر و باطن اشغال فقر فنا فی اللہ رکھتا ہے اور اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتا ہے۔

اور طریقہ زاہدی قادری یہ ہے کہ طالب اللہ رنج و محنت زہد و تقویٰ بہت اٹھائے اور دس بارہ چالیس پچاس سال کے بعد حضور مجلس سے مشرف ہو کر حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کے نزدیک پہنچے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف و سرفراز فرما دیں۔ یہ طریقہ زاہدی قادری مبتدی ہے اور طریقہ قادری منتہی اور ہے اور اس کا مرتبہ محبوبیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ۔ جو شخص کہ ایسے لوگوں سے عداوت رکھتا ہے مراتب فقر کو سلب کرتا ہے اور ابلیس کے مراتب کو پہنچتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ۔

یہ لوگ نائب و وارثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خصوصاً جیسے کہ محبوب سبحانی حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ جو لوگ ایسے بزرگوں سے بد اعتقاد رہتے ہیں وہ شیطانی گروہ سے ہیں اور دونوں جہان میں سرگرداں و پریشان رہتے ہیں۔

---

1. پسندیدہ کلام وہی ہے جو مختصر اور جس کا مطلب واضح ہو۔

2. حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے جنہیں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ کا خلوص تھا۔ چنانچہ جب انہیں رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک شہید ہونے کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے تمام دانت شہید کر دیئے اس لیے کہ جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نا معلوم کون سا دانت شہید ہوا ہوگا۔

مراقبہ ایک بڑا بھاری اور ناپیدا کنار دریا ہے اور وہ گہرا دریا توحید و معرفت ہے۔ جو شخص کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ وہ تارک دنیا ہو جاتا ہے اور اَلْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ سے یہی مراد ہے کہ اس دریا میں غوطہ لگا کر ما سوائے اللہ سے

پاک ہو جائے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس اور کامل طور سے حق رونما ہو اور وجود میں باطل مطلق نہ رہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

فقرِ محمدی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اسی طرح برزخ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی طالبانِ صادق و عارفانِ واقف اور عاشقانِ فنا فی اللہ کے لیے دو جہان کا ہادی و رہنما ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ وہ سات قسم کے ذکر و فکر کرتا رہے:

اول: ذکر و فکر موت کر کے خواب غفلت ترک کرے۔

دوم: ذکر و فکر منکر نکیر کرتا رہے تا کہ خدا تعالیٰ سے یگانہ اور غیر اللہ سے بیگانہ ہو جائے۔

سوم: ذکر و فکر قبر تا کہ نفس کافر عذاب کے خوف سے مسلمان ہو جائے۔

چہارم: اپنے اعمالنامہ کا ذکر و فکر کرتا رہے تا کہ برے کاموں سے بچنے کا موقع ملے اور زبان ہر قسم کی بدگوئی سے محفوظ رہا کرے۔

پنجم: قیامت کے دن کی ہولناک مصیبتوں اور اس دن کی نفسا نفسی پر خیال رکھے کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہ آئے گا تا کہ اس فکر سے خدا تعالیٰ کی طرف کامل توجہ ہو۔

Marfat.com

ششم: پلصراط کا بھی ذکروفکر کرتا رہے تاکہ دنیا سے سلامتی ایمان کے ساتھ خاتمہ ہو اور پلصراط کا راستہ بھی آسان ہو جائے اور تاکہ دنیائے دوں میں دل نہ پھنسا رہے۔

ہفتم: امید بہشت اور بیم دوزخ کو چھوڑ کر ہمہ تن فنا فی اللہ میں ایسا غرق ہو جائے کہ ان ساتوں ذکر سے بقاباللہ حاصل ہو۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس جل جلالہ۔

جو فقیر کہ ان ساتوں ذکروفکر سے بے خبر رہے۔ اس پر فقیری حرام ہے۔ جب دن نکلتا ہے فقیر جانتا ہے کہ گویا قیامت ہو گئی اور اٹھارہ ہزار عالم خدا تعالیٰ کے سامنے حساب و کتاب میں مصروف ہیں اور خود وہ اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کرتا ہے اور جب رات آتی ہے تو اسی زمین کو قبر جان کر تنہا بے خوف ہو کر ظاہر و باطن سے خبردار رہتا ہے۔

Marfat.com

باب ہفتم

ذکرلسانی و ذکر قلبی و ذکر روحی اور ذکر سرّی و جہری کے بیان میں

یاد رہے کہ کلمہ طیبہ افضل ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مَثَلُ الَّذِی یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّهٗ مَثَلِ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (اس شخص کی مثال جو خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا زندے اور مردے جیسی ہے)۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آخِرِ کَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰهِ (جس کلام پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت کی یہ ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ مرغوب ہے۔ فرمایا: مرتے وقت خدا تعالیٰ کا ذکر زبان پر جاری رکھنا)۔

ایک اور حدیث میں ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاهَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعُهَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ (مِنْ اَنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْوَرَقِ وَخَیْرٌ لَّکُمْ) مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالُوْا ذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک کام سب سے عمدہ بتا دوں۔ جو خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہو اور جس سے خدا تعالیٰ کے نزدیک تمہارے

Marfat.com

مراتب بہت بلند ہو جائیں اور جو سونا چاندی خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہو اور جس پر عمل کرتے ہوئے اگر تم اپنے دشمنوں پر حملہ کرو تو تم بھی ان کی گردنیں کاٹو اور وہ خود بھی اپنی گردنیں کاٹنے لگیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور فرمایئے۔ وہ کون سا عمل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: وہ خدا تعالیٰ کا ذکر ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا صَدَقَۃٌ اَفْضَلَ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ذکر اللہ پر کوئی صدقہ بھی سبقت نہیں لے جا سکتا)۔

ذکر کو ققنس پرندے کی مثل ذکر کرنا چاہیے۔ اس پرندے کا یہ حال ہے کہ یہ لکڑیوں کا انبار جمع کرتا ہے اور اس کے درمیان بیٹھ کر ذکر اللہ شروع کرتا ہے اور ذکر ہو میں مشغول ہو کر ہو کے ساتھ سانس نکالتا ہے اور اسی طرح ذکر کرتا رہتا ہے اور ذکر اللہ کی گرمی اس سے ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ آخر کو ان لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے۔ وہ خود بھی جل جاتا ہے اور خاک ہی خاک رہ جاتی ہے۔ بعد ازاں جب اس پر بارانِ رحمت برستا ہے تو اس خاک سے ایک انڈا پیدا ہوتا ہے اور انڈے سے بچہ نکلتا ہے۔ جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو وہ بھی اسی طرح اپنی جان قربان کرتا ہے اور ابدالآباد تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسی طرح فقیر کامل کو مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا حاصل ہوتا رہتا ہے۔

فقیری کیا ہے خانہ ویرانی کا نام ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکان کو کبھی آباد نہیں کیا۔ جو کچھ آتا سب خدا کی راہ میں صرف کر دیتے۔ بعض وقت ان کے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لیے روغن تک نہ رہتا اور کبھی فرش کے لیے بوریا بھی نہ ہوتا۔ اسے فقیری کہتے ہیں۔ جو کچھ خدا دے خدا ہی کو دے دے اور جو کچھ کہ خدا دلائے وہ بھی خدا کو ہی دے دے۔

حدیث شریف میں آیا ہے: مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا وَّتَفَرَّقُوْا مِنْہُ وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ اِلَّا کَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِیْفَۃِ حِمَارٍ وَّکَانَ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ (جو لوگ کہ کسی مجلس میں بیٹھیں وہ خدا تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر وہاں سے اٹھ جائیں

Marfat.com

تو یہ سمجھو کہ وہ لوگ جہان کے مردار گدھے بیٹھے ہیں گویا وہاں سے اٹھے اور قیامت کے دن ان کو اپنے اس کام سے بڑی ندامت اور حسرت ہوگی)۔

دوسری حدیث میں ہے: لَيْسَ مُتَحَسَّرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهَا (اہل جنت کو کسی بات پر افسوس نہ ہوگا سوائے اس کے کہ دنیا میں انہوں نے جس جس وقت خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا' بہت افسوس کریں گے)۔

ایک اور حدیث میں ہے: اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَقُوْلُوا الْمُنٰفِقُوْنَ اَنَّهُ مَجْنُوْنٌ (تم خدا تعالیٰ کا اس کثرت سے ذکر کرو کہ لوگ کہنے لگیں کہ یہ تو مجنوں ہی ہو گیا)۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ لَايَزَالُ اَلْسِنَتِهِمْ رُطْبَةً مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ (جن لوگوں کی زبان پر خدا تعالیٰ کا ذکر ہمیشہ جاری رہتا ہے جنت میں وہ لوگ ہنستے ہوئے جائیں گے)۔

حدیث قدسی میں آیا ہے: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِی الْمَلَاءِ ذَكَرْتُهٗ فِی الْمَلَاءِ خَيْرٌ مِّنْهُمْ (میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس کی مجلس سے بہتر مجلس (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں)

ایک اور حدیث میں ہے: يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَهٗ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَّمَنْ اَتَانِیْ يَمْشِیْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً (خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی ایک نیکی کرے تو اس کا ثواب اسے دس حصے دوں گا اور میں اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہوں اور جو کوئی میری طرف ایک بالشت آئے میں اس کے نزدیک گز بھر آتا ہوں اور اگر وہ میرے نزدیک گز بھر آتا ہے تو میں اس کے نزدیک دو گز آتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر

آتا ہوں)۔

اور یاد رکھو کہ جو شخص تمام عمر روزہ رکھے، نماز پڑھے، حج کرے، زکوٰۃ دے اور شب و روز تلاوت قرآن کرتا رہے اور کلمہ طیبہ کو زبان پر جاری نہ کرے یا اس سے ذرا بھی انحراف کرے تو وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے اور اس کی عبادت مقبول نہیں ہے۔ جس طرح کہ اہل کفر اہل بدعت اور استدراج کی تمام عبادت رائیگاں ہے کیونکہ افضل الذکر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آیا ہے۔ عبادت ذکر کی محتاج ہے اور اہل ذکر و فکر غیر محتاج ہیں۔ جس شخص کے دل میں تصدیق ایمان نہیں اسے فکر بھی حاصل نہیں ہے۔ ایسے شخص کو مومن و مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ خدا ترسی اور دل کی صفائی اور تصدیق ایمان ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے: لِكُلِّ شَيْءٍ مِصْقَلَةٌ وَّمِصْقَلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى (ہر ایک چیز کے لیے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے)۔

ایک اور حدیث میں ہے: اَفْضَلُ الْعِبَادِ عِنْدَ اللّٰهِ الذَّاكِرُوْنَ (تمام لوگوں میں بہتر وہی ہے جو ذکر اللہ کیا کرتے ہیں)۔

ایک اور حدیث میں ہے: علامة حب الله ذكر الله وعلامة بغض الله عدم ذكره تعالٰى (خدائے تعالیٰ کی محبت کی نشانی اس کا ذکر کرنا ہے اور اس سے بغض کی علامت اس کا ذکر نہ کرنا ہے)۔

ایک اور حدیث میں ہے: ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَى الْاِيْمَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَحِصْنٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ (ایمان کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا نفاق سے بری کر دیتا ہے اور شیطان کے فریبوں سے نجات میں رکھتا ہے۔)

ایک اور حدیث میں ہے: اِنَّ فِيْ ذِكْرِ الْجَلِيِّ عَشَرَ فَوَائِدَ صَفَاءُ الْقُلُوْبِ وَتَنْبِيْهُ الْغَافِلِيْنَ وَصِحَّةُ الْاَبْدَانِ وَ مُحَارَبَتُهٗ بِاَعْدَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِظْهَارُ الدِّيْنِ وَنَفِيُ خَوَاطِرِ الشَّيْطَانِ وَالنَّفْسَانِيَّةِ وَالتَّوَجُّهِ ۔ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْاَعْرَاضُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ۔ وَفِيْهِ يَرْفَعُ حِجَابٌ بَيْنَهٗ

Marfat.com

وَبَیْنَ اللهِ تَعَالٰی (ذکر جہری میں دس فائدے ہیں: (۱) دل کی صفائی (۲) غفلت سے تنبیہ (۳) جسم کی صحت (۴) خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے محاربہ (۵) اظہار دین (۶-۷) علاج خواطر شیطانی ونفسانی (۸و۹) توجہ الی اللہ، غیر اللہ سے نفرت (۱۰) خدا کے اور بندے کے درمیان سے حجاب اُٹھ جانا)۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ ذکر کیا چیز ہے اور اس سے کیا حاصل ہوتا ہے اور اس کے کتنے مراتب اور کتنے مقامات ہیں۔

ذکر کیا ہے کہ وہ گویا بدن کی زکوٰۃ ہے۔ جس طرح زکوٰۃ سے مال حلال اور پاک ہو جاتا ہے اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح کپڑا صابن سے صاف ہو جاتا ہے۔ یہی حال ذکر اور نفس کا ہے اور جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اسی طرح ذکر اللہ گناہ و معصیت کو مٹا دیتا ہے اور جس طرح کہ بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اسی طرح ذکر اللہ مردہ ایمان کو زندہ کر دیتا ہے اور جس طرح کہ پھل درخت کے لیے زینت ہوتا ہے اسی طرح ذکر اللہ ایمان کی زینت ہے۔ وہ کفر و ضلالت کی تاریکی کو مٹا کر ایمان کی روشنی پیدا کرتا ہے۔ جس دل میں ذکر اللہ نہیں وہ گویا ببول کا درخت ہے یا طعام بے نمک ہے۔ جس طرح بغیر بسم اللہ کے جانور حلال نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کا دل بغیر ذکر اللہ کے آلائش سے پاک نہیں ہوتا۔

ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے۔ نماز بھی بغیر ذکر اللہ کے نہیں ہو سکتی بلکہ وہ بہمہ وجوہ ذکر اللہ ہے۔ نماز کے لیے سب سے اول طہارت کی جاتی ہے۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ اسی لیے وضو کرتے ہوئے بسم اللہ کہنا آیا ہے۔ اس کے بعد اذان ہے۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ پھر اول سے اخیر تک تمام نماز ذکر ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ سے نماز کامل اور خدا کی درگاہ میں مقبول ہوتی ہے۔ ورنہ ناقص اور مردہ رہتی ہے۔ جو کچھ ہے وہ ذکر اللہ ہے اور اسی سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اسی لیے حدیث شریف میں آیا ہے: افضل الذکر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ تلاوت کرو تو پہلے ذکر اللہ ہے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری تو سب سے پہلے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ جان نکلنے پر بھی چاہیے ذکر اللہ کرے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ یا اسم اللہ کہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کہے۔ یہ سب ذکر ہے۔

قبر میں فرشتے اللہ کا نام پوچھتے ہیں۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے اور اعمالنامہ پر بھی اسم اللہ ہے اور وہی اعمال نامہ داہنے ہاتھ پر آئے گا اور جب اس کو ترازو پر رکھیں گے تو اسم اللہ کی برکت سے وہ گراں رہے گا اور جو شخص پل صراط پر اسم اللہ کہے گا تو دوزخ اس سے خوف زدہ ہوگی اور وہ پل صراط پر سے سلامتی سے گزر جائے گا۔ اسی اسم اللہ سے بہشت کا دروازہ کھلے گا اور جو شخص دیدار کے وقت اسم اللہ کہے گا مست ہو جائے گا اور تجلی کامل ہوگی اور ہمیشہ باقی رہے گی۔

جس شخص کو ذکر اللہ سے خوشی نہ ہو بلکہ اسے غصہ آئے یا رنجیدہ ہو یقینی بات ہے کہ وہ کافر ہے یا منافق و فاسق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تینوں قسم کے لوگ موجود تھے۔ کافر' منافق' فاسق۔ جو کوئی ذکر اللہ سے مانع ہو انہیں لوگوں میں سے ہوگا۔

ذکر اسلام کی بناء ہے اور دین اسی ذکر سے قائم ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کفار کے ساتھ جنگ کرتے تو اسی اللہ کا نعرہ مار کر اللہ اکبر کہتے۔

اسی طرح باطن میں بھی نفس کے ساتھ جنگ ہو تو اس وقت بھی یہی اسم اللہ کام آتا ہے۔

ہر بموئے زبانش ذاکراں را بدن
قلب قلقل دہد گیہ استخواں رگ پوست تن
دل بدکش جوش گردد زیر آتش عشق سوز
گاہ گرمی گاہ سردی ذاکراں راشب و روز

Marfat.com

سلک بید سالکی را راہ ہادی پیشوا
باسیر سیرش می رساند با محمد اصفیاء

(ذاکروں کے جسم کا ہر بال ذکر بن جاتا ہے۔ قلب، ہڈیاں، رگیں، چمڑا اور سارا جسم ذکر کرنے لگتا ہے۔ عشق کی تیز آگ سے دل دیگ کی طرح ابلنے لگتا ہے اور دن رات میں ذاکروں کے بدن میں کبھی گرمی جوش مارتی ہے کبھی اس سے ٹھنڈک اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ سالک کو ہادی پیشوا کی راہ پر چلنا چاہیے۔ وہ اپنی سیر کے ساتھ مرید کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔

جب ذکر خود بخود جاری ہو جاتا ہے تو اب دل بیدار ہو جاتا ہے اور روح کی طرح زندہ رہتا ہے نہ مرتا ہے نہ اسے خاک کھاتی ہے۔ خواہ وہ ہزاروں سال تک مٹی میں پڑا رہے۔

اور یہ جو انسان کے سینہ میں بائیں طرف کو حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے صاحب دل اسے دل نہیں کہتے بلکہ ان کے نزدیک کلب (کتا) ہے خصوصاً جب کہ اس میں حرص وہوا بھری ہو۔ تو یہ دل کافر و منافق، مسلمان، مومن سب ہی کے لیے ہوتا ہے۔

قلب کے اقسام

دل کی تین قسمیں ہیں:

اول وہ کہ جس میں عشق و محبت کی آگ بھری ہو اور آتش شوق و اشتیاق اور ذکر و افکار کے سبب سے پرنور ہو۔ دل یہی ہے جو بجز اللہ تعالیٰ کے اور کچھ طلب نہیں کرتا۔ دوسرا یہ کہ دنیا کافر کی زنار کی طرح اس کی گردن میں پڑی ہو اور دنیا کی محبت میں پھنسا ہو گو بظاہر مومن لیکن باطن میں کافر ہو۔ یہ دل نہیں بلکہ کلب ہے اور ایسا دل ریاکار اور دنیا کا تابعدار ہوتا ہے۔ تیسرا اہل سلب یعنی بے معرفت استخواں فروش کہ خود تو کچھ بھی نہیں صرف آباؤ اجداد کی بزرگی بیان کر کے لوگوں کو فریب دیتا ہے۔

Marfat.com

جس کا دل خدا تعالیٰ سے لو لگاتا ہے اس کا کیا پوچھنا وہ سر سے پیر تک شوق و اشتیاق سے بھرا ہوا ہے۔ اسے اپنے شوق کی تپش اور سوزش ایسی معلوم ہوتی ہے جیسی سردی میں آگ ہر ایک کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے لَذَّةُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّةِ الْاَذْکَارِ (فکر کی لذت ذکر کی لذت سے بہتر ہے) فرمایا گیا ہے کہ ذکر با فکر یہ ہے کہ حب دنیا اور حب علم و حب قیل و قال وغیرہ کچھ نہ رہے اور صرف خدا تعالیٰ کا ذکر باقی رہے۔

وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ (ذکر کر اپنے رب کا اس کی یاد آتے ہی) اس پر پورا عمل ہو۔ کیونکہ الذکر بلا فکر کصوت الکلب (ذکر بلا فکر گویا کتے کی آواز ہے) وارد ہوا ہے۔

ذکر قلبی ذاکر پر موکل ہو جاتا ہے اور اگرچہ ذکر و فکر سے کچھ غفلت بھی کرے۔ مگر ذکر و فکر اس پر غالب رہتا ہے۔ خواہ ذاکر کو ذکر قلبی یا روحی یا سری یا زبانی یا حبس یا پاس انفاس کسی قسم کا بھی ذکر حاصل ہو۔ ذاکر ذکر خدا تعالیٰ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے یگانہ کر دیتا ہے اور قلب و روح کو الگ بنا دیتا ہے۔ انبیاء اولیاءؒ کی جس مجلس میں چاہے چلا جائے وہ ذاکر کو شریعت نبوی کا تابعدار اور نفس و شیطان سے بیزار اور دنیا و اہل دنیا اور گناہ و معصیت سے دور کر دیتا ہے۔ ذکر با اثر کی یہ نشانی ہے کہ ذاکر جب ذکر کرے توحید یا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کرام و اولیائے عظام یا مشاہدہ میں یا عرش و کرسی کے جس مقام میں چاہے چلا جائے اور جب استغراق سے جدا ہو تو اس کی عادتیں نیک ہو جائیں اور شکم سیری و بھوک و خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری اس پر برابر ہو جائے جو شخص کہ یہ احوال نہیں رکھتا۔ اگرچہ حال کے وقت بیخود ہو جاتا ہے۔ شیطان اس کے ساتھ ہے۔ اس نے اسے دیوانہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ شیطان ذکر و اذکار کے وقت زمین و آسمان اور عرش و کرسی میں سے ہر ایک کو قوت استدراج و بدعت سے پیدا کر کے ذاکر کو دکھا سکتا ہے اور جب کوئی کسی اہل بدعت یا اہل فسق یا گمراہ کو دیکھے تو اس سے کچھ نہ کہے۔ بلکہ جس نے اسے بدعت یا فسق و فجور میں ڈالا ہے اسے کہے یا

Marfat.com

نصیحت کرے مقابلہ کرے کیونکہ ہدایت کرنا اور نیک راہ بتانا خدا ہی کا کام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (۲۸-۵۶)
(ہر کسی کو ہدایت کرنا اے پیغمبر! تمہارا کام نہیں یہ خدا کا کام ہے جسے چاہے ہدایت نصیب کرے) ذاکر جاہل کی مثال خشک زمین کی ہے کہ اس میں تخم ضائع ہو جاتا ہے اور ذاکر عالم کی مثال تر زمین کی ہے کہ اس میں ضائع نہیں ہوتا۔

شریعت ایک کانٹوں کی دیوار ہے اور طریقت گویا ایک سبز میدان ہے اور حقیقت خوشہ اور آتش عشق نان پختہ اور فقر وفاقہ اور محبت الٰہی روزی حلال۔ اس میں قدم نہ رکھنا اہل ناسوت کا کام ہے۔ دانش وعقل وہی ہے جو خدا تک پہنچا دے اور علم وہی ہے جس سے معرفت اور وحدت الٰہی حاصل ہو جائے۔ ذاکر خبردار ہو کر ہی ذکر کیا کرتا ہے۔ مقامات شیطانی وخطرات نفسانی اس سے غائب ہو جاتے ہیں اور مقامات سیر ملائکی اسے حاصل ہوتے ہیں۔

صاحب ہدایت اپنے مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے مقاماتِ معراج سے ہوتا ہے اور صاحب بدعت جو کچھ دیکھتا ہے گمراہی اور استدراج ہوتا ہے

بذکرش آں بود در سیر سرور ۔۔۔ کہ ذکر و فکر جاری یار درحضور
کسے در ذکر نبوی راہ نہ بیند ۔۔۔ سیاہی دل بہ مجلس بد نشیند
کہ ذکر خاص باشد پاس انفاس ۔۔۔ نہ ذاکر دلق پوشاں مکر الباس
بذکرش ذاکراں را کے جواب است ۔۔۔ فنا فی گشت فی اللہ ایں جواب است

(خدا تعالیٰ کے ذکر میں مقامات ذکر اسے حاصل ہوتے ہیں کہ جس کو ذکر وفکر حاصل ہو کر وصال دوست حاصل ہو اور جسے ذکر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے نیک راہ حاصل نہ ہو وہ شخص سیاہ دل ہو گا اور بری مجلس میں اٹھے بیٹھے گا۔ کیونکہ پاس انفاس خاص ذکر ہوتا ہے۔ مکر کا لباس پہنے ہوئے گدڑی پوش ذاکر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے ذکر میں حجاب کب رہتا ہے بلکہ وہ تو مقام فی اللہ میں ہمیشہ رہتا ہے۔

وجود وہی ہے کہ اپنے معبود کے ذکر سے قرار پکڑے اور آرام پائے۔ ان کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے۔ گویا وہ اہل محبت و عرفان کا لباس ہوتا ہے۔ گو بظاہر غریب ہوتے ہیں۔ مگر درحقیقت خدا کے دوست ہیں اور گو وہ مسکین ہوتے ہیں۔ مگر ان کے دل خدا تعالیٰ کے ذکر سے تسکین پاتے ہیں اور مقام لی مع اللہ میں رہتے ہیں اور یہی اصل فقیر اور سچے ذاکر ہیں اور اس حدیث قدسی کے مستحق اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (جو میرا ذکر کرے میں اس کا جلیس ہوں) اہل محبت و عشق یتیم ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں ماں باپ عزیز و اقارب سب چھوڑ کر اسی کی یاد میں مشغول رہتے ہیں اور بجز خدا تعالیٰ کے کچھ نہیں چاہتے۔ ان کا مرتبہ خدا تعالیٰ کے نزدیک دن بدن زیادہ ہوتا ہے۔ اہل ذکر کا وجود کم حوصلہ نہیں ہوتا اور وہ پاک ہوتا ہے اور پاک جگہ قرار پکڑتا ہے۔ اس لیے کہ پاک ہے اسم اللہ۔ جو شخص کہ ذکر کرے اور پیری مریدی بھی کرتا ہے۔ مگر دنیائے دوں کی محبت ابھی ان کے دل سے نکلی نہ ہو تو جان لے کہ ابھی اسم اللہ کا اثر اس میں مطلق نہیں ہوا ہے اور دنیا کی پلیدی اور اس کی کثافت سے دل سیاہ ہو رہا ہے اور ابھی اس کی کدورت جیسی کہ تھی ویسی ہی موجود ہے اور اس کا علاج وہی ذکر ہے۔ بشرطیکہ خلوص اور توجہ سے اس میں مشغول ہو کیونکہ ذکر بمنزلہ صابون کے اور انسان کا وجود بمنزلہ پلید کپڑے کے ہے۔ چاہیے کہ خوف کے پانی اور ذکر کے صابون سے اسے خوب دھوئے یہاں تک کہ پاک صاف ہو جائے۔ ورنہ مرشد کیا کر سکتا ہے۔ جبکہ خود اسے ذکر کی طرف توجہ نہ ہو۔ اہل علم اسم اعظم کو قرآن مجید میں نہیں پاتے۔ اسی لیے کہ اسم اعظم وجود اعظم میں قرار پکڑتا ہے اور اگر کسی کو اسم اعظم معلوم ہو جائے اور وہ اسے پڑھتا رہے۔ لیکن اسم اعظم اس میں اثر نہیں کرتا کیونکہ وجود اعظم نہیں۔ اسم اعظم کیا کرے گا۔ ذکر بغیر اسم اللہ اعظم کے جاری نہیں ہوتا۔

اسم اعظم دو وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ ایک وجود فقرائے کامل میں۔ دوم وجود علمائے عامل میں اور علمائے عامل وہی فقرائے کامل ہیں اور جو شخص کہ اسم اعظم پر اعتقاد رکھتا ہو۔ مگر خدا تعالیٰ پر اعتقاد نہ رکھے۔ ایسا پاگل بے وقوف احمق ہے۔ اسم اعظم اسی کو

Marfat.com

حاصل ہوتا ہے جو کہ صاحب مسمّٰی ہے۔ صاحب مسمّٰی اسم اعظم ہوتا ہے۔ علماء عامل و فقرائے کامل کے شکم میں لقمہ حرام ہرگز نہیں جا سکتا۔ اس لیے کہ وہ لوگ صاحب ولایت ہیں۔ اہل ملک کی گردن سے ان کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق امت پر ہے۔ اسی طرح سے فقرائے کامل اور علمائے کامل کا حق خلق اللہ پر ہے۔

فقیر کامل وہی ہے کہ ذکر سلطانی اسے حاصل ہو۔ ذکر سلطانی اسے کہتے ہیں کہ ذاکر سے ذکر بے گماں جاری ہو اور تمام ہڈیوں اور مغز و پوست اور ہر ایک رگ و ریشے میں سرایت کرے۔ فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)۔

فقیر کے نزدیک یہ مراتب بھی سہل و آسان ہیں چاہیے کہ ذکر کو چھوڑ کر مذکور کا طالب ہو کر صاحب قلب ہو۔

دل کعبۂ اعظم است خالی کن از بتاں
بیت المقدس نیست جائے بتگراں

(دل کعبہ اعظم ہے اسے بتوں سے خالی کر۔ یہ بیت المقدس ہے اسے بتگروں کا گھر نہ بنا۔)

قلب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے: اَلْقَلْبُ ثَلٰثٌ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَّ قَلْبٌ مُنِیْبٌ وَّقَلْبٌ شَہِیْدٌ اَمَّا قَلْبٌ سَلِیْمٌ فَھُوَ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ بِغَیْرِ مَعْرِفَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ اَمَّا قَلْبُ الْمُنِیْبُ فَھُوَ الَّذِیْ اَلْمَانَبَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰہِ اَمَّا قَلْبُ الشَّہِیْدُ فَھُوَ الَّذِیْ كَانَ فِیْ مُشَاھِدَةِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ ۔ (قلوب تین قسم کے ہیں: قلب سلیم، قلب منیب اور قلب شہید۔ قلب سلیم معرفت سے حاصل ہوتا ہے اور قلب منیب وہ دل جو تمام چیزوں سے منہ موڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو اور قلب شہید وہ دل ہے کہ ہر چیز میں خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کرے

باھو از نماز روزہ واز ہر عبادت
ازاں بہتر بود دل ذکر ساعت

(باھو نماز روزہ اور ہر عبادت ان سب سے گھڑی بھر کا ذکر قلبی بہتر ہوتا ہے)۔

ذکر کی آگ تمام حجابات کو جلا دیتی ہے۔ فِیْ فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارٌ هُوَ اَحَرُّ مِنْ نَارِ الْجَحِیْمِ اَبْرَادُھَا (عاشق کے دل میں آگ ہوتی ہے جو دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ تیز ہے) جس دل میں کہ خدا کی محبت نہیں وہ دل دوزخ میں جائے گا۔ ایسے شخص پر دوزخ کی آگ تیز ہوتی ہے اور جس دل میں کہ خدا کی محبت ہو گی۔ اس کے سامنے وہ آگ سرد ہو گی۔ چنانچہ النار ترحم لمن فی قلبہٖ نار (دوزخ کی آگ اس دل پر رحم کرے گی جس کے دل میں محبت کی آگ ہو گی)

چوں در آتش عشق شد منزلم   دل دوزخ آتش گرفت ازالم

(جب عشق کی آگ میں میرا ٹھکانا بن گیا تو دوزخ کے دل نے میرے دل سے آگ لی)۔

دل کہ زاسرار خدا غافل است   دل نتواں گفت کہ مشت گل است

دل یکے خانہ ایست ربانی   خانہ دیو را چہ دل خوانی

(جو دل کہ اسرار خداوندی سے بے خبر ہے اسے دل نہیں کہنا چاہیے وہ خاک کی مٹھی ہے، دل تو ایک خدائی گھر ہے جس دل میں شیطان کا بسیرا ہے اسے دل کیوں کہتے ہو

دل کعبہ اعظم است زاں کعبہ آب وگل

آں صد ہزار کعبہ بود درمیان دل

دل اس گارے پتھر سے بنے ہوئے کعبہ کے مقابلہ میں کعبہ اعظم ہے۔ دل میں ویسے لاکھوں کعبے ہیں۔

فقیر باھو کہتا ہے کہ دل گل نیلوفر کی صورت رکھتا ہے۔ اس کے چار خانے ہیں اور ہر خانہ میں زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ایک ولایت ہے اور ہر دل کے نشیب میں ایک نیچے خانہ ہے جو سرِّ لامکاں کی جا ہے اور پھر ہر خانہ میں خزانہ الٰہی ہے اور سرِّ خزانہ پر پردہ ہے اور یہ پردہ پر شیطان کا ایک موکل ہے۔

پہلا پردہ غفلت ہے اور پردہ دوم نسیان موت اور اس پر حرص موکل ہے اور تیسرے پردے پر حسد موکل ہے اور چوتھے پردے پر غرور موکل ہے اور ہر ایک کے ساتھ خناس خرطوم وخطرات وسوسہ متفق ہے اور ہر ایک خزانہ میں خزانہ الٰہی یہ ہیں۔ خزانہ اول میں علم' دوم میں ذکر' سوم میں معرفت' چہارم میں فقر فانی اللہ بقا باللہ۔

اور ہر ایک موکل کے دفع کرنے کا علاج یہ ہے کہ اول کے لیے شریعت موکل۔ دوم کے لیے طریقت۔ سوم کے لیے حقیقت ومعرفت، نفس کشی۔ چہارم کے لیے ترک معصیت وترک حب دنیا۔ لیکن یہ پردہ نہیں اُٹھ سکتا۔ مگر مرشد کامل کی نظر سے۔ اس لیے کہ دل اسرار معرفت وحدانیت الٰہی کا خزانہ ہے کہ دل کے درمیان الوہیت ربوبیت پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ دل ایک ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰہُ رَجُلٌ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ (خدا تعالیٰ نے کسی شخص کے دو دل نہیں بنائے جس سے وہ دو چیزوں کو چاہتا ہے) پھر جب دل ایک ہے تو کئی چیزوں کی طلب فضول ہے

باہو علم صرف ونحو خوانی یا اُصول
از وصال حق تعالیٰ نیست زاں چیزے وصول

(باہو تم علم صرف یا نحو یا اصول پڑھو تو ان سے کچھ بھی وصال حق تعالیٰ حاصل نہیں ہوتا)

درمیانش علم فقرش گفتگو
ہرچہ داری چیز خدا زاں دل بشو

(ان علوم میں تو علم اور فقر کی کوئی گفتگو نہیں ہے۔ اس لیے جو علوم خدا کے ذکر سے خالی ہیں ان سے دل کو دھو ڈالو یعنی پاک صاف کر ڈالو)۔

حدیث قدسی: اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ (جب بندہ خدا تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اس کی شکر گزاری کرتا ہے اور جب اسے بھول جاتا ہے تو اس کا کفرانِ نعمت کرتا ہے

دلش دم بروح ذ یک فکر باید ۔ کہ ذکرش خاص از دل مے برآید

Marfat.com

ترا شعور باید زاں شعوری — دمے غافل مباش اے از حضوری
حضوری صد خطرآں ہم جانی — کہ واصل درحضورش لا مکانی
حضوری ترک گیرد گشت آنی — فنا فی اللہ بشواز خویش فانی

(ذاکر کا دل، دم اور روح سب ایک ذکر اور فکر میں مشغول رہیں۔ کیونکہ ذکر اسی دل سے حاصل ہوتا ہے۔ تجھے اس شعور سے آگاہ ہونا چاہیے ایک دم بھی ذکر حضور سے غافل نہ رہ۔ حضوری میں سینکڑوں خطرات ہیں۔ اس میں تو جان کا بھی خطرہ ہے کیونکہ لا مکان میں اس کا حضوری ہوتا ہے۔ حضوری چھوڑ اور اپنے آپ سے فانی ہو کر فنا فی اللہ ہو جا)۔

علم سے عامل پر انوار اسرار الٰہی نازل ہوتے ہیں اور جب زبان دل کے ساتھ موافق ہوتی ہے دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں اور اب انوار عشق اس جگہ پیدا ہوتے ہیں اور دل اور زبان ایک نہ ہوں تو انوار محبت وہاں پیدا نہیں ہوتے۔ مقام عشق میں وہی ثابت قدم رہتا ہے۔ جو صاحب استقامت ہو

عاشقاں راراہ این است ذکر ہُو گوید دوام
وہمدم ہُو ذکر گوید کار آں گردد تمام

(عاشقوں کا تو طریقہ یہی ہے کہ وہ ہر دم ذکر ہو میں مشغول رہتے ہیں۔ جو ہر دم ہو کا ذکر کرے اس کو کامیابی حاصل ہوتی ہے)۔

دل تین طرح کے ہوتے ہیں:

قسم اول: پہاڑ کی مانند کہ اپنے مقام سے جنبش نہیں کر سکتا۔ یہ دل اہل محبت کا ہے۔

قسم دوم: بمولہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے۔

قسم سوم: بمولہ درخت کے پتوں کے جنہیں ہوا چاروں طرف اڑاتی پھرتی ہے مگر وہ ہوا سے متفرق اور منتشر نہیں ہوتے۔

یہی حال فقیر کا ہونا چاہیے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اصل تقرب الی اللہ ہے۔

Marfat.com

اس لیے چاہیے کہ فقیر پر کتنی مصیبت اور بلا آپڑے مگر ہرگز ہرگز راہ خدا کو نہ چھوڑے اور غرق واستغراق سے منہ نہ موڑے۔ طالب و مرید کامل وہ ہے کہ پیر و مرشد کے قول و فعل پر ثابت قدم رہے اور اس سے ظاہر و باطن کسی حال میں بدظن نہ ہو۔ جیسا کہ مریدوں کا حال ہے۔ کیونکہ مرید طالب کمال کم ہوتے ہیں۔

یہ فقیر باہوتیس سال تک مرشد کی جستجو میں پھرتا رہا ہے اور برسوں گزر گئے ہیں کہ طالب اللہ کی طلب میں ہوں اور اب تک نہیں ملا ہے

کس نہ پرسد زمن خدا پری — تا رسانم بعرش و با کرسی
هیچ پردہ نماند راہ خدا — گشتہ یکتا شوی غیر اللہ
عاشقا نے کہ وصل برد نہ مرد — جان خود را بخوش خدا بسپرد
ایں چنیں رہنما باید مرد — فقر فنا فی اللہ و صاحب درد

(مجھے کوئی تلاش خداوندی کا طالب نہیں ملتا جسے عرش کرسی تک پہنچا دوں اور اس کے سامنے راہ خدا کا کوئی پردہ باقی نہ رہے۔ ماسوی اللہ سے بے نیاز ہو جائے جس عاشق نے وصل حاصل کرلیا۔ وہ مرتا نہیں یعنی بقا باللہ ہو جاتا ہے اور خوشی خوشی اپنی جان اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ رہنما ایسا ہونا چاہیے جو فقیر فنافی اللہ اور صاحب درد ہو)۔

ذکر میں ایک بہت تیز حرارت اور گرمی ہوتی ہے۔ عشق و محبت کا ایک ذرہ بھی تپ لرزہ سے زیادہ ہوتا ہے اور اس گرمی سے سکر پیدا ہوتا ہے۔ ذکر کی حرارت اور اس کی گرمی فقیر کے لیے ایسی ہے جیسے سردی میں آگ اور جس طرح شدت گرما میں تپ لرزہ میں بے چینی اور بے آرامی رہتی ہے۔ یہی حال مقام حضور و وصال و محبت فقیر کا ہے کہ اکثر اس کو خلق سے اور خود اپنی ذات سے جدائی رہتی ہے کہ جب تک کہ فنا فی الفنا میں غرق نہیں ہوتا استغراق دائمی حاصل نہیں ہوتا۔ چاہیے کہ اپنی خودی سے مٹ جائے۔ جس طرح سے کہ شکر کو پانی میں ملا کر آگ پر رکھتے ہیں اور پک جانے کے بعد وہ حلوہ کہلاتا ہے اور اب اس پر شکر و پانی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ پس گویا قند شکر حل توحید

Marfat.com

کے ہیں اور پانی مثل بندہ کے ہے اور حلوہ بمنزلہ معرفت کے ہے۔

صاحب وصال فنا فی اللہ بقا باللہ کے لیے دوزخ گویا حمام یا آفتاب موسم سرما کا حکم رکھتی ہے اور جنت ان پر حرام ہے۔ وہ صرف دیدارِ الٰہی کے طالب ہیں۔ نفس و خواہشات کے طالب کثرت سے ملیں گے اور طالب مولیٰ کم ملیں گے۔ فقیر کو چاہیے کہ ہر دم خبردار رہے اور نفس کے لیے ہرگز ہرگز بہانہ نہ کرے

طواف کعبہ مرو کجا روی صفا ایں جاست
سر بہ سنگ چرا میزنی خدا ایں جاست

(طواف کعبہ کے لیے جانے سے کیا حاصل۔ صفائی تو یہاں یعنی وصال خداوندی ہے تو پتھروں پر کیا سجدے کرتا پھرتا ہے۔ خدا یہاں ہے نفس کافر کے مکر سے باخبر رہ۔

یہ جس طرح اس سے بن پڑے گا۔ تجھے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا کر دے گا

ساغر از توحید وحدت نوش کن
بعد ازاں دنیا و عقبٰی ہم فراموش کن

(توحید وحدت کا پیالہ پی اور اس کی مستی سے دنیا و عقبٰی دونوں کو بھلا دے)۔

فقیر کیا ہے یوں سمجھو کہ چھنی ہوئی خاک پر پانی چھڑکا ہوا ہے۔ جس سے نہ پاؤں پر گرد پڑے۔ فقیر کو چاہیے کہ ہرگز طمع نہ کرے اور اگر کوئی دے تو رد نہ کرے اور جو کچھ ملے اسے جمع نہ کرے۔ باطن میں خدا سے لو لگائے اور ظاہر میں خدا سے شاغل رہے تا کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی (یعنی عمدہ اخلاق حاصل کرو) کا مصداق بنے اور پنہاں ہو جائے تو باطن میں حضرت خضر علیہ السلام اور ظاہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع رہے اور انانیت (خودی) سے بچے۔ جیسا کہ شیطان اس میں مبتلا ہو کر کہنے لگا۔ یَارَبِّ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدٌ (اے پروردگار! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں پیدا کیے گئے) تو اب دوسرے کا کیا حال ہے تو معلوم ہوا کہ اہل انا ابلیس ہیں۔ جو شخص کہ دعویٰ کرے جان لینا چاہیے کہ وہ شیطان ہے۔ طالب وہ ہے کہ جو باادب و باشعور ہے۔ حلقہ بگوش

تابعدار اور خاموش ہو کر ہمیشہ تصور برزخ فنا فی الشیخ اور بقا باللہ میں رہے۔ لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جل جلاله اعظم شانه۔

اَللّٰهُ

اسم اللہ بس گرانست و بے بہا ایں حقیقت را نداند جز محمد مصطفیٰ

(اسم اللہ بہت مہنگا یعنی قیمتی اور بے بہا ہے۔ اسے حقیقی طور پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا) برزخ اسم جس شخص کے قلب و دماغ میں سرایت کر جاتا ہے اسے ذکر سری و ذکر روحی حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

باب ہشتم

محبت و عشق و فقر، فنا و وصال و حال و احوال کے بیان میں

عشق و محبت

عشق و محبت کے مراتب بہت عالی ہیں اور اس کے مدارج و مناصب بہت بلند ہیں۔ اس کی کٹھن اور دشوار منزلیں طے کرنا ہر ایک کا کام نہیں ۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل او اندر دلش انداختند

قدرت نے ہر ایک کو کسی خاص غرض اور کام کے لیے بنایا ہے اور اس کے دل میں اسی نام کی رغبت اور خواہش پیدا کر دی ہے۔ جو اس کا اہل نہیں وہ کتنی ہی کوشش کرے اس کے مراتب نہیں پا سکتا۔ دیکھو مکھی اگر اپنے آگے کے پیر ملتی ہے اتنی ہی دفعہ میں اس کا سر ہلتا ہے۔ اس کے اور پروانہ کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہی حال صاحب دل اور صاحب نفس کا ہے۔ صاحب دل بمنزلہ پروانہ کے ہے اور صاحب نفس بمنزلہ مکھی کے ہے۔ عشق کی روایت ایک بار گراں ہے اور اس کی حکایت تمام جہان سے بیگانگی ہے۔ عاشق موت کا طالب ہوتا ہے۔ اس لیے کہ عشق کے مراتب لا مکان سے ہیں۔ عاشق کا مقصود صرف وصل ہوتا ہے۔ جس طرح کسان فصل کا منتظر رہتا ہے۔ اسی طرح سے فقیر وصال کا۔ جس طرح کسان جو کچھ بوتا ہے اسی کے کاٹنے کی امید رکھتا ہے۔ اسی طرح فقیر اپنے ہر ایک کام سے خدا کی رضا مندی اور اس کے دیدار کا امیدوار رہتا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہر ایک کام کا دارومدار اس کی نیت پر رہتا

ہے۔

عشق بمنزلہ صراف کے ہے، کھوٹے کو کھوٹا اور کھرے کو کھرا کرتا ہے

کس نیست محرم راز من — مگسے کجا شہباز من
کونین واصل یک قدم — ہست بس آں راچہ غم
در عشق او پروانہ ام — از جان خود بیگانہ ام

(میرے راز کا کوئی محرم نہیں۔ کہاں میرا راز جو بمنزلہ شہباز ہے اور کہاں مکھی اس کے مقابلہ میں واصل کے لیے دونوں جہان ایک قدم ہیں۔ اسے کیا خوف میں تو اس کے عشق میں بے خود ہوں اور اپنی جان سے بیگانہ ہوں

نفس را گردن زنم — در وحدتش ہم خانہ ام
عرش بالا جائے من — شد وحدت اندر راہ من
در عشق او پروانہ ام — از جان خود بیگانہ ام

(میں نفس کی گردن اڑا دیتا ہوں۔ اس کی وحدت کا ہم خانہ ہوں۔ میرا مقام عرش معلیٰ ہے۔ میری راہ میں وحدت ہی وحدت ہے۔ میں اس کا پروانہ ہوں اور اپنی جان سے بیگانہ ہوں

اے بشنوی دل خواہ ام — در آتشے پروانہ ام
گر سوختہ دم کے زنم — نے بلبلم نعرہ زنم
در عشق او پروانہ ام — از جان خود بیگانہ ام

(میں تجھے اپنے دل کا حال بتاؤں۔ یعنی میں اس کی آگ کا پروانہ ہوں۔ جل کر کس طرح آواز نکالوں۔ میں بلبل نہیں جو چہچہاؤں۔ میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں اور اپنی جان سے بیزار ہوں

باشوق اسم اللہ بگو — در وحدتش شو آب جو
زاہد کجائش زود تر — از وصل عاشق بے خبر
در عشق او پروانہ ام — از جان خود بیگانہ ام

Marfat.com

(شوق سے اسم اللہ کا ذکر کر۔ اس کے وحدت کے دریا کی مچھلی بن جا۔ زاہد بے چارہ جو عاشق کے وصل سے بے خبر ہے۔ یہاں اس کی کیا بساط۔ میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں اور اپنی جان سے بیگانہ ہوں

علم را از دل بشو — جز یاد حق دیگر مجو
ایں مدعی اندر دہر — جاہل است از گاؤ خر
در عشق او پروانہ ام — از جانِ خود بیگانہ ام

(علم اپنے دل سے دھو ڈال اللہ کے ذکر اور یاد کے سوا اور کسی چیز کی تلاش نہ کر۔ زبانی عشق کا دعویٰ کرنے والا زمانہ میں دنیا کے مال و منال میں پڑ کر جاہل بن گیا ہے۔ میں تو اس کے عشق کا پروانہ ہوں اور اپنی جان سے بھی بیگانہ ہوں)

باھوا ھُو یار شد — پس بخت تو بیدار شد
باہم نشیں دلدار شد — بایار خود ہم از شد

در عشق او پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

(باھو جب ھُو تیرا یار بن گیا تو سمجھ کہ تیرے بھاگ جاگ اُٹھے تو اپنے دلدار کا ہم نشین ہو گیا اور اپنے یار کا ہمراز بن گیا۔ میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں اور اپنی جان سے بیگانہ ہوں)۔

فقیر عاشق سر الٰہی ہے۔ جو شخص کہ صاحب سر ہوتا ہے سر کو پہچانتا ہے۔ قرآن مجید میں چار ہزار اسم اللہ ہیں۔ جو فقیر کہ زبان سے اقرار دل سے تصدیق کرتا ہے اور شوق کے ساتھ اسم میں مشغول رہتا ہے۔ ہر دم چار ہزار قرآن ختم کرتا ہے۔ حافظ اسم رحمٰن و حافظ قرآن و ساکن لا مکان ہو کر زندگیٔ جاوداں حاصل کرتا ہے۔ یہ لوگ یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ (اللہ ان سے محبت کرتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں) کے مصداق ہوتے ہیں۔ تمامیت قرآن بسم اللہ میں سے قرآن مجید کی ابتداء حرف (ب) سے ہے۔ بِسْمِ

Marfat.com

اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔اس کی انتہاء لفظ (س) پر ہے۔مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔

فقراء صاحب تحصیل ہیں اور علماء صاحب تفصیل۔فقیر جب تک خدا سے جدا ہے اس کا محتاج ہے اور جب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کا مرتبہ حاصل کرتا ہے تو غنی ہو جاتا ہے۔وَاللّٰهُ غَنِیٌّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (خدا تعالیٰ غنی ہے اور تم اس کے محتاج) اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (خدا تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے) اس کی طرف رُخ کرتا ہے اور اب وہ منزل مقصود کو پہنچ کر نفس دنیا سے دور ہو جاتا ہے اور ہمیشہ خلوت میں رہتا ہے ورنہ خدا سے جدا۔جیسا کہ آئینہ میں تشبیہہ نظر آتی ہے اور جس طرح سے پانی یا قطرہ جب دریا میں مل جاتا ہے تو وہ نظر نہیں آ سکتا۔اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّهٗ (انسان میرا سر ہے اور میں اس کا سر ہوں)۔

فقر میراثِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لیے کہ فقیر کی ابتداء شریعت ہے اور اس کی انتہاء بھی شریعت ہے۔یہی فقیر کامل و مکمل ہے۔سر و اسرار، حال و احوال، سکر و مستی، قبض و بسط، عشق و محبت کسی وقت میں وہ شریعت سے باہر قدم نہیں رکھتا اور اگر کسی وقت بھی شریعت سے باہر ہو جائے تو مراتب خاص اس سے سلب ہو جاتے ہیں۔

فقیر کو چاہیے کہ ہر مقام پر خیال رکھے اور کسی جگہ بھٹک نہ جائے اور روزی کے پیچھے بھی سرگرداں اور پریشان نہ ہو۔خدا رازق ہے وہ روزی پہنچائے گا۔

چوں رزق مقدار است گردیدن چیست
رزق بگرداند پرسیدن چیست

(جب رزق اللہ نے مقدر کر دیا اور اس کا ذمہ لے لیا تو پھر مارے مارے پھرنے سے کیا فائدہ ہے)۔اللہ تعالیٰ پہنچا ہی دے گا۔رزق کے لیے دعائیں کرنے کا کیا فائدہ۔رزق انسان کی تلاش میں اس طرح رہتا ہے جس طرح موت اس کی تلاش میں رہتی ہے۔موت انسان کو کسی جگہ نہیں چھوڑتی۔اسی طرح اس کی روزی بھی اسے کہیں نہیں چھوڑتی۔

فقر میں تین منزلیں اور مقام سخت اور مشکل ہیں:

Marfat.com

اول مقام دنیا کیونکہ رجوعاتِ خلق واہل دنیا مقامِ ناسوت ہی ہے جو اس مقام پر رہے گا۔ ناسوتی ہے۔

دوم مقام عقبیٰ: اگر مشاہدات میں باغ و بہشت وحور دیکھے ملکوتی ہے اور اسی طرح جو مقام کہ دیکھتا جائے اس پر بھروسہ کر کے ساکن نہ ہو جائے۔ تاوقتیکہ لاہوتی نہ ہو جائے۔ کہیں نہ بیٹھے۔ جب لاہوتی ہو جائے گا تو طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ اور مَنْ لَهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْكُلُّ کا مصداق ہوگا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ فقیر کی منزل بہت بڑی اور اس کی گھاٹی بہت مشکل ہے۔

فقر کے لیے فقیر مخدوم جہانیاں رضی اللہ عنہ نے چودہ طبق کا سیر وتماشا دیکھا۔ تاہم مراتب فقر کو نہیں پہنچ سکے۔

فقیری کے لیے ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سلطنت چھوڑ دی اور اپنے بیٹے کے قتل ہو جانے کے سبب سے سرگرداں پھرتے رہے۔ اس کے بعد مراتب فقر کو پہنچے۔

سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر ریاضتیں اٹھاتے رہے اور انہوں نے آخر کو اپنے نفس کی کھال کھینچ ڈالی۔ تب بھی مراتب فقر پر نہیں پہنچے۔

شیخ بہاؤ الدین شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنی جان سے نکل گئے اور ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فقر کو خواب میں دیکھا اور بے واسطہ مراتب فقر پر پہنچیں۔

جناب حضرت شاہ محی الدین قدس اللہ سرہ العزیز شکم مادر میں مراتب فقر پر پہنچے اور شریعت پر قدم بہ قدم چل کر محبوبیت کا مرتبہ حاصل کیا اور فقیر محی الدین کا خطاب پایا۔

فقیر کے لیے مراتبِ ملکوت الملکوتی ہیں اور مقاماتِ غوثی اور قطبی میں کشف و کرامات میں نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ عین ذات میں ہوتا ہے۔ فقر عطائے الٰہی اور ہے اور جس شخص کو کہ خدا بخشے خواہ وہ سیر ہو یا گرسنگی میں۔ اس لیے جناب سرور کائنات صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ (اے اللہ! مجھے مسکین رکھ اور دنیا سے مسکین ہی اٹھا اور قیامت کے دن بھی مسکینوں کے ساتھ ہی رکھ)۔

فقیری خرید و فروخت زر و مال یا خاموشی یا دلق پوشی یا شریعت طریقت و حقیقت و معرفت کا نام نہیں ہے۔ فقیری بدعت و گمراہی چرم پوشی یا شراب نوشی نہیں ہے۔ فقر رسم و رسوم، سہو سکر یا منزل و مقام نہیں ہے اور نہ فقر جہل و علم اور شش جہات میں ہے اور نہ وہ ذکر و فکر حضور و واصل اور زہد و عبادت میں ہے اور نہ وہ حال و احوال مراقبے محاسبے میں ہے۔ صرف فنا فی اللہ اور بقا باللہ میں ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو کوہ طور پر تجلی ہوئی اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے فقراء کو ہر دم حضور اور تجلی حاصل ہے۔

موسیٰ سر بسنگ زد آں کوہ طور ۔۔۔ در کناریم یافتیم باحق حضور

(موسیٰ علیہ السلام تو کوہ طور کے پتھروں میں دیدار خداوندی کے لیے مارے مارے پھرتے رہے۔ مگر میں نے کنارے پر ہی اللہ تعالیٰ کا حضور حاصل کر لیا)

چہ حاجت است رب ارنی رویۃ اللہ ۔۔۔ کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

(جب میرا ظاہر و باطن فنا فی اللہ ہو گیا ہے تو پھر مجھے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لیے رب ارنی کہنے کی کیا ضرورت)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (۳-۱۱۰) (تم لوگ بہتر سے بہتر امت ہو لوگوں کو نفع پہنچانے کے لیے پیدا کیے گئے ہو) اور نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم اپنے بندے سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں)۔

ابتدائے فقر اشتیاق ہے اور انتہائے فقر غرق و استغراق ہے۔ ابتدائے علم ہے اور انتہائے فقر عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (خدا تعالیٰ حاضر و غائب سب کو جانتا ہے اور وہ مہربان اور صاحب بخشش ہے) ابتدائے فقر ازل ہے اور انتہائے

Marfat.com

فقر ابد ہے۔ ابتدائے فقر خاموشی اور انتہائے فقر خون جگر نوشی۔ ابتدائے فقر لباس کثیف ہے اور انتہائے فقر [illegible] لطیف ہے اور ابتدائے فقر ولایت فقر ہے اور انتہائے فقر لا نہایت ہے۔ [illegible] ہے اور اس کا توسط فراق ہے اور منتہیٰ غرق توحید ہے۔ ابتدائے فقر طلب ہے اور فقر کا واسطہ ولی ہے اور انتہائے فقر میں فقر قلب ہو جاتا ہے اور قالب نفس پر غالب رہتا ہے۔ ابتدائے فقر محجوبیت ہے اور اس کا توسط مجذوبیت ہے اور منتہیٰ محبوبیت ہے۔ حقیقتً سر اسرار فقر کے دل میں ہے۔ جو بجز مرشد کامل کے دریافت نہیں ہو سکتی۔ نہ کتاب اور نہ اس کے سطر و حروف سے نہ ذکر و فکر مستی و حال احوال سے نہ غرق و استغراق سے۔ ابتدائے فقر فنا ہے اور اس کا توسط راہ فقراء اور دونوں جہان سے جدائی ہے اور اس کا منتہیٰ خدائے عزوجل سے یکتائی اور تنہائی ہے۔

تمام عالم تین طرح پر ہے:

اول: اہل دنیا جو دنیا کے حالات کی خبر دیتے اور شب و روز اسی میں مشغول رہتے ہیں۔

دوم: اہل عقبیٰ جو حور و قصور، میوہ و لذات بہشت کی خبر دیتے ہیں۔

سوم: جو مولا کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ دنیا کی حرص آخر کو عذاب میں ڈالے گی اور منتہائے فقر عقبیٰ کا حجاب ہے۔ اس لیے دونوں کو ترک کر دے۔ چاہیے کہ اول قطع علائق کر کے اس کے بعد حق کو دریافت کرے اور حقائق معلوم کر کے اک دم غرق توحید ہزار مراتب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہے اور دوم مراتب محمدی میں غرق حاصل کر کے مرتبہ معراج کو پہنچے اور دنیا و عقبیٰ کو حرام سمجھے۔ ابتدائے فقر عبودیت ہے اور منتہائے فقر ربوبیت ہے۔

چار بودم سہ شدم اکنوں دوام ۔ واز دوئی بگذارم یکتا شوم

(میں چار تھا پھر تین ہوا۔ جب دوئی سے گزر جائے گا یکتا ہو جائے گا۔)

ابتدائے فقر اشک ہیں اور انتہائے فقر عشق ہے۔ ابتدائے فقر تصور ہے اور انتہائے فقر تصرف ہے۔ فقیر وہی ہے کہ فقیر کا وجود شریعت میں پنہاں ہو۔ اگرچہ مقام الست میں

Marfat.com

ہو اور اس کا مکان لا مکان ہو۔ ابتدائے فقر علم الیقین عین الیقین ہے اور انتہائے فقر حق الیقین ہے۔ ابتدائے فقر منتہی ہے اور انتہائے فقر فنا ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ پھر جب کوئی مر جاتا ہے تو اس سے تمام چیزیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ پس تمام چیزوں سے قطع تعلقات کر کے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کامل کرے اور اپنے فرائض مقررہ میں کوئی نقصان نہ آنے دے۔ خواہ وہ فرض وقتی ہو یا دائمی ہو یا ایک ماہی یا ششماہی یا فصلی ہو یا سالانہ اور سب سے زیادہ یہ ضروری بات ہے کہ خدا تعالیٰ کو ہمیشہ حاضر و ناظر جانے اپنے گھر بار کو اس کی راہ میں صرف کر دے۔ ابتدائے فقر صدق و یقین ہے اور انتہائے فقر خدا تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی ہے۔

حکایت: ایک روز حضرت رابعہ بصری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ان سے فرما رہے ہیں کہ اے رابعہ! تم مجھے بھی دوست رکھتی ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست نہ رکھتا ہو۔ مگر میں خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسی غرق ہوں کہ مقام توحید و فنا فی اللہ میں جا کر مجھے بجز دوستی و دشمنی کسی چیز کی خبر نہیں رہتی۔ فقراء کا وجود قدرت الٰہی ہے۔ ان کا مقام سدرۃ المنتہیٰ میں ہوتا ہے۔

فقیر باہو کہتا ہے ہے مقام فقر فنا فی الفنا ہے جو کہ مقامات نقبا اور ابدال و اوتاد و اخیار، غوث، قطب، شیخ، مشائخ، عابد و زاہد سے بالاتر ہے۔ کیونکہ فقیر والی ولایت وحدت منفرد ہے اور مقام متفرد کا نام نور الہدیٰ ہے۔

یار درکنارم من آں عین بدیدم
جائے کہ بود مشکل آنجا بخوش رسیدم

(یار میرے پہلو میں ہے میں اسے براہِ راست دیکھتا ہوں۔ اس کی برکت سے جو مقامات اوروں کے لیے مشکل تھے میں وہاں نہایت آسانی سے پہنچ گیا)۔

قولہ تعالیٰ: یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ

Marfat.com

اَلْحَکِیْمُ (۵۹-۲۴)
(آسمان اور زمین کی کل چیزیں خدا کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے)

بہ باہو ھُو میاں دو حرف بردار　　جو باؤ الف رفتہ ھُو بشمار
نماند پردہ باہو گشت باہو　　کہ ذکرش روز وشب ہُو گفت باہو
کے بس ذکر گوید ہو ہویدا　　وجودش میشود زاں نور پیدا

(ھُو باہو میں موجود ہے۔ ب اور الف مٹا کر دیکھو تو ھُو رہ جاتا ہے۔ جب یہ پردہ اٹھ جائے تو باہو ہُو ہو جاتا ہے۔ جب باہو نے دن رات ہُو کا ذکر کیا تو ذکر کثیر سے ہُو ظاہر ہو جاتا ہے اور اس نور سے ہُو کا وجود پیدا ہو جاتا ہے)۔

تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیٰتِہٖ لَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ
(خدا تعالیٰ کی نشانیوں میں فکر کرو اور اس کی ذات میں فکر نہ کرو)

باہو ہُو می کند جاں مغز سوزی　　نصیب عاشقاں از عشق روزی

باہو کثرت ذکر سے ہُو کے عاشقوں کو عشق عطا کر دیتا ہے۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ کوئی معبود نہیں مگر وہی پروردگار ظاہر و باہر

کسے خواہد کہ باحق یار باشم　　نماز دائمی ہوشیار باشم
تن جدا و سر جدا و دل جدا　　ہر کہ تسبیحش بخواند با خدا
باہو پردہ است مارا آں نماز　　در حضوری غرق گشتم جاں بباز

(جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ کا یار بن جاؤں اور نماز دائمی کے ذریعے غفلت سے نکل کر ہوشیار ہو جاؤں تو چاہیے کہ اس کا جسم اور سر ہر ایک اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ باہو ہمارے لیے نماز ایسی حجاب ہے جان دے کر میں حضوری میں غرق ہوا)۔

اگرچہ ان مراتب کو طے کر لے۔ تاہم ہر وقت ایک وقت سے دوسرے وقت تک

Marfat.com

نماز کا منتظر رہے۔ ورنہ اس کے مراتب سلب ہو جائیں گے اور مقام استدراج میں رہ جائے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

خدا تعالیٰ کی محبت بمنزلہ چراغ کے ہے اور جو رعایت خلق و کشف و کرامات بمنزلہ آندھی کے ہے۔ جو فقیر کہ اس چراغ کو شریعت کے گھر میں محفوظ رکھے گا وہ چراغ روشن نہیں رکھ سکتا۔ کشف و کرامات کی آندھی اسے بجھا دے گی۔ اسی طرح پانچ چیزیں ہیں کہ اگر فقیر ان پانچ چیزوں کو بند نہ رکھے تو اس پر راہ فقر کشادہ نہیں سکتی۔ وہ پانچ چیزیں حواس خمسہ ظاہری ہیں۔ پانچوں حواس راہزن ہیں۔ اول سامعہ، دوم باصرہ، سوم ذائقہ، چہارم شامہ، پنجم لامسہ۔ بلکہ تمام قوتوں کے متعلق جو جو گناہ ہو سکتے ہیں سب سے قطعی توبہ کرے۔ مثلاً جو باتیں کہ سننے کے قابل نہیں ہیں کہ شریعت ان سے ممانعت کرتی ہے۔ انہیں نہ سنے۔ اسی طرح جن چیزوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے انہیں نہ دیکھے اور جو باتیں ناگفتنی ہیں انہیں زبان سے نہ نکالے۔ نامحرم کو ہاتھ نہ لگائے۔ گناہ کے کاموں میں اپنا قدم نہ رکھے۔ عالم، فاضل، قاضی، مفتی، حاکم، بادشاہ ہزاروں کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔ مگر ایک اپنے نفس کو مارنا، اسے قید کرنا، اس پر محاسبہ کرنا بہت مشکل ہے۔ جس نے یہ کام کرلیا اس نے فقر کا میدان فتح کر لیا۔ فقراء شب و روز اپنے نفس پر تَفَحُّص (جستجو، تلاش، ٹوہ) اور محاسبہ کرتے رہتے ہیں اور قاضی عشق ان پر نفس کشی کا حکم کرتا ہے اور حاکمِ ذکر و فکر اخلاص کی زنجیر میں باندھ کر اسے قید کرنے کا حکم دیتا ہے اور شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بندگی اور عبادت کا طوق اس کی گردن میں ڈالتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: سَیَاْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَیُصَلُّوْنَ فِیْ مَسَاجِدَ وَلَیْسَ فِیْھِمْ اِیْمَانٌ (میری امت پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ نماز بھی پڑھتے ہوں گے اور تلاوت قرآن مجید بھی کریں گے مگر ان کے دل ایمان سے خالی ہوں گے)۔

بہت علم پڑھنا فرض نہیں مگر گناہ سے بچنا فرض ہے۔ بہت علم پڑھنا پرہیزگاری

Marfat.com

کرنا اسی شخص کو سزاوار ہے کہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے۔ اگر کوئی تمام عمر نماز پڑھتا رہے، روزے رکھتا رہے اور گناہ کرنے سے باز نہ آئے تو فائدہ نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ استاد طالب دنیا سے علم نہ پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ الصحبة متاثرة (صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے) آیا ہے اور اسی طرح مرشد طالبِ دنیا اور آشنائے امراء و بادشاہ سے تلقین نہ لینی چاہیے۔ کیونکہ آخر کو وجود میں اس کا اثر پڑے گا۔ چنانچہ حُبُّ الدُّنیَا ظُلْمَةٌ وَّ زِیْنَةٌ (حب دنیا زینت اور ظلمت ہے) فرمایا ہے۔ دنیا وہی شخص تلاش کر سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ سے شرم و حیاء نہیں رہتی۔ اگر کوئی طالب سے کہے کہ تو دنیا قبول کر یا موت تو اسے چاہیے کہ موت قبول کرے۔ مگر وہ دنیا قبول نہ کرے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی درگاہ سے مردود ہو جائے گا۔ دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف سے روز خطاب ہوتا ہے کہ اے دنیا! میرے دوستوں کے نزدیک نہ ہو۔ انہیں تو اپنا منہ نہ دکھا۔ ان کے سامنے سیاہ اور بدصورت بن جا۔ تاکہ وہ تجھ سے تُرش رو ہو کر تجھے نہ چاہیں اور اے دنیا! جس طرح میں تیرے دوستوں کو نہیں چاہتا تو میرے دوستوں کو نہ چاہ۔ پس عالمان دنیا دار حب دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو فائدہ دین ان سے بند ہو جاتا ہے۔ پر جو کوئی دنیا جمع کرنے کے لیے یہ حیلہ کرے کہ میں مسلمانوں، مستحقوں، فقیروں، مسکینوں کے لیے روپیہ پیسہ جمع کرتا ہوں۔ یہ سب مکروفریب ہے۔ کیونکہ دنیا بغیر مکروفریب کے جمع نہیں ہوتی۔ اہل دنیا عبادت ذکر وفکر کی کچھ حلاوت نہیں پاتے

؎ طلاقش داد دنیا را رسول کے شود باسہ طلاقش زن قبول

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو تین طلاقیں دیں تو تین طلاقیں ہونے کے بعد پھر عورت کس طرح بیوی رہ سکتی ہے)۔

کسی سے سوال کرنا بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ حلال، حرام۔ سوال حرام سوال شیطانی و سوال نفسانی ہے کہ محض اکل و شرب اور لذت دنیا فانی کے لیے ہو۔ یہ سوال حرام ہے اور طلب حلال کے لیے سوال حلال میں۔ مثلاً جو سوال کہ خدا تعالیٰ سے یا پیغمبر و اولیاء

Marfat.com

اللہ و عارف باللہ سے محض لوجہ اللہ ہو حلال ہے اور اسی سوال کے لیے فرمایا گیا ہے: وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سائل کو جھڑکی نہ دو) فقیر کا سوال اللہ تعالیٰ سے اشتغال اور اس کی طرف متوجہ ہونا ہے اور اس کے سوال میں کوشش کرنے والا اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ (نیک کام کا راہ بتانے والا بھی گویا اس کا کرنے والا ہے) کا مصداق ہوتا ہے۔ مگر فقیر کو بھی فقر سے موصوف ہونا چاہیے کہ ہمیشہ اپنے نفس کافر سے جنگ اور جہاد اور جزع فزع کرتا رہے۔ ہمیشہ اس کے فکر ذکر میں رہ کر رضائے الٰہی کا طالب رہے۔ کسی وقت اس کی یاد سے غافل نہ رہے۔ جو شخص کہ یہ حال و احوال نہیں رکھتا۔ اس پر فقیری اور سوال حرام ہے۔ کیونکہ وہ نفس پرست ہے

بر ہر درے با نفس خود رسوا کنم
نفس دشمن ماؤ او را دشمنم

(مجھے میرا نفس لوگوں کے دروازے پر ذلیل کرنے کے لیے پھراتا ہے۔ میں نفس کا دشمن ہوں وہ میرا دشمن ہے)۔

فقیری اسے زیبا ہے کہ دنیا کے لیے نہیں بلکہ محض خدا تعالیٰ کے لیے علم حاصل کرے۔ ایسے فقیر پر ظاہر و باطن روشن ہو جاتا ہے اور جو شخص کہ دنیا کے لیے علم پڑھتا ہے۔ فقیری اس پر حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (اے ہمارے حبیب! لوگوں سے کہہ دو کہ دنیا کی متاع چند روزہ ہے) اسے چاہیے کہ برزخ لو دنہ نام باری تعالیٰ کا تصور کرے تاکہ دنیا کی محبت اس کے دل سے نکل جائے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ جو شخص برزخ لو دنہ نام باری تعالیٰ کا تصور کرتا ہے صاحب محبت و شوق و اشتیاق ہو جاتا ہے

الف اللہ کافی بود با را مجو ‏ ‏ ‏ ‏ ہر چہ خواندی غیر اللہ از دل بشو

(اسم اللہ کا الف ہی کافی ہے۔ ب یعنی اس کے علاوہ اور کسی چیز کی خواہش نہ کرو۔ سوائے اللہ کے اور جو کچھ تو نے پڑھا ہے۔ اسے دل سے دھو ڈالو۔

Marfat.com

یعنی مٹا دو۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لِلّٰہِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

برزخ اسم اللہ دونوں جہان کا رہنما ہے اور یہی عین معرفت ہے کہ اس سے دل سرد ہو جاتا ہے

ذکر حاصل شود از مصطفیٰ ذکر خدا ایمان ما

(ہمارے اللہ کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔)

میخواستم کہ رفتہ کنم کعبہ را طواف کعبہ دوام حاضر است دل صفی

کعبہ جوابؔ داد بما دل بیار صاف ایں است صاف دل کہ نفس را دہد خلاف

(میں نے چاہا کہ کعبہ کا طواف کروں مگر کعبہ تو ہمیشہ صاف دل میں حاضر ہے۔ کعبہ نے جواب دیا کہ صاف دل لا اور دل کی صفائی کا مطلب نفس کی خلاف ورزی ہے)۔

قولہ تعالیٰ: عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ (۹۶-۵) (اللہ نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو افضل الذکر فرمایا ہے اور یہ کہ جو شخص نماز کے بعد کلمہ طیب کو با آواز بلند پڑھے اس پر آتش دوزخ حرام اور بہشت حلال ہوتی ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ کے چوبیں حروف ہیں اور شب و روز کی ساعتیں بھی چوبیس ہیں۔ جب بندہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے تو ہر حرف کے بدلے ایک ساعت کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے میرے قلعہ میں آ جاتا ہے۔ میرے عذاب سے بے خوف ہو جاتا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی ایک نشست میں کلمہ طیبہ چالیس بار پڑھتا ہے اس کے ستر برس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

تمام علوم کی ابتداء کلمہ طیبہ میں ہے اور ان کی انتہاء بھی اسی پر ہے اور تمام کتابیں فقر کے نزدیک اسی کی شرح ہیں۔ دو صحت تیرے ہمراہ ہے۔ مگر تجھے دل کی آنکھیں چاہئیں۔ جس کے دل کے آئینہ میں زنگار کدورت ہو۔ اسے کیا تجلی ہو گی۔ دل بے کدورت اور صاف رہنا چاہیے۔ صاف اور بے کدورت دل میں خطرات پیدا نہیں ہوتے۔ جو شخص کہ عمر بھر میں دو دفعہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے اللہ اس کے گھر کے سات آدمیوں کو دوزخ سے نجات دے گا۔ جب کوئی کلمہ شریف پڑھتا ہے تو وہ اوپر جا کر ہفت اندام عرش کا ستون ہلاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے ستون ساکن رہ۔ وہ عرض کرتا ہے: یا ربّ العالمین اس کے پڑھنے والے کو بخش دے تو میں ساکن ہو جاؤں۔ ارشاد ہوتا ہے: میں نے بخش دیا۔

کلمہ شریف بہشت کی کنجی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اسے دوزخ نہیں جلا سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ زیادہ ہے اور مخلص تھوڑے ہیں۔ جو بغیر حساب کے عذاب سے بچ کر بہشت میں جائیں گے۔ مگر یاد رکھو جس شخص کو تصدیق قلبی حاصل نہ ہو اسے صرف زبانی وِرد کچھ فائدہ نہ پہنچائے گا۔ چنانچہ اِقْرَارٌ بِـالـلِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ (زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنی چاہیے) آیا ہے کہ اگر باوجود کلمہ پڑھنے کے دل میں داغ ہو اور زر و سیم کی محبت تو اسے دوزخ میں ڈالے گی اور اگر اس کے دل میں راستی ہو

گی تو دوزخ سے نکالنے کے بعد پانی کی فریاد کرے گا اور جو دل میں دروغ اور جھوٹ ہوا تو خاموش ہو کر شرمسار رہے گا۔ معلوم ہوا کہ تصدیق تمام باتوں کی اصل ہے۔

اب جاننا چاہیے کہ تصدیق قلبی کس چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ تصدیق قلبی ذکر قلبی سے حاصل ہوتی ہے اور ذکر قلبی شیخ و مرشد و اصل اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جس کی صفت ہو۔ اَلشَّیْخُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ یُحْیِی الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ (دل زندہ کرے اور نفس کو مارے) جس طرح کہ زبان ایک عضو ہے یہی دل کا حال ہے کہ وہ بھی اعضائے جسمانی میں سے ایک عضو ہے۔ جس طرح زبان بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتی ہے دل بھی اسی طرح آواز سے کہنے لگتا ہے۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اپنے کانوں سے سنتا بھی اور اس کے پاس کے لوگ بھی سنتے ہیں۔ مگر بشرطیکہ یہ صفت شیخ کی بھی ہو۔ یحیی السنة ویمیت البدعة (سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹا دے) جو دل کہ حب دنیا اور شہوات و لذات نفسانی میں پڑا ہوا ہے اور دل دنیائے مردار نہیں مڑتا۔ ذکر اللہ کی صیقل اس دل کو صاف کر سکتی ہے کہ طالب مولیٰ ہو اور مرشد بھی خدائی صفت رکھتا ہو۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے: جس نے مجھے ایک مرتبہ ایک حرف بھی پڑھایا ہو وہ میرا آقا ہے۔ من تعلمنی حرفا فهو مولی سے یہی تلقین مراد ہے۔ وہ حرف قرآن اور کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے جو خاص مرشد سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص کہ وہ جان لیتا ہے خدا اور بندے کے درمیان سے حجاب اُٹھ جاتا ہے۔

صاحب علم قدر وان ہوتے ہیں کہ موافق قرآن و حدیث کے متابعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرتے ہیں۔ مگر جواں مرد وہ ہے کہ باطنی مقامات کو طے کر کے مقام لاہوت کو حاصل کر لیتا ہے اور ظاہر میں بالکل شریعت کے مطابق رہتا ہے اور سرمو اس کے خلاف نہیں ہوتا ہے۔

برزخ اسم اللہ اس شخص کے لیے ہادی ہے کہ جس کو ذکر اسم اللہ سے شوق و اشتیاق ہو۔ جب ذکر اسم اللہ کی تاثیر ہو جاتی ہے تو ما سوائے اللہ اُسے خوش نہیں آتا۔ صرف

Marfat.com

ذاتِ الٰہی سے مانوس اور ماسوائے سے وحشت ناک ہوتا ہے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

خدا کے دوست اہل ذکر اللہ اور فقیران فنا فی اللہ ہیں کہ اپنے اہل وعیال' مادر پدر' مال اور اسباب' درم و دینار' دنیا و مافیہا کو تماشوں کا منظر جانتے ہیں اور اس سے انہیں کچھ پسند نہیں آتا۔ وہ کسی چیز کی ملکیت سے خوش نہیں ہوتے۔ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا۔ قیامت کے دن بڑے بڑوں کو بھی مخاطب ہونے کی جرأت نہ ہوگی۔ جو کوئی باوجود فقر کے بجز اللہ تعالیٰ کے طلب کرے یا اس سے اپنی ملکیت گردانے، پورا کافر ہو جاتا ہے۔ اسے مقامات فقر اور درویشی سے کچھ حصہ نہیں ہے۔

کتا ایک ادنیٰ درجہ کا جانور ہے۔ اس کی نہ کوئی ملکیت ہوتی ہے اور نہ سکونت کے لیے کوئی خاص جگہ ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کو چاہیے کہ جانور سے ہی سبق حاصل کر کے زیادہ نہیں تو اس سے کم نہ رہے اور اپنے آپ کو اَلْوَقْفُ لَا یَمْلِكُ کا مصداق بنائے۔ جس طرح سے کہ مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔ اسی طرح فقیر بھی ہر ایک چیز کی ملکیت سے آزاد ہوتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

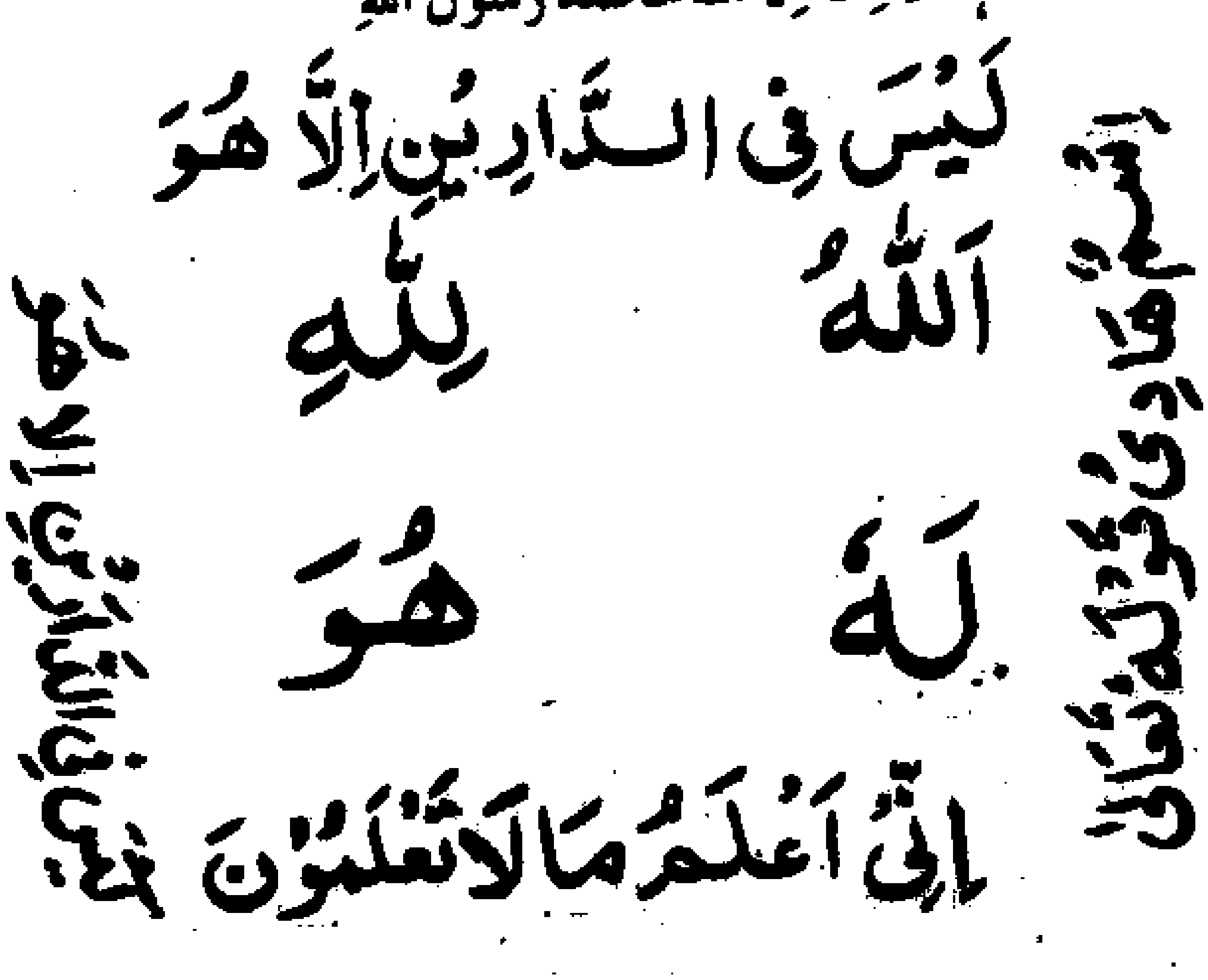

باب نہم

شراب کے ذکر اور حقائق اولیاء اللہ اور ترک ماسوی اللہ کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى (۴-۴۳)
نہ جاؤ قریب نماز کے جب کہ تم نشے کی حالت میں ہو)۔

جاننا چاہیے کہ جو لوگ شراب پیتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں۔ جس نے کہ ام الخبائث کو پیا۔ اس نے اپنے دونوں جہان خراب کیے۔ پس چاہیے کہ خدا تعالیٰ اور ساقی حوض کوثر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی شراب پیے۔ جس سے شراب پینے والے محروم ہیں جس نے شراب پی۔ اس نے گویا خانہ کعبہ میں پانچ دفعہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا۔ ہزار بار لعنت ہے ایسے شخص پر اور جو کوئی افیون استعمال کرتا ہے بے عقل اور احمق ہے اور جس نے پوست استعمال کیا وہ خدا کا دشمن اور شیطان کا ساتھی ہے اور جس نے تمباکو پیا جو کہ یہودیوں کی رسم ہے وہ نمرود مردہ کے درجے میں ہے۔ جس نے جو کی شراب استعمال کی۔ اس سے نماز اور روزہ بیزار ہے اور جاننا چاہیے کہ دنیا گانے اور بجانے اور کفر کی دنیا ہے اور شرابیوں کو ایسے رنگین تماشے بہت پسند آتے ہیں۔ کافر لوگ بتوں کے سامنے سجدہ کرتے اور ناچتے گاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں کذب، جھوٹ ہیں۔ حدیث میں آیا ہے: اِنِّیْ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِلَّا مَنْ ضُعْفِ الْیَقِیْنِ میں نہیں خوف کرتا اپنی اُمت پر مگر یقین کی کمزوری کا

باہو با سرودے اہل شرباں لعنتے برباد او
فاسقاں ہم بے نمازاں خوک و خرآں را بگو

(باھو شراب پینے والوں اور ناچنے والوں پر لعنت ہو۔ فاسقوں اور بے نمازوں کو سور اور گدھے کہنا چاہیے۔ پس چاہیے کہ اہل شیطان کا ہم نشین نہ ہو)۔

جاننا چاہیے کہ اس سے پرہیز کرے اور دوسروں کو منع کرے۔ رقص و سماع اس فقیر پر روا ہے جو نفس ہوا سے گزر کر مقام فنا میں پہنچا اور توحید میں غرق ہو گیا کہ عشق و محبت کی وجہ سے جب ذکر اللہ سنتا ہے مست ہو کر رقص کرنے لگتا ہے اور اس کی تین حالتیں ہیں۔ اول یہ کہ تاثیر ذکر اسم اللہ اور اس کی گرمی سے فقیر کے وجود میں تپ پیدا ہوتی ہے اور اس کے تپ سے اسی وقت گر کر مر جاتا ہے یا یہ کہ مطلق جنبش نہیں کرتا اور گر کر اس کا جسم سرد ہو جاتا ہے اور پھر باشعور ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اول منہ سے دھواں نکلتا ہے۔ اس کے بعد ذکر اللہ کی آگ اس کے وجود میں پیدا ہوتی ہے۔ جس سے وہ جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اسی خاک میں ایک لقمہ گوشت پیدا ہوتا ہے اور ذکر اللہ کی وجہ سے جنبش میں آ کر اپنی صورت پر ہو جاتا ہے۔ یا کہ رقص کے وقت اسم اللہ کی گرمی سے جسم کے کپڑے جل جاتے ہیں اور پھر وہ دوسرے کپڑے پہنتا ہے۔ جس فقیر کو یہ حال و احوال حاصل نہیں ہیں وہ ابھی گمراہی اور نفس و شیطان کے مکر میں پھنسا ہوا ہے۔ **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ**۔

پھر جس شخص کو سکر و مستی ذکر اللہ سے حاصل ہوا سے پھر دوسری چیز کی سکر و مستی کی کیا ضرورت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اہل شراب و مستی ذکر اللہ سے بے نصیب ہیں۔ انہوں نے مست الست کی شراب سے ایک گھونٹ بھی نہیں پی ہے۔ بلکہ وہ محبت الٰہی سے دُور ہو کر لہو و لعب میں پڑ کر اپنے لیے دوزخ خریدتے ہیں اور راہِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتے ہیں۔ اہل بدعت اور بے نمازوں کا ذکر و فکر مقبول نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** (۳-۳۱) (اے حبیب! لوگوں سے کہہ دو: اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ خدا تمہیں دوست رکھے گا) بغیر اتباع شرع کے کوئی مشقت اور ریاضت کام کی نہیں۔ اگر

Marfat.com

ایسا فقیر پانی پر چلتا ہو تو جان لو کہ وہ گھاس ہے اور اگر ہوا میں اڑتا ہو تو جان لو کہ گویا وہ مکھی ہے۔ اس سے زیادہ اس کی وقعت نہیں۔ فقیر کو چاہیے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرے اور دنیائے دُوں کو چھوڑ دے۔ اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس۔

دنیائے دوں کم ہمت لوگوں کا حصہ ہے۔ دنیا ہمیشہ کی ذلت اور شیطان کی ملکیت ہے۔ جس طرح اہل دنیا مال و دولت کے لیے پریشان رہتے ہیں۔ اسی طرح فقیر دیدار الٰہی کے لیے پریشان رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: یَا بَنِیْٓ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (۳۶-۶۰) (اے بنی آدم! شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر) ایسے شخص پر بڑا افسوس ہے جو کہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور دنیا و نفس و شیطان کا دوست ہو۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ ایسا شخص دنیا کے پیچھے خود بھی پریشان ہوتا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی پریشان کرتا ہے۔ بلکہ شرّ میں ڈالتا ہے۔

شر شیطان لعین کا نام ہے اور اسم اللہ دلجمعی کا نام ہے۔ اس لیے صاحب ذکر کو ان دونوں جہان میں دلجمعی حاصل ہوتی ہے کہ لوگ اس سے بھاگ کر وسوسہ و خطرات میں پڑ جاتے ہیں اور خواب غفلت میں رہتے ہیں۔ قیامت کے لیے روز ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ دُنیا آخر اپنے دوستوں کو عذاب میں گرفتار کرے گی۔

باہو اہل دنیا بے وقوف ہیں کہ شب و روز مال و دولت ان کی تسبیح ہوتی ہے۔ وہ لوگ دنیا ہی کو اپنا مقصود اصلی جانتے ہیں۔ مگر مردانِ خدا دنیا کی لذت کو ایک احتلام سے زیادہ وقعت نہیں سمجھتے اور اسے اپنے اوپر حرام جانتے ہیں۔ دنیا کی مثال ایک بے حیا اور بے وفا عورت کی ہے

زن ساجدہ یا ذاکر یا صاحب سجود   از زناں بہ پرہیز باشی نیست سود

باہو گرچہ دنیا زرنقش ونگار است   ہمچوں زیبا درچنانچہ پوست مار است

باہو عورت سجدے کرنے والی ذکر کرنے والی یعنی عابدہ اور زاہدہ ہی کیوں نہ ہو تجھے چاہیے کہ ہر قسم کی عورتوں سے بچتے رہو کیونکہ ان سے تمہیں کوئی فائدہ

نہیں ملے گا۔ باہو اگرچہ دنیا بڑی خوبصورت اور سہانی ہے مگر اس کی خوبصورتی ایسی ہی ہے جیسے سانپ کے نقش و نگار۔

فقیری اور درویشی ایک بڑی چیز ہے۔ یہ مرتبہ خدا تعالیٰ پیغمبروں' اولیاء اور فقراء کے سوا اور کسی کو عطا نہیں کرتا۔ دنیا بندے کو خدا تعالیٰ سے باز رکھتی ہے۔ کسی فقیر نے اب تک خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو کچھ کیا ہے اہل دنیا نے کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واسطے اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ بلکہ جو کچھ آپ نے پایا اسے راہ خدا میں ہی صرف کر دیا کہ مبادا میں اہل دنیا میں شمار ہو جاؤں۔

امام المسلمین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود تشدد بادشاہ کے منصب قضا کو ایک روز بھی پسند نہیں کیا کہ مبادا قیامت کے روز قاضیوں کی صفوں میں کھڑا کیا جاؤں۔ پس چاہیے کہ دنیا کو بد نہ جانے اور بد کو اپنے ساتھ نیک کرے اور خدا تعالیٰ ہی کو نیک و بد کا پیدا کرنے والا جانے اور کسی طرح اس سے روگردانی نہ کرے۔ اہل دنیا اس کی طلب میں دو دلی کرتے اور اس کا غم اُٹھا کر زرد رہتے ہیں۔

گر زمیں زری شود سیری نہ گردد زرد روئے

زرد رُو یا رُو سیاہ ست رُو نیابد حق بسوئے

(دنیا سرتا پا سونا بن جائے تو لالچی پھر بھی سیر نہیں ہوتے۔ دنیا منہ کالی ہو یا زرد رُو اہل حق اس کی طرف رُخ بھی نہیں کرتے

دنیا دانی کفر کافر را نصیب ہر کہ راحق رہبر است آں حق حبیب

(دنیا کو کافر جانو اور یہ کافروں کو ملا کرتی ہے۔ جس کا راہنما اللہ تعالیٰ ہے وہ خدا سے ہی لو لگاتا ہے)۔

جو کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے لوگ اس سے جنگ کرتے ہیں اور اگر دنیا کا نام لیتا ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے گویا فرض کفایہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہ کہتا ہے۔ کیونکہ جل جلالہ کہنے سے گناہ تو نہیں ہوتا بلکہ ثواب ہی ملتا ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کا نام لینے سے آزردہ ہوتا ہے وہ طالب دنیا اور اہل شیطان ہے یا متکبر

Marfat.com

اور خواہش نفسانی کا پیرو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ ۔ جو شخص کہ جس چیز کو دوست رکھتا ہے ظاہر و باطن سے اس کے نام سے لذت وحلاوت پاتا ہے اور جس چیز کو دشمن رکھتا ہے اس کے نام سے آزردہ ہوتا ہے۔ اس لیے اہل فقر کو دنیا و شیطان کا نام برا معلوم ہوتا ہے اور علماء کو روزی و معاش اور امیری و بادشاہت کے نام سے خوشی ہوتی ہے۔ مگر یہ حال عالمانِ بے عمل کا ہے کہ احکامِ الٰہی سنتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ فقیر کو ان کی پیروی نہ کرنی چاہیے کہ وہ ورثہ عبادت و سعادت سے خالی ہیں۔ علماء کو اس وقت پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ وہ کلام اللہ سے بد اعتقاد ہو کر امیر و سلاطین کے دروازوں پر پھرنے لگتے ہیں اور فقیر کو اس وقت پریشانی ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے بد اعتقاد ہو کر اہل دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

عالم بے عمل اور فقیر بے توکل و بے صبر سے خدا محفوظ رکھے۔ اللہ بس باقی ہوس۔ فقرائے کاملین نے مدتوں گھاس پات کھا کر اپنی عمر بسر کی ہے اور مرتے دم تک امراء و سلاطین کے در پر نہیں گئے۔ وہ عالم کہ عامل ہیں وہ فقر و فاقہ میں کامل ہیں۔ فاقہ فقر کو تقویت دیتا ہے کہ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ کا ہم نشین بناتا ہے۔ نیز اگرچہ فقیر کامل اپنا شکم طعام سے اس طرح بھرتا ہے جس طرح دیگ اور پانی اس طرح پئے جس طرح دیگ پیتی ہے اور زبان اس طرح چلائے جس طرح تیغ تاہم وہ ذکر و فکر بھی اسی قدر کرتا ہے اور نفس کو مارتا ہے۔ فقیر کا طعام گویا نفس کا ایندھن اور ان کا شکم عشق کی آگ کے شعلوں سے پر نور ہوتا ہے۔ نہ ہر وقت وصال اور نہ ہمیشہ بُعد و دُور۔ گاہے گرم گاہے سرد کا مضمون ہوتا ہے وہ مراتب فقر سے واقف اور اس کی منزلوں سے باخبر ہوتا ہے

زیرو زبر ومد وشد تحت فوق　　　عاشقاں رامی نماند ذوق شوق

(زیر، زبر، شد، مد نیچے اوپر فرق تمام حالات سے عاشقوں کو ذوق وشوق حاصل ہوتا ہے)۔

علماء کہتے ہیں

مردم اہل فقر را ایں زر چو دلدند　　　زبہرش آنکہ اسم اللہ بخواند عد

Marfat.com

منم خوانم منم دانم مسائل — او قوت فعل خود نہ قائل
درم درویش برخود گشت مائل — او علم خویش را خود کرد زائل
درم درویش را برحق بہ بیند — درویش آنکہ بردرش نجند

(لوگوں نے فقیروں کو روپے پیسے اس لیے دیئے کہ وہ اللہ کا نام لیتے تھے۔ میں پڑھتا ہوں اور مسائل جانتا ہوں۔ یعنی فقیر اپنے حق میں فیصلہ کرنے کی قوت کا قائل نہیں ہے۔ درویش مالدار ہو کر اپنی طرف مائل ہو گیا اور اس نے اپنے علم کو آپ زائل کر دیا۔ لالچی فقیر نے درم کو خدا بنا رکھا ہے۔ مگر درویش وہ ہے جو درم سے نفرت کرتا ہے)۔

فقیر کہتا ہے

کسے پرسد فقیری تو چہ نام است — برداز حق بگوئی لا مکان است

(اگر کوئی پوچھے تو فقیر ہے؟ تو بتا کہ فقیری کیا چیز ہوتی ہے۔ تو اسے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے جس کا مقام لا مکان ہے)۔

فقیری درویشی نہ گفتگو میں ہے اور نہ پڑھنے لکھنے میں اور نہ مسئلہ مسائل میں اور نہ حکایات و قصہ خوانی میں ہے۔ بلکہ فقیری معرفت اور غرق توحید وحدانیت اور اپنی خودی سے فنا اور ہوائے نفسانی اور معصیت شیطانی سے بیزار ہو جانے اور زبان بند کرنے، با ادب رہنے، ذکر و اذکار جاری رکھنے، صاحب دانش و بینش ہونے اور متشرع رہنے میں ہے۔

فقیری معرفت کے دریا میں غوطہ لگانے، مقام لاہوت میں پہنچنے، دنیائے دوں سے توبہ کرنے اور اہل دنیا سے بیزار رہنے میں ہے۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص کہ ظالمان اہل دُنیا کا منہ دیکھتا ہے۔ اس کے دین کا تیسرا حصہ اس سے سلب ہو جاتا ہے۔

یَـا اِلٰهَ الْعَالَمِیْنَ! خواہشات کا دریا تو نے انسان کے وجود میں بھر دیا ہے اور فرمایا ہے خبردار پانی نہ پینا۔ خداوند تیری توفیق کے بغیر بیڑا پار نہیں ہو سکتا۔ خداوند نفس و

Marfat.com

شیطان کو تو نے انسان کا دشمن بنا دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ان سے جنگ کرو۔ حالانکہ یہ دونوں بظاہر نظر بھی نہیں آتے۔ الٰہی باطنی روشنی عطا کر جس سے ان دشمنوں کو دیکھ سکوں اور ان سے بچوں اور جنگ کروں۔ جو بغیر تیری توفیق کے ناممکن ہے۔ خداوند! انسان کے وجود میں تو نے حرص و ہوس کو رکھ دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بے طمع رہو۔ جو تیرے فضل وکرم کے بغیر ناممکن ہے

جز خدائے نیست با ماجاں عزیز　　　طالباں ایں خوش بود عقلش تمیز

(پیاری جان اللہ کے فضل کے سوا ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اے طالبان خدا اس کی عقل وتمیز ایک نعمت ہے)۔

شریعت میں شوق و اشتیاق ہے اور نفس و شیطان کا خلاف' اسلام نے نیک کام کرنے کا حکم دیا ہے اور برے کام کرنے سے منع کیا ہے۔ حلال کھانے اور حرام سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ ہر ایک چھوٹے بڑے گناہ سے بچا کرے۔ علم پڑھے' فرض' واجب' سنت' مستحب پہچانے اور گرداگرد ان چاروں باتوں کی دیوار بنا کر توفیق اور مدد الٰہی کے قلعہ میں بیٹھے اور طریقت میں غفلت دُور کر کے ہوشیاری و چالاکی حاصل کرے اور مقام مطلوب پر پہنچے اور حقیقت میں دلداری ہے۔ جو کچھ ہے وہی ہے اور جو کچھ ہوتا ہے اسی سے ہوتا ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ دم نہ مارے۔ صبر و شکر سے رہے۔ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی (خیر وشر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) پر ایمان رکھے۔

خیر الخلائق جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شر الخلائق شیطان لعین ہے۔ معرفت غم خواری اور عاجزی ہے۔ جو شخص ان چاروں مقام سے آگاہ نہیں ہے۔ وہ گاؤ خر اور سلک سلوک وتصوف وفقر سے بیخبر ہے

ہر چہ بینی بد ازاں من بد ترم　　　در غریبی بد ترین حق یافتم

(تو جو بُری چیز دیکھتا ہے میں ان سب سے بُرا ہوں۔ اس بد ترین غریبی میں ہوں۔ میں نے حق کو پا لیا ہے) اور یاد رہے کہ ہر ایک مقام میں قبض وبسط و

سکر ہے۔

مقام طریقت سکر ہے۔ خدا تعالیٰ اس مقام سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ اس کا سکر سکرات موت یا مرگ مفاجات سے کم نہیں۔ مبتدی ہو یا منتہی یا متوسط فوراً فقیر مقامات طریقت نہیں۔ اگر اپنے حال و احوال کو پہچانے اس کی نگہبانی کرے۔ مستی کی حالت میں درود شریف پڑھتا رہے۔ اس مقام سے سلامتی کے ساتھ گزر جائے گا۔ کیونکہ شریعت بمنزلہ جان کے اور طریقت بمنزلہ قدم کے ہے۔ قدم اس وقت اٹھتا ہے کہ نیت سیر وسفر کی ہو۔ طریقت بمنزلہ راہ کے ہے اور راہ بغیر پانی کے طے نہیں ہو سکتی۔ راستہ میں پانی نہ ملے تو مسافر کی جان نکل جائے گی۔ شریعت گویا کشتی ہے اور طریقت دریا اور گویا کشتی طوفان میں پڑی ہوئی ہے۔ اس لیے اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق الٰہی اور مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ تاکہ کشتی طوفان سے نجات پا کر سلامت کنارے پر آ جائے۔ کوئی طریقت کے گرداب میں پھنس جاتا ہے۔ کسی کو سکر پیدا ہوتا ہے کسی کو کشف و کرامات حاصل ہوتی ہیں اور اس کے لیے سدِ راہ بن جاتی ہے۔ کسی کو طیر و سیر حاصل ہوتا ہے اور کسی کو حیرت و سکر۔ کوئی طریقت میں حالت سکر سے سوختہ ہو کر مجذوب ہو جاتا ہے۔ کسی کے دل میں وسوسے و خطرات و خرطوم شیطان پیدا ہو جاتے ہیں۔ کوئی دیوانہ و بیہوش ہو کر گھربار اور تمام خلق سے بیزار ہو جاتا ہے اور تارک الصلوٰۃ بن جاتا ہے۔ کوئی جذبہ جلالی و جمالی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ بعض جذب طریقت سے دیوانہ ہو کر دریا میں غرق ہو کر مر گئے۔ بعض درخت کے نیچے سو کر مر گئے۔ بعض جنگل میں جا کر فاقہ سے مر گئے۔ سکر طریقت کی آگ طالب اللہ پر ایسی غالب ہوتی ہے کہ شب کو اُسے نیند تک نہیں آتی اور ہر وقت بے قرار و بے آرام رہتا ہے۔ خاکساری دلق پوشی ذکر قلبی وغیرہ حاصل ہوتی ہے۔

طریقت میں دو ہی قسمیں ہیں یا تو طالب شرک و استدراج میں پڑ کر گمراہ ہو جاتا ہے اور اپنی گردن میں لعنت کا طوق ڈالتا ہے یا مقام عبودیت والوہیت میں پہنچ کر وصال اور استغراق حاصل کرتا ہے۔

Marfat.com

فقیر کو چاہیے کہ طریقت میں عیش و عشرت و آرام کی توقع نہ رکھے۔ اگرچہ طالب مدتوں تک محنت و مشقت اٹھاتا رہے۔ اگر مرشد کامل و مکمل ہو تو چشم زدن میں حال و احوال و طریقت کی منزلوں سے نکال دیتا ہے۔ مقام حقیقت ادب ہے۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جانے۔ یہی وصال ہے۔ دلجمعی سے بسر کرے اور اس کے فضل و کرم کا متوقع رہے۔ اس کے فضل و کرم سے تمام مقامات کشادہ اور سہل ہو جاتے ہیں اور پھر کسی چیز کی بھی احتیاج نہیں رہتی۔ اللہ بس باقی ہوس۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ

خاکسارے بہ بود آں خاکسار — فرض و سنت دائما ہم نگہدار

فرض بہ کاں آں بود باشی و پنج — فقر را ایں راہ بود با پنج و گنج

(خاکسار وہی اچھا ہوتا ہے جو ہمیشہ فرض و سنت یعنی شریعت پر کاربند رہے۔ فرض بہتر وہی ہے جو پانچ نمازوں اور تیس روزوں کی صورت میں ہے۔ فقیر کو اس راہ میں یعنی شریعت پر عمل کرنے میں پانچ خزانے کلمہ، توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ حاصل ہوتے ہیں) طریقت میں جو رجوعات کلی ہوتی ہیں۔ جیسے ملائک وانس و جن، زر و مال۔ مگر بعض وقت امتحانات رجوعات مطلق نہیں ہوتی۔ اس لیے ہزاروں طالب طریقت کی گرداب میں آ کر ہلاک ہو گئے ہیں اور ہزاروں سلامتی کے ساتھ پار ہو گئے ہیں۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور فقرائے کاملین کی برکت سے مرشد کامل ہر وقت طالب کا معین و مددگار رہتا ہے اور مرشد ناقص ہمیشہ دنیائے مردار کی فکر میں رہتا ہے۔ اس لیے وہ طالب کی مدد اور امداد نہیں کر سکتا

باہو از رہبر بود حق رہنما — می رساند در بہ مجلس مصطفیٰ

(باہو اگر رہبر حق کی رہنمائی کرنے والا یعنی کامل و مکمل ہو تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچا دیتا ہے)۔

فقیر کو بے ریا اور عالم بے طمع اور غنی با سخا ہونا چاہیے۔ فقیر کے لیے صبر اور علماء کے لیے سخاوت اور بادشاہ کے لیے عدل اور حاکم کے لیے رشوت سے بچنا مشکل ہے۔ جیسا کہ عوام کو خاص لوگوں کا کام اور خاص کو عوام کا کام مشکل ہے۔ فقر خاص اور دنیا

Marfat.com

عام ہے۔ اگر خاصانِ خدا کو زر و مال اور تمام دنیا کی حکومت دو تو وہ ہرگز قبول نہ کریں گے اور عوام کو فقر و فاقہ و مراتب غوث و قطب دو، وہ بھی اختیار نہ کریں گے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ (۴۲-۷) (ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں ہے) حالانکہ اس نے سب کو بلا کسی خصوصیت کے اپنی عبادت و معرفت حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا تھا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (۵۱-۵۶) (ہم نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر صرف اس لیے کہ وہ ہماری عبادت کریں) اہل عبادت مبتدی اور اہل معرفت منتہی ہیں۔ مبتدی منتہی کے حال سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے۔

اسی طرح کی بھی دو حالتیں ہیں:

اول اسلام ہے۔ قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى إِلَيَّ (۱۸-۱۱۰) (تو فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں خدا کی طرف سے میرے پاس وحی آتی ہے)۔

دوم احکام ہیں۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (۵۳-۳،۴) (ہمارا حبیب اپنے جی سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہ صرف ہماری وحی ہوتی ہے)۔

یہی حال طریقت کا ہے کہ اول طریقہ طے مراتب ہے۔ جب فقیر حقیقت کو پہنچ جاتا ہے تو اُسے حضور حاصل ہوتا ہے اور مقامِ مشاہدہ میں وہ ادب سے دست بستہ خاموش رہتا ہے۔

معرفت کے بعد احکامِ شریعت ہیں اور یہ مقام الہام ہے کہ غیب سے ہاتف آواز دیتا ہے اور شریعت کے بعد مقام طریقہ انعام و فضل ہے جو مقام خاص الخاص ہے۔ اس کے بعد عشق توحید الٰہی ہے۔ جو اس مقام پر پہنچتا ہے۔ عارف باللہ واصل الی اللہ معارف صاحب عفو ہوتا ہے۔ یہ طریقہ وحدانیت ولانہایت ہے

وحدت اندر وحدت اندر وحدت است
ہر کہ بیند غیر وحدت بت پرست

(وہاں تو وحدت ہی وحدت ہے جو کوئی وحدت کے سوا کچھ سمجھے وہ بت پرست

Marfat.com

ہے) چنانچہ مَا شَغَلَكَ عَنِ اللهِ وَهُوَ صَنَمِكَ (جو چیز کہ تجھ کو خدا کی طرف سے ہٹا دے وہی تیرا بت ہے) فرمایا ہے۔

باہو فقر ایک دریائے عمیق ہے اور وہ زہر قاتل سے بھرا ہوا ہے۔ جو شخص اس میں پہنچتا ہے اس سے ہزاروں پیالے پیتا ہے۔ اگر مر گیا تو جانو اس نے شہادت کا درجہ پایا اور اگر زندہ رہا تو مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا طے کیا اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کیا۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللهِ (میں نے اپنا کام خدا کو سونپا)۔

لطیفہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ شریعت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ طریقت ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ حقیقت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ معرفت ہیں اور جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سرّ ہیں۔

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صدیق ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عدل ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کرم اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فقر ہیں۔

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوا کی طرح ساتھ ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پانی کی طرح رقیق القلب ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگ کی طرح گرم اور تیز مزاج ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاک کی طرح منکسر المزاج ہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ اربع عناصر کے انسان کامل ہیں۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام انسان کامل ہیں اور باقی لوگ حسب مراتب تقریب رکھتے ہیں

صدیق صدق و عمر عدل پُر حیا عثمان بود
گوئے فقرش از پیغمبر شاہ مرداں مے ربود

(حضرت صدیق اکبر صدق تھے اور حضرت عمر عدل تھے اور حضرت عثمان حیا

سے پُر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شاہ مرداں یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فقر کی دولت پائی)۔

فقیر اس مقام پر پہنچ کر دونوں جہان سے آزاد ہو جاتا ہے۔ جـــزا و اللہ خیـــر الجزاء۔ اسی مرتبہ کے بیان میں فرمایا ہے: امتی علی العرش بدون الاقدام (میں بے پیروں کے عرش تک پہنچتا ہوں)

بے سرش سیرے کند در لا مکاں　　　　کے نواند کردد صف عاشقاں

(عاشقوں کے کیا کہنے۔ وہ تو بغیر سر یعنی حواس خمسہ کے لا مکان کی سیر کرتے ہیں)۔

جب فقر فنا فی اللہ واصل الی اللہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا مرتبہ کامل ہو جاتا ہے کہ آنکھیں بند کر کے جہاں چاہے چلا جائے اور جب آنکھیں کھولے تو اپنے آپ کو ظاہر و باطن میں وہیں دیکھے اور ہر ایک مجلس و مقام میں پہنچ سکتا ہے اور اب وہ طریقہ طریقت منتہی میں پہنچ جاتا ہے۔

طریقہ مبتدی اور طریقہ منتہی میں یہ فرق ہے کہ طریقہ مبتدی صرف مشاہدہ ہے اور طریقہ منتہی اپنے آپ کو خدا کو سونپنا ہے اور مقام کبریا میں حق الیقین حاصل کرنا ہے۔ اس مقام والا نہ خدا اور نہ خدا سے جدا۔ فقیر فنا فی اللہ خدا تعالیٰ کی حفظ و امان میں ہے اور دونوں جہان میں سبکسار ہے اور اہل دنیا گراں بار ہے۔

ایک نکتہ ہزار کتاب کے برابر ہے۔ بلکہ اس کی تفصیل ہزار کتابوں میں نہیں سما سکتی۔ اسی طرح اسم اللہ ایک حرف ہے اور دونوں جہان اس کی تصدیق ہیں۔ انسان تین قسم کے ہوتے ہیں۔

اول: اہل حجاب حیوان ناطق ہیں۔

دوم: اہل جذب احمق و مجنون۔

سوم: اہل محجوب، مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو طے کئے ہوئے۔

فقیر ہم نشین اہل اللہ ہے۔ اہل علم خوشبو کی مانند اور اہل دنیا مردار کی بدبو کی مانند

ہیں۔

تمام عالم تین قسم پر ہے:

اول فقراء کہ جنہیں خدا تعالیٰ کا ذکر وفکر، وصال حضور، فنا، بقا، توحید، عشق و محبت، ساغر مستی عطا کرتا ہے اور غیر ما سوائے اللہ سے جدا کر کے اپنے قرب میں جگہ دیتا ہے کہ مطلب غیر مطلق نہیں رہتا۔ طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ۔

دوم: اہل علم وحلم کہ خدا تعالیٰ انہیں علم وعمل وتقویٰ و پرہیزگاری عطا فرما کر اہل خرد و صاحب شعور صاحب علم وعمل بناتا ہے۔ جس سے اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ کے مستحق ہو جاتے ہیں اور بذریعہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول وفعل کو مطابق کرتے ہیں اور قدم بقدم طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر چل کر تارک الدنیا ہو جاتے ہیں۔

سوم: اہل دنیا و زینت دنیا و طالب زر و مال کفار و منافقوں کی پیروی کر کے حرص و ہوس میں پڑتے اور اپنے آپ کو دنیا میں پھنساتے ہیں۔

مگر طالبانِ خدا ان معاملات میں حق شناسی اور منصف مزاجی سے کام لیتے ہیں۔

فقیر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ تارک از دنیا و فارغ از دنیا۔ فقیر تارک از دنیا یہ ہے کہ دنیا کا مال و دولت جمع کرنے کے لیے بظاہر دنیا کو چھوڑ دے مگر اہل دنیا سے اخلاص کے ساتھ پیش آتا رہے۔ درحقیقت تارک دنیا نہیں ہے اور فارغ از دنیا یہ ہے کہ دنیا اور اہل دنیا دونوں کو چھوڑ دے۔ فقیری یہ ہے کہ جو کچھ اس کی نذر ہو یہ سب کچھ خدا کی نذر کر دیتا ہے۔ جو شخص یہ صفت رکھتا ہے وہ فقیر سلطان التارکین ہے۔ جب فقیر پوری طرح سے تارک ہو جاتا ہے تو اسے دلجمعی خاطر حاصل ہوتی ہے۔ خواہ کسی ایک جگہ مقیم ہو یا ہمیشہ سیر وسیاحت میں رہے۔ فقیر سلطان العارفین اسی کو کہتے ہیں۔ جو شخص کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کو مدنظر رکھتا ہے۔ اسے دنیا و مافیہا سے کچھ اچھا نہیں لگتا۔

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ اپنے قبیلہ سے جدا ہو کر خدا تعالیٰ سے یگانہ ہو گئے اور ابوجہل اپنے قبیلہ سے یگانہ اور خدا سے بیگانہ رہا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے روز ازل

Marfat.com

میں ہی عاشقوں کے گروہ میں لکھ دیا ہے۔ ہجر زدہ کو مسجد اور بت خانہ اور دوزخ اور بہشت برابر ہیں۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد | چراغ مقبلاں ہر گز نمیرد
چراغے را کہ ایزد برفروزد | ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

(دنیا میں ہر طرف آندھیوں کا زور ہو جائے تو بھی مقبولانِ بارگاہِ خدا کا چراغ نہیں بجھتا۔ جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کر دے اسے جو کوئی بجھانا چاہے اس کی داڑھی جل جاتی ہے۔ یعنی رسواء ہوتا ہے)۔

دنیا میں دونوں قومیں آزاد ہیں۔ فقراء و سلاطین ان جیسی آزادی نہ کسی کو ہوئی نہ ہو گی۔ فقراء اس وجہ سے بے نیاز ہیں کہ وہ بے نیاز کے ہم نشین ہوتے ہیں اور سلاطین اس لیے بے نیاز ہوتے ہیں کہ مال و زر کی محبت میں مست رہتے ہیں۔ جب اہل دوزخ فریاد کریں گے۔ اہل بہشت حور و قصوز میں آرام کرتے ہوں گے۔ مگر فقرائے طالب دیدار ایسی جزع و فزع اور فریاد کریں گے کہ اہل بہشت اور اہل دوزخ دونوں حیران رہیں گے اور ان کی فریاد حق تعالیٰ کی حضوری میں پہنچے گی۔ حکم ہو گا کہ میں نے تم کو بہشت میں داخل کیا ہے۔ جس طرح اور اہل بہشت آرام میں ہیں۔ تم بھی آرام کرو اور اہل دیدار عرض کریں گے کہ خداوند بہشت بھی ہمارے لیے دوزخ ہے۔ تیرے دیدار کی جدائی سے دل میں ایسی تپش ہو رہی ہے کہ اگر ہم آہ نکالیں تو تمام بہشت جل کر خاک بن جائے۔ ہم لوگ دیدار کے مشتاق ہیں۔ بہشت ہم پر حرام ہے۔ دیدار کا حکم ہو گا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا: تم نے دیدار کے لیے بہت رنج اٹھایا ہے۔ دیدار سے شرف حاصل کرو۔ میں دیدار سے دریغ نہ کروں گا۔ جب اہل دیدار کو دیدار حاصل ہو گا۔ سالہا سال مست پڑے رہیں گے۔ فقراء کی مستی اسی کے دیدار کی مستی ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو بیوہ عورت کی صورت میں دیکھا کہ وہ سر پر ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ اس کی پیٹھ جھکی ہوئی ہے۔ ایک ہاتھ حنا سے ایک ہاتھ خون سے رنگا ہوا ہے۔ آپ نے پوچھا اے ملعون! تیری پیٹھ کیوں،

Marfat.com

جھکی ہوئی ہے؟ کہنے لگی: میں نے اپنے پسر کو مار ڈالا ہے۔ آپ نے پوچھا: یہ رنگین چادر کیوں اوڑھی ہے؟ کہنے لگی: نوجوان کو اپنے اوپر فریفتہ کرتی ہوں۔ آپ نے دریافت کیا تو نے اپنا ہاتھ خون سے کیوں رنگا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنا شوہر مار ڈالا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: دوسرا ہاتھ حنا سے کیوں رنگا ہے؟ کہنے لگی: ابھی دوسرا شوہر کیا ہے۔ آپ تعجب میں ہوئے۔ کہنے لگی: یا روح اللہ! اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اگر میں پدر کو مار ڈالوں تو پسر مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے اور اگر پسر کو مار ڈالوں تو پدر مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے اور اگر ایک بھائی کو مار ڈالوں تو دوسرا بھائی عاشق ہو جاتا ہے۔ یا روح اللہ! اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں نے ہزاروں شوہر مار ڈالے ہیں اور کسی ایک پر ترس نہیں کھایا۔ مگر جو شخص مرد تھا اس نے مجھے نہ چاہا اور جس نے مجھے چاہا وہ مرد نہ تھا اور جو کوئی مجھے چاہتا ہے میں اس کو نہیں چاہتی اور جو مجھے نہیں چاہتا میں اس کو چاہتی ہوں۔

نقل ہے کہ دنیا شیطان کی متاع ہے جو شخص شیطان کو چاہتا ہے اس سے شیطان کہتا ہے کہ اپنا دین و ایمان مجھ کو دے کہ دنیا میری متاع ہے جو کوئی دنیا کو چاہے اسے چاہیے کہ میرے دین میں آ جائے اور صاحبِ معصیت ہو جائے اور ایمان و دین سے پھر جائے۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ دنیا کا مال و زر، اہل دنیا کے اعمال، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن، خیرات، مسئلہ مسائل اور جو کچھ عبادت ظاہری سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر ان سب کو جمع کرو تو فقیر صاحب فقر و فاقہ و اہل عشق و محبت کی ایک سانس کے برابر نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سب معرض زوال میں ہے اور دم فقیر لازوال ہے۔ لوگ مزدور اور فقراء اہل حضور فقر مذہب و ملت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مذہب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مومن کے لیے کاشتکاری ہے۔ کاشتکار جو کچھ اپنے کھیت میں بوتا ہے فصل پر وہی کاٹتا ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے: اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) اور اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (اعمال کی جزا نیت پر موقوف ہے) رافضی، خارجی، فاجر، فاسق، اہل بدعت کو

مذہب سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مذہب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر تارک الدنیا اور طالب رب جلیل رہے۔ نہ طلب دنیائے ذلیل رکھتے ہیں کہ دنیا و درم زر و مال اور دنیا پر مہر لگا دی گئی تو شیطان نے اُسے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا اور دنیا سے کہنے لگا: جو کوئی تجھے رکھے گا وہ میرا بندہ ہے۔

اے عزیز! اگر مراتب باطنی حاصل کرنا اور خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا ہے تو زر و مال اور درم و دینار کو جو کوہ قاف سے بھی زیادہ ہے سر سے اُتار ڈال اور اس دنیا کی حرص کا طوق گردن سے نکال ڈال اور شیطان کے زمرے سے باہر آ۔

فقیر کو چاہیے کہ فقر و فاقہ پر جو فخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے ثابت قدم رہے جو کوئی دنیا کو اس طرح تلاش کرے جس طرح کہ کتا ہڈی کو تلاش کرتا ہے۔ اسے بندہ نہ کہنا چاہیے بلکہ وہ سگ ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ (دنیا ناپاک ہے اس کے طالب کتے ہیں) جیفہ اس مردار و بدبودار شے کو کہتے ہیں کہ اسے نیچ قوم کے لوگ بھی نہ کھا سکیں گے۔ بلکہ کتے کوے اس کو کھا سکتے ہیں۔ جو شخص کہ فقیر حق میں قدم رکھے اور مدتوں سے دنیا کا تارک بھی ہو چکا ہو مگر اس کے دل میں ابھی یہ خیال ہو کہ ہاں دنیا خوب ہے۔ معلوم ہوا کہ ابھی دنیا کی محبت اس کے دل سے نہیں گئی ہے۔

نقل ہے کہ ایک صحابی کی تنگ دستی کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے گھر میں ایک اور صرف ایک چادر رکھتے تھے۔ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب یہ اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تم چار سو درم لے جاؤ اور خرچ کرو۔ ان حضرت نے اپنی بی بی سے ذکر کیا۔ ان کی بی بی صاحبہ کہنے لگیں کہ دنیا دشمن سے زیادہ بدتر ہے اور دشمن کو گھر میں نہیں لانا چاہیے۔ صحابی بولے: اگر میں درم نہ لاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہوگی۔ بی بی صاحبہ بولیں: اس نیت سے دوگانہ نماز ادا کرو کہ خدا تعالیٰ دنیا سے اٹھا لے تا کہ اس کی نوبت بھی نہ آئے۔ ان صحابی نے ایسا ہی

Marfat.com

کیا اور ان کی بی بی صاحبہ نے دعا مانگی اور دونوں جاں بحق تسلیم ہوئے۔

مگر اس زمانہ میں دیکھنا چاہیے کہ دنیا کے لیے نماز دوگانہ پڑھا کرتے ہیں۔

ع بہ بیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا

طالب مولیٰ کو راہِ حق میں کچھ طمع نہ چاہیے جب سے جہان پیدا ہوا ہے ابلیس منتظر رہتا ہے کہ اسے طمع کی آواز سنائی دے۔ جب اس کے کان میں طمع کی آواز آتی ہے تو وہ نہایت خوش ہو کر خوشی کی نوبت بجاتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنی دختر کا نکاح کسی درویش کے ساتھ کر دیا۔ بادشاہ کی بیٹی درویش کے گھر میں آئی اور اس نے پیر سے موزے نہیں اُتارے تھے کہ درویش نے جَو کی روٹی لا کر سامنے رکھ دی۔ دختر نے پوچھا: یہ کیسی روٹی ہے؟ درویش نے کہا کہ شب کو مجھے دو روٹیاں بہم پہنچی تھیں۔ جس میں سے ایک میں نے کھائی اور دوسری رکھ چھوڑی تھی۔ جو تمہارے سامنے لایا ہوں۔ یہ حال دیکھ کر وہ دختر رونے لگی۔ درویش نے کہا کہ شاید تم اس وجہ سے روتی ہو کہ جو کی روٹی تمہارے سامنے رکھ دی۔ یا تمہیں یہ خیال ہوا ہو گا کہ میں ایسے فقیر کے گھر میں آئی جسے جو کی روٹی کے سوا اور کچھ میسر ہی نہیں۔ دختر نے کہا کہ نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے روتی ہوں کہ تو درویش نہیں ہے۔ تو نے کتے کے برابر بھی توکل کر کے خدا پر بھروسہ نہ کیا اور صبح کے لیے روٹی رکھ چھوڑی۔ میں تم پر حرام ہوں۔ دختر نے بادشاہ سے جا کر کہا کہ یہ درویش نہیں تھا۔ بلکہ دنیا کی حرص کے سبب سے درویشی اختیار کی تھی۔ یہ مال کی طمع کر کے اُسے جمع کرتا ہے اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ جن کا دل کہ خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اہل ابلیس ہیں۔ اسی لیے کہا گیا ہے: اَلْبَخِیْلُ عَدُوُّ اللّٰہِ (بخیل اللہ کا دشمن ہے)۔

قیامت کے روز تمام اہل دنیا منکر ہو جائیں گے اور کہنے لگیں گے کہ اے خدا! جو کوئی فقیر ہمارے نزدیک آتا تھا۔ تیری راہ میں ہم مال صرف کرتے تھے۔ جس کسی سے کہ درویشوں کو خدا تعالیٰ کچھ دلانا چاہتا ہے تو سائل کے دل میں القاء کرتا ہے کہ فلاں شخص کے پاس جا۔ وہ ہمارا خزانچی ہے اور وہ دے بھی دیتا ہے۔ وہ گویا خدا کو دیتا ہے

Marfat.com

اور فقراء کو بھی خدا تعالیٰ دلاتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ فلاں نے مجھ کو دیا تو یہ کہنا ناجائز ہے۔ خدا تعالیٰ ہی سب کو دیتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی دلاتا ہے۔

سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کفن چور سے مردوں کا حال دریافت کیا۔ اُس نے کہا یا سلطان میں نے ایک ہزار قبریں کھولیں اور ان کے مردوں کے کفن نکالے۔ مگر ان سب میں دو شخصوں کے سوا کسی کا منہ قبلے کی جانب نہ دیکھا۔ آپ نے کہا: تو سچ کہتا ہے۔ وہ سب اہل دُنیا ہوں گے۔ جو شخص کہ دنیا کو دوست رکھتا ہے اس کا منہ قبلہ کی طرف کبھی نہیں ہوسکتا۔ دُنیا ہی اس کا قبلہ ہے

ترک دنیاراس، کل عبادۃ حب دنیاراس، کل خطیئۃ

(دنیا سے منہ موڑنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے اور اسے اختیار کرنا تمام گناہوں کی جڑ ہے)۔

فقیر کی چار قسمیں ہیں: (۱) صاحب وطن (۲) صاحب باطن۔ جس کا دل اول آخر ایک ہوتا ہے۔ (۳) صاحب معنی (۴) صاحب بطن۔

اور چار قسمیں اور ہیں (۱) صاحب حیرت (۲) صاحب جرم و گریہ (۳) صاحب عشق (۴) صاحب شوق و قلب و ذکر و فکر و وحدت و وجد۔

Marfat.com

باب دہم

ذکر فنا فی اللہ بقا باللہ

وذکر فقر اولیاء اللہ و ترک دُنیا و ماسوائے

ذکر اور علم دونوں اہل حضور کے لیے بے ادبی ہے اور حضور بھی واحدانیت کی جدائی ہے۔ تاوقتیکہ وحدت اور توحید میں غرق نہ ہو جائے اور وحدت میں غرق نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ ماسوائے اللہ سے بیزار اور محبت میں فنا ہو کر علم اور ذکر کو فروگذاشت نہ کرے۔

لَذَّتُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَّذَّةِ الْاَذْکَارِ (لذت فکر لذت ذکر سے بہتر ہے)

اور اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ (علم بہت بڑا حجاب ہے)

بعض سالک یا طالب یا مرشد محض وہم کے طور پر اپنے آپ کو مقام حضور میں جانتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ حضوری خدا تعالیٰ سے دور اور بے خبر ہوتا ہے۔ جس طرح کولہو کا بیل کہ اس کی آنکھیں تو بند ہوتی ہیں۔ مگر پھرتے پھرتے وہ خیال کرتا ہے کہ میں نے بہت بڑی منزل طے کی ہو گی۔ مگر جب اس کی آنکھیں کھلتی ہیں تو جان لیتا ہے کہ میں وہیں کا وہیں ہوں

باھو ہر آں گوید حضورش حق ز دورش

حضورش آں کہ از خود خویش دورش

(باھو جو کوئی اہل حضور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ درحقیقت حضور خداوندی سے

Marfat.com

دُور ہے۔ اہل حضور وہی ہوتا ہے جو اپنے آپ سے دُور یعنی فنا میں کامل ہو چکا ہو)۔

فقر میں تین حرف ہیں۔ ف، ق، ر۔ (ف) سے مراد فنا فی النفس اور (ق) سے قرب قبر اور (ر) سے روحانیت مراد ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مگر بارہ ہزار صاحب دعوت اور وردو ظائف و تسبیح خواں ایک جگہ مجتمع ہو جائیں۔ تب بھی ذاکر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے اور بارہ ہزار ذاکر صاحب الہام کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ہیں اور بارہ ہزار صاحب الہام و حضور کا مقابلہ صاحب مراقبہ و استغراق سے نہیں ہو سکتا اور بارہ ہزار صاحب مراقبہ ایک صاحب فقر فنا فی اللہ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ اور بارہ ہزار دفعہ ذکر لسانی کرنے سے ایک دفعہ ذکر قلبی بہتر ہے کہ قلب بھی اللہ کہے اور اسی طرح ذکر قلبی سے ذکر روحی ہزار درجہ بہتر ہے اور ذکر روحی سے ذکر سری ہزار درجہ بہتر ہے اور اب ذکر سری پر فقر تمام ہو جاتا ہے۔ اس کا گناہ اور عبادت، خواب اور بیداری اور مستی و ہوشیاری برابر ہو جاتی ہے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ۔ فقر حضوری کا یہ نشان کہ اس مقام پر نہ ہوشیاری رہتی ہے نہ مستی نہ درد و رنج نہ ذکر و فکر نہ مقام و حضور سرِّ ھُوْ ہویدا ہوتا ہے۔

دیکھو جس جگہ بادشاہ ہوتا ہے وہاں پر کوئی شور و غل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شور و غل اسے ناپسند ہوتا ہے۔ اسی طرح مقام ابدی میں نہ شور و غل نہ ذکر و فکر نہ نام و ناموس۔ پس فقیر کو چاہیے کہ کلام کرے تو ذکر اللہ کیا کرے یا خدا اور رسول کا ذکر کرے یا اولیاء اللہ کا ذکر کرے ورنہ خاموش رہے۔ اگر کوئی فقیر کی گردن اڑا دے تو منظور کر لے۔ مگر اہل دنیا کے در پر دنیاوی غرض سے جانا منظور نہ کرے۔ اگر لوجہ اللہ ان کے در پر جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جو فقیر کہ دنیاوی غرض سے امراء و سلاطین کے دروازے پر جاتا ہے۔ اس کا یہ گناہ بجز اس کے ساقط نہیں ہو سکتا۔ کہ اسے گدھے پر سوار کرا کے شہر میں محلہ بہ محلہ کوچہ بکوچہ گشت کرا کر اعلان کریں کہ یہ فقیر خدا تعالیٰ سے نا اُمید ہو کر زر و سیم کے لیے اہل دنیا کے دروازوں پر پریشان پھرا۔ فقیر کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ

Marfat.com

اخلاص رکھے۔ ورنہ محض اسباب دنیا پر نظر پڑنے سے معرفت اور یقین اس سے سلب ہو جائے گا اور اس کی فقیری باطل اور استدراج ہو جائے گی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ۔

دنیا کی مثال دریا کی ہے اور اہل دنیا کی مثال مچھلی کی ہے اور اہل علم کی مثال مرغابی کی ہے کہ ہمیشہ پانی میں رہتی ہے اور کتنا ہی پانی ہو وہ اس سے سیراب نہیں ہوتی اور فقیر کی مثال بگلہ کی ہے کہ وہ دریا کے کنارے رہتا ہے اور اپنی خوراک دریا میں سے نکال لاتا ہے۔ مگر دریا میں نہیں گھستا اور نہ اس میں غرق ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک وزیر نے وزارت چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی اور خلوص و اخلاص کے ساتھ فقراء کے گروہ میں داخل ہو گیا۔ ایک روز بادشاہ وقت اس کے قریب سے گزرا تو اس نے وزیر سے پوچھا کہ تو نے وزارت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تو تجھے کیا حاصل ہوا۔

جواب دیا: مجھے پانچ چیزیں حاصل ہوئیں۔

اول یہ کہ جب تو بیٹھا رہتا تھا تو میں تیرے روبرو کھڑا رہتا تھا اور کبھی تو نے مجھے یہ نہ کہا کہ تو بیٹھ جا اور اب میں خدا تعالیٰ کے روبرو چار رکعتوں میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہوں جن میں وہ مجھے دو دفعہ بیٹھنے کا حکم دیتا ہے۔

دوم یہ کہ جب تو سو جاتا تھا تو میں تیری پاسبانی کرتا تھا۔ اب میں سوتا ہوں۔ خدا تعالیٰ میری نگہبانی کرتا ہے۔

سوم یہ کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھے نہیں کھلاتا تھا اور اب خدا تعالیٰ مجھے کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا اور ہر روز مجھے بے حساب رزق و روزی دیتا ہے۔

چہارم یہ کہ اگر تو مر جاتا تو لوگ مجھ سے حساب لیتے اور معاملات کی تحقیق کرتے اور خدا تعالیٰ حی القیوم ہے اس لیے مجھے اب کسی غیر کا خوف نہیں ہے۔

پنجم یہ کہ مجھے تیرے غیظ و غضب اور عتاب کا ہمیشہ خوف رہتا تھا اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان اور ان کے خطا و قصور معاف کر دینے والا ہے۔

حکایت: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور شب کو نماز

Marfat.com

میں مشغول رہتے۔ ایک روز آپ کو نماز میں خطرات پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا: تلاش کرو۔ آج ہمارے گھر میں دُنیا آئی ہے۔ خادموں نے عرض کی: یا حضرت! بارہ سال گزرتے ہیں کہ ہم نے درہم و دنیا کی صورت نہیں دیکھی اور نہ طعام کی لذتوں سے ہم نے اپنا شکم سیر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: میری نماز میں خطرات پیدا ہونا دنیاوی علت سے خالی نہیں ہے۔ خادموں نے جب مکان میں جھاڑو دی تو آپ کی پلنگ کی پائینتی سے ایک خرما نکلا۔ خدام نے وہ خرما آپ کے پاس لے جا کر پیش کیا۔ آپ فرمانے لگے: جس شخص کے گھر میں اس قدر بھی متاع رہے وہ بھی تاجر کا گھر ہے۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ فقیر چار قسم کے ہوتے ہیں۔

اول: وہ کہ ظاہر پریشان اور باطن آراستہ جیسے خضر علیہ السلام۔

دوم: ظاہر آراستہ اور باطن پریشان، جیسے موسیٰ علیہ السلام۔

سوم: باطن و ظاہر آراستہ جیسے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

چہارم: ظاہر و باطن پریشان جیسے بلعم باعور۔

پس فقیر کو چاہیے کہ اگر نفس دنیا کی طلب کرے تو اس سے کہہ دو کہ جا، اہل دنیا کے دروازوں پر جا کر جوتے کھا اور در بدر پھر۔ ہر کس و ناکس سے سوال کر۔ ذلتیں اٹھا۔ جبکہ تو خدا تعالیٰ سے نا اُمید ہو گیا ہے تو تیری یہی سزا ہے۔ پس اہل دنیا کے پاس نہ جا۔ اُن سے سوال نہ کر اور اگر فقیر کے پاس اہل دنیا زیارت کے لیے آئیں تو انہیں اپنے پاس نہ آنے دے اور اگر آئیں تو ان سے کہہ دے کہ تم اہل دنیا ہو۔ اپنے وجود کو کثافت سے پہلے پاک کر لو اور حب دنیا دل سے نکال ڈالو تو میرے نزدیک آؤ۔ اگر طالب صادق ہوگا تو فقیر کے کہنے پر عمل کرے گا اور فقیر کے پاس آ کر فقیر تارک بن جائے گا۔ ورنہ اہل دنیا کو دیکھنے سے فقیر کے دل میں خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ جو راہِ فقر کے راہزن ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ۔

نقل ہے کہ ایک درویش نے سخاوت اختیار کی اور خرما اپنے پاس رکھ لیا۔ جب انہیں بھوک کا غلبہ ہوتا اور فقر و فاقہ سے تنگ آتے تو اس خرمے کو دیکھے میں ڈال کر

Marfat.com

جوش دیتے اور اہل مجلس کو ایک ایک پیالہ دیتے۔ اس کے پینے سے سب سیر ہو جاتے۔ پچاس سال تک وہ اسی طرح بسر کرتے رہے۔ اس کے بعد خرما صرف ہو گیا اور درویش جاں بحق تسلیم ہوئے۔ مگر کسی سے سوال نہ کیا۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: طالب کو چاہیے کہ تین چیزوں میں اخلاص ومحبت سے کام نہ لے۔ اول دنیا کا، دوم اہل دنیا کا، سوم نفس کا کہ اس کی خواہش پوری کرنے میں التفات نہ کرے

فقر دانی چیست دائم در لاہوت
فقر را بہتر بود ہر دم سکوت

(جاننا چاہیے کہ ہمیشہ مقام لاہوت میں رہنے کا نام فقر ہے۔ فقیر کو ہر وقت خاموش رہنا اچھا ہے)

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

(اے پروردگار! ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھی سے مدد چاہیں)۔

امام باہلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ بعض لوگ دن کو مسلمان ہوں گے مگر شب کو کافر ہو جائیں گے۔ یا شب کو اپنے بستروں پر مسلمان سو جائیں گے اور صبح کو کافر اٹھیں گے۔ اس لیے کہ اُن کی زبان پر ناگفتنی باتیں جاری رہیں گی۔ جو کفر تک پہنچا دیں گی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس زمانہ میں وہ لوگ سلامتی سے رہیں گے جو کہ علمائے عامل کی مجلسوں میں بیٹھ کر کلام الٰہی و ذکر اللہ سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ یہ لوگ کفر وشرک اور بداعتقادی سے محفوظ رہیں گے۔

چنانچہ دوسری حدیث میں فرمایا ہے:

کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ وَّعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ

(دنیا میں اپنے قیام کو ایک غریب مسافر کی طرح سے جانو اور کل تم قبر میں پڑے ہو گے)

اور اسی طرح عَیْشُ الدُّنْیَا فَخْرُ الْکُفَّارِ (دنیا کا آرام کفار کا فخر ہے)

اور اَلدُّنْیَا سَوَادُ الْقَلْبِ (دنیا سے دل سیاہ ہو جاتا ہے)

اور اَلْعِشْقُ نَارٌ تَحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ

(عشق کی آگ محبوب کے سوا کسی کی یاد کو دل میں نہیں رہنے دیتی)

وغیرہ آیا ہے

شکر اللہ شہید عاشق شد نمرد جانِ خودرا فنا فے اللہ بہ برد

(اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ عاشق شہید ہوا ہے، مرا نہیں اور وہ اپنی روح کو فنا فی اللہ میں لے گیا ہے)۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اقربکم منی یوم القیامۃ الحو لکم جوعا و تفکرا

(قیامت کے روز مجھ سے قریب وہی ہوگا جو تم میں سب سے زیادہ فقر و فاقے اور ذکر و فکر میں رہے گا)۔

اسی طرح اَلْجُوْعُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (بھوک عبادت کا مغز ہے)

آیا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ریاضت اور گرسنگی شرع شریف کے موافق ہو نہ کہ خلاف شرع ریاضت و مشقت اٹھا کر کفر اور بدعت اور استدراج میں پڑ جائے۔ اگر کوئی خلاف شرع طریقہ سے زمین و آسمان اور چودہ طبق طے کر لے تو بھی گمراہی اور ضلالت میں پڑا ہوا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْهُ۔

حکایت: کوئی بزرگ ایک دن حق تعالیٰ سے مشغول تھے۔ اُن کے قریب سے مسلمانوں کی ایک جماعت گزری۔ انہوں نے ان سے پوچھا: صاحبان کہاں جاتے ہو؟ کہا: ہم لوگ جہاد میں جا رہے ہیں۔ بزرگ کے نفس نے کہا: میں بھی اُن کے ساتھ جہاد میں جاؤں اور غازی بنوں۔ بزرگ نے نفس سے کہا: میں تجھے خوب جانتا ہوں تو

Marfat.com

مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے۔ راستہ کی محنت و مشقت سے تجھے کھانے کو خوب ملے گا اور تو عبادت کرنے سے بھی بچ جائے گا اور خوب آرام سے شب کو سویا کرے گا۔ نفس نے کہا: یہ کوئی نقصان کی بات نہیں۔ میں غازی بنوں۔ بزرگ نے کہا: تو دین کا دشمن ہے۔ تجھے غازی بننے سے کیا سروکار۔ سچ کہو تیرا اس سے کیا مطلب ہے؟ نفس نے کہا: میرا مطلب یہ ہے کہ شب و روز فقر و فاقہ کی محنت اٹھاتا ہوں۔ عشق و محبت اور ذکر و فکر کی تلوار سے دم بہ دم ساعت بہ ساعت مارا جاتا ہوں۔ بہتر ہے کہ ایک دفعہ کفار کے مقابلہ میں شہید ہو کر ہمیشہ کے عذاب سے نجات پاؤں۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ ذرہ برابر محبت بھی حج' زکوٰۃ' نماز' روزہ' جہاد اور تمام عبادات سے بہتر ہے۔ مگر اس محبت میں نیک نیتی' اخلاص' صدق' ثابت قدمی' راسخ الاعتقادی وغیرہ شرط ہے کہ جس سے فقیر اپنے آپ کو عشق و محبت کے ذریعہ سے کمال پر پہنچا دے اور اپنے سینے کو تجلیات سے پرنور کرے۔ کیونکہ صاحب عشق و محبت کے دل ہزاروں اسرار سے روشن ہوتے ہیں۔

ایک بزرگ نے کسی بزرگ کے پاس کچھ روپے روانہ کیے۔ اس بزرگ نے کہا کہ جس چیز کو خدا تعالیٰ ناپسند رکھتا ہو۔ دوستوں کے پاس بھیجنا اس کے کیا معنی۔ ایسی شے کو جسے خدا تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔ تم نے ایسی شے کو میرے نزدیک کیوں بھیجا۔ یہ کیا دوستی ہے؟ اس کے طالب تو بہت ملیں گے۔ یہ ان کو دے دو۔

پس فقیر کو چاہیے کہ دنیا اور اہل دنیا کی طرف بالکل التفات نہ کرے۔ کیونکہ اس کے دیکھنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

حکایت: ایک بزرگ صاحب عزلت معتکف تھے کہ بادشاہ وقت ان کی زیارت کے لیے آیا اور بہت سا زر و مال اُن کی نذر کیا۔ درویش نے کہا: اے دشمن خدا! یہ کیا کینہ و نفاق کا موقع تھا۔ جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ یہ زر و مال میرے سامنے سے اٹھا۔ اس کے طالب تمہیں اور بہت ملیں گے۔ جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے وہ دنیا کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (۴-۷۷) (اے حبیب! لوگوں سے کہہ دو

Marfat.com

کہ دنیاوی متاع تھوڑی ہے)۔

یہ فقیر باہو کہتا ہے کہ طالبِ دنیا دو علت سے خالی نہیں یا منافق یا کافر یا ریا کار ہو گا۔ دنیا شیطان ہے اور طالبانِ دنیا شیاطین۔ دنیا فتنہ ہے اور طالبانِ دنیا فتنہ انگیز۔ دنیا نفاق ہے اور طالبانِ دنیا منافق۔ دنیا حیض و نفاس ہے اور طالبانِ دنیا حائض اور نفساء۔ دنیا کذب ہے اور طالبانِ دنیا کذاب۔ دنیا شرک ہے اور اس کے طالب مشرک۔ دنیا لعنت ہے اور اس کے طالب ملعون۔ دنیا خبث ہے اور اس کے طالب خبیث۔ دنیا کو وہی دوست رکھتا ہے جو بے دین اور بے عقل ہوتا ہے۔ دنیا جہل ہے اور اس کے طالب جاہل۔ دنیا ایک فاحشہ ہے اور اہل دنیا اُن کے بے حیا شوہر کہ اُس کو ظاہر و باطن میں دوسرے کے پاس آراستہ دیکھتے ہیں۔ مگر حیا نہیں کرتے۔

پس فقیر اس کو کہتے ہیں کہ مرد مذکر ہو نہ کہ مخنث و دیوث (بے غیرت)۔ پس تمام عالم دنیا کے تابع اور اس کا غلام ہے۔ مگر اہل اللہ پر وہ مطلق حرام ہے۔ جس کا دل حب دنیا سے خالی ہو گا وہ محبت الٰہی سے پرنور ہو گا۔ درویش صاحب شعور اور فقیر صاحب حضور کا یہ نشان ہے کہ اپنے دل میں دنیا کی محبت نہ رکھے۔ جو شخص کہ ہوا اور نفسانیت کو چھوڑ دے صاحب شوق ہے اور جو دنیا اور زر و مال کو چھوڑ دے صاحب ذوق ہے اور جو ماسوائے اللہ کو چھوڑ دیتا ہے صاحب اشتیاق ہے۔ جو شخص ان تمام بلاؤں سے نکل جاتا ہے عشق میں مبتلا ہوتا ہے۔

چیست دنیا دانی پُر درد و بلا — مے کند بلنہ ذکر فکر حق جدا

(تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا دکھوں اور مصیبتوں سے بھری ہوئی ہے اور یہ اللہ تعالٰی کے ذکر اور فکر سے جدا کرتی ہے)۔

دنیا کیا ہے؟ دوئی کا نام ہے جو شخص کہ دوئی اختیار کرتا ہے شیطان کے زمرے میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے۔ جو شخص کہ خدا تعالٰی کو اپنا دوست بناتا ہے شیطان اس سے دشمنی کرتا ہے۔ پس معلوم ہوا جو شخص کہ خواہ عالم ہو یا جاہل دنیا سے رغبت رکھتا ہے۔ خدا تعالٰی کی محبت میں وہ جھوٹا ہے۔ اگر کسی کے پاس مرنے کے بعد ایک پیسہ بھی

Marfat.com

نکلے تو بھی جاننا چاہیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں جھوٹا تھا۔ قیامت کے روز اُسی پیسے کو گرم کر کے اُس کی پیشانی پر داغ دیں گے۔ تا کہ سب کو معلوم رہے کہ یہ شخص دنیا میں سے ہے۔ جو روپے پیسے کو دوست رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو عزیز نہیں رکھتا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ۔

فقیر کو چاہیے کہ ہرگز دنیا کی طرف توجہ نہ کرے اور نظر اَلدُّنْيَا يَوْمٌ وَّلَنَا فِيْهِ صَوْمٌ (دنیا ایک دن ہے اور ہمارے لیے روزہ ہے) پر رکھے

واصلاں رابس بود نامِ خدا　　　روز وشب باعشق وحدت کبریا

(واصلوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام کافی ہے۔ وہ دن رات اللہ کے عشق میں مست رہتے ہیں)۔

رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو کچھ دشمنی اور عداوت کی دنیا نے کی۔ اگر ابو جہل مفلس، فقیر ہوتا تو آپ کے تابع ہو جاتا۔ اسی طرح اگر یزید بھی مفلس و فقیر ہوتا تو حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما شہید نہ ہوتے۔ بلکہ وہ خود ان کا تابع ہو جاتا۔ کیونکہ سیدۃ النساء فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا کے جگر گوشے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔ پس ابو جہل اور یزید اہل دنیا تھے۔ نہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور نہ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ بلکہ دنیا ہی اصحاب اور امامین کی قاتل ہوئی۔ دنیا میں کوئی بزرگی اور شرافت نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ قہر الٰہی اور اس کا طالب دشمن خدا ہے۔ دنیا بدعت اور کفر و الحاد اور دعویٰ خدائی ہے۔ ابو جہل اور یزید کے پاس زر و سیم، خدم و حشم اور اونٹ گھوڑے سب کچھ موجود تھے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس بجائے دنیاوی لوازم کے فقر و فاقہ، صبر و شکر، ذکر و فکر، ذوق و شوق، عشق و محبت، نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ اور دیگر عبادات الٰہیہ تھیں۔ ابو جہل اور یزید کے پاس نقارہ و نوبت تھے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس نعرہ ذکر اللہ اور اذان کی نوبت تھی اور تمام ہفت اقلیم کی

Marfat.com

نوبت اور سلطنت فانی اور باطل ہے اور دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت اور بادشاہی تا قیامت باقی ہے۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ

(یا اللہ! دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کر اور جو شخص دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرے تو اس کی مدد کر۔ یا اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل کر۔ آمین)

اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تین قسم کا لشکر تھا۔ اول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، دوم ملائکہ و ارواح، سوم آپ کی قوتِ باطنی۔ مثلاً آپ کا خلق اور علم و حلم۔ اس وقت جس کسی کو دین عزیز تھا اسے ابو جہل کتنا ہی زر و مال دیتا مگر وہ دین حق کے سوا کچھ قبول نہ کرتا اور اپنی جان راہِ خدا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں تصدق کرتا۔ مگر منافقین اس نعمت سے محروم رہتے۔

مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ (۴-۱۴۳)

(دونوں کے بیچ اِدھر اُدھر لٹکے ہوئے ہیں نہ ان کی طرف نہ ان کی طرف)۔

جب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے جان و مال سے آپ کا ساتھ دیا اور اپنے زر و مال سے کچھ دریغ نہ کیا۔ آپ کا ساتھ دینے میں نہ اُن کو کچھ عزیز و اقارب کی محبت اور نہ اپنی زمین و جائیداد کی کچھ اُلفت رہی۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ کے ہمراہ چلے گئے۔ اس وقت جو کوئی آپ سے جدا ہوتا یا مخالفت کرتا تھا وہ محض دنیا کی وجہ سے مخالفت کرتا تھا۔ چنانچہ پروردگار عالم نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے:

مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ (۳-۱۵۲)

(تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے اور بعض دین چاہتے تھے)۔

دوسری جگہ فرمایا ہے:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی (۷۹-۳۷)

(جو شخص کہ سرکشی کر کے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے تو اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے)۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

(تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہ ہوگا تاوقتیکہ میں اُس کے نزدیک اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں)۔

اہل دین اسے کہتے ہیں کہ مال وزر کے پیچھے اپنے دین کو فروخت نہ کرے۔ کوئی دنیا و مافیہا کی بادشاہی اور سلطنت دے تو بھی اس کی طرف رُخ نہ کرے۔ کیونکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان سے فائق و برتر ہے اور دونوں جہان سے بالاتر کی تصدیق۔ بلکہ دونوں جہان کلمہ طیبہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ کلمہ طیبہ دونوں جہان سے بالاتر ہے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ زمین و آسمان، عرش و کرسی، لوح محفوظ اور ماہ سے ماہی تک ذکر الٰہی میں رہتے ہیں

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ بر دِل مومن نوشت

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ شد لساں اہل بہشت

(اللہ تعالیٰ نے مومن کے دل پر تو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ لکھ دیا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جنتی لوگوں کی زبان پر جاری کر دیا)۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار بائیس سال کا فاصلہ تھا اور حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایک ہزار سال کا فاصلہ تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت داؤد علیہ السلام تک پانچ سو ستر سال کا عرصہ ہوا اور حضرت داؤد علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام

Marfat.com

تک ایک ہزار پانچ سو ستاسی سال کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک سو برس کا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جناب خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک چھ سو برس کا عرصہ ہوا۔ جملہ پانچ ہزار نو سو اناسی سال ہوئے تھے کہ جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تولد ہوا (صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ اجمعین)۔

اب آپ پر رسالت ختم ہو گئی اور ولایت تا ابد الآباد باقی رہے گی۔ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

اَبْدَالُ اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ اِثْنَانِ وَ عِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِیَۃُ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ مَامَاتَ وَاحِدٌ مِّنْھُمْ اِلَّا اَبْدَالَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ اٰخَرَ

(میری امت میں ہمیشہ چالیس ابدال رہا کریں گے۔ بائیس ملک شام میں اور اٹھارہ عراق میں' اُن میں سے جب کوئی مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر دوسرے شخص کو قائم کر دے گا)۔

اسی طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین میں تین سو آدمی ہوں گے کہ اُن کے دل حضرت آدم علیہ السلام جیسے ہوں گے اور سات شخص ایسے ہوں گے کہ ان کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے ہوں گے اور سات شخص ہوں گے جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے ہوں گے اور پانچ شخص ایسے ہوں گے کہ جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسے ہوں گے اور تین شخصوں کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام جیسے ہوں گے اور ایک شخص کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام جیسا ہو گا۔ جب یہ ایک فوت ہو جائے گا تو تین میں سے ایک اس کی جگہ آ جائے گا اور جب ان تین میں سے ایک فوت ہو جائے گا تو پانچ میں سے ایک اس کی جگہ پر آ جائے گا اور جب ان پانچ میں سے ایک فوت ہو جائے گا تو ان سات میں سے ایک اُس کی جگہ پر آ جائے گا۔ اسی طرح سے جب سات میں سے کوئی مرے گا تو چالیس سے ایک اس کی جگہ پر جائے گا اور جب چالیس میں سے

کوئی فوت ہو جائے گا تو تین سو میں سے ایک اس کی جگہ لے گا۔ اسی طرح تین سو میں سے جب کوئی کم ہو گا تو عام مسلمانوں میں سے جسے خدا تعالیٰ چاہے اس کا قائم مقام کر دے گا اور ان تین سو میں کبھی کمی نہ ہو گی کہ خدا تعالیٰ اسے پورا کر دے گا اور قیامت تک اس کی تعداد پوری ہوتی رہے گی۔ خدا تعالیٰ ان کی وجہ سے بہت سی اور بلاؤں کو دُور کر دے گا۔

تفسیر اسرار الفاتحہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام سے پہلے بھی آدم پیدا کیا تھا۔ جس کی عمر ایک ہزار سال کی تھی۔ اس کے بعد پندرہ ہزار آدم اور پیدا کئے۔ جن میں سے ہر ایک کو میں نے دس دس ہزار سال کی عمر دی تھی۔ ان کے بعد میں نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ ایک جگہ جمع تھے اور صدق کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاهُ مَنْ لَّمْ یَصْبِرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاهُ

(یعنی جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم پر صبر نہ کر سکے وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے)۔

حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے کہا: اس قول میں کچھ خودی کی بو آتی ہے۔ اس سے زیادہ عمدہ لفظوں میں بیان کرنا چاہیے۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاهُ مَنْ لَّمْ یَتَلَذَّذْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاهُ

(جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم سے محظوظ (لذت پانے والا) نہ ہو وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں)۔

حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے کہا: اس سے عالی مضمون کہنا چاہیے کیونکہ اس

Marfat.com

میں بھی خودی کی بو آتی ہے۔

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ بولے:

لَيْسَ بِصَادِقٍ فِيْ دَعْوَاهُ مَنْ لَّمْ يَشْكُرْ عَلٰى ضَرْبِ مَوْلَاهُ

(جو شخص کہ اپنے مولا سے زخم پانے پر شکرگزاری نہ کرے وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے)۔

حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ بولیں:

لَيْسَ بِصَادِقٍ فِيْ دَعْوَاهُ مَنْ لَّمْ يَضْرِبْ فِيْ مَشَاهِدَةِ مَوْلَاهُ

(یعنی جو شخص مولا کے مشاہدہ میں اپنی خودی کو نہ بھول جائے وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں)۔

فقیر باھو کہتا ہے کہ جو شخص مولا کے مشاہدہ میں اپنی خودی کو نہ بھول جائے اور توحید میں غرق نہ ہو جائے وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں)۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ امام المسلمین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ نے خادم کو حکم دیا کہ تاش (تشت) کو صاف کر کے اس میں شہد بھر لاؤ اور شہد پر ایک بال رکھ لاؤ۔ خادم حکم بجا لایا۔ آپ نے اپنے دوستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ تینوں چیزوں کی تاویل بیان کریں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسلام اس تاش سے زیادہ روشن اور صاف اور اس کی نعمتیں شہد سے زیادہ شیریں اور پل صراط بال سے زیادہ باریک ہے۔ (جس پر سے بالآخر گزرنا ہے)

اس کے بعد حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسلام اس تاش سے زیادہ روشن اور اہل اسلام ہونا شہد سے زیادہ شیریں اور اسلام کی حفاظت کرنی بال سے زیادہ باریک ہے۔

اس کے بعد حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم دین اس تاش سے

Marfat.com

زیادہ روشن اور مسائل فقہ شہد سے زیادہ شیریں اور ان کی باریکیاں بال سے زیادہ باریک ہیں۔

اس کے بعد آپ کے خادم نے کہا: مہمانوں کا منہ اس تاش سے زیادہ روشن اور ان کی خدمت کرنی شہد سے زیادہ شیریں اور ان کا دل خرش رکھنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ بہشت کی نعمتیں کھانا خرنفس کا کام ہے۔ علم بے عمل حاصل کرنا بے خبر اور ناواقف کا کام ہے اور مہمانوں کا منہ دیکھنا پر خطر ہے اور بے محنت محبت حق میں پہنچنا زہر ہے اور اسلام میں بغیر تصدیق کے قدم رکھنے میں ریا کا بھی خوف ہے اور برزخ اسم اللہ اس تلاش سے زیادہ روشن اور لذت مشاہدہ اس سے زیادہ شیریں اور فنافی اللہ اور وحدانیت میں غرق ہونا اور خودی سے نکلنا اور نفس کو مارنا بال سے زیادہ باریک ہے

عاقبت بکار باید کار کار دوست
معرفت را مغز باید نہ شاید دوست

(کام کا انجام یار کی رضامندی ہونا چاہیے۔ معرفت کا مغز چاہیے۔ چھلکا کسی کام کا نہیں)۔

چنانچہ ایک روز خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ عبادت ایسی کرنی چاہیے جو ہماری درگاہ کے لائق ہو۔ اے موسیٰ! ہمارے لیے تم کیا کر رہے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے پروردگار! نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' خیرات۔ پروردگار عالم نے فرمایا: اے موسیٰ! تم نے یہ عبادات اپنے نفس کی راحت اور بہشت کی لذتوں سے آسائش اور عذاب دوزخ سے نجات پانے کی غرض سے کیں۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام نے عرض کی: خداوندا! تیری خاص عبادت کیا ہے؟ خداوند کریم نے فرمایا: میری عبادت خاص محبت اور صدق و اخلاص کے ساتھ میرا ذکر ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (۳-۱۹۱)

Marfat.com

(وہ لوگ جو ہمیشہ اُٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہر وقت خدا کو ہی یاد کرتے ہیں)۔

لوگوں کو مسئلہ مسائل کی طرف جس قدر توجہ ہوتی ہے عمل کی طرف اتنی توجہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ مسئلہ مسائل سے لوگوں کے دلوں میں اُن کی وقعت زیادہ ہوتی ہے اور دنیا بھی اس سے حاصل ہوتی ہے اور عمل اور ذکر خفی شمشیر کی طرح ہے۔ جو نفس کو زیر کرتی ہے

رہ چیست یعنی خود فنا از علم خود مے شود کبر و ریا

(اصل طریقہ تو اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔ کیونکہ علم سے تو تکبر اور ریاکاری حاصل ہوتی ہے)۔

اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبِ

(حسد نیکیوں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا کر خاک کرتی ہے)۔

باھو وہ کیا چیز ہے کہ دونوں جہان میں سب سے بہتر اور افضل ہے اور عموماً لوگ اس سے غافل اور بے خبر ہیں۔ وہ علم باعمل ہے۔ جس سے معرفت حق حاصل ہوتی ہے۔ یہ علم توحید باری تعالیٰ میں پہنچاتا ہے۔ جس سے ہر وقت ذکر پاس انفاس اور حق الیقین خاص الخاص اور مقام لاہوت اور فنا فی اللہ میں غرق و استغراق اور فیضانِ الٰہی سے فقیر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوشیار اور صاحب معرفت' صاحب علم' صاحب توحید' صاحب شکر' صاحب عشق و محبت' صاحب فنا و وحدت و محقق طالب رضا ہو جاتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

علم کثیر آمد و عمرت قصیر آنچہ ضروری است بآں شغل گیر

(علم تو بے انتہا ہے اور تمہاری عمر تھوڑی ہے۔ اس لیے بقدر ضرورت علم حاصل کر)۔

جب طالب دیکھے کہ اس کے ذکر وفکر سے راہ باطن اس پر روشن نہیں ہوتی اور جس کے پاس جاتا ہے اس پر اُسے اعتقاد نہیں ہوتا۔ اُسے چاہیے کہ اول شب یا نیم

شب کو کسی درویش زندہ قلب یا غوث یا قطب یا فقیر باہو کی قبر پر آ کر قبر کی پالکی سوار ہو۔ جس طرح سے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور قرآن مجید سے جو کچھ یاد ہو پڑھے۔ قبر اُسے براق کی طرح مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے گی یا غرق توحید کر دے گی۔ بشرطیکہ یہ شدنی امر ہو۔

اذا تحیر تم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور

(جب کسی امر میں حیران رہ جاؤ تو اہل قبور سے مدد چاہو)

اگر طالب قبر پر آنے سے خوف کرے تو جاننا چاہیے کہ وہ طالب صادق نہیں ہے۔ اُسے بھی اپنی جان کی محبت ہے۔

جانے بدہ خوش جام نوش　　باتو گویم بشنوی اے دل بگوش

(اے دل میں تجھے کہتا ہوں غور سے سن' جان دے دو اور خوشی خوشی شراب عشق پیو)

مرشد پدر سے زیادہ مہربان اور محرم اسرار ہوتا ہے۔ وہ طالب کے لیے تیغ کا حکم رکھتا ہے۔ جو طالب کہ اپنے نفس کی گردن اڑانا چاہتا ہو اور اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد طالب کے حق میں گویا ملک الموت ہوتا ہے۔ جسے اپنی جان کا کچھ خوف نہ ہو۔ اسے چاہیے کہ مرشد کے پاس آئے۔ جسے فقر و فاقہ، عشق و محبت کی آگ میں اپنے نفس کافر کو جلانا منظور ہو۔ وہ مرشد کے پاس آئے۔ جو شخص خلوص و اخلاص کے ساتھ مرشد کے پاس آئے اُسے چاہیے کہ اس کی محبت پر نظر رکھے نہ کہ اس کی نیکی بدی پر۔ کیونکہ نیکی بدی کو دیکھنا جاسوس کا کام ہے۔ طالب کو اس سے کیا سروکار۔

نقل ہے کہ کسی بزرگ کے ایک ہزار طالب ذی مراتب تھے۔ جو دریا پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے ان بزرگ سے پوچھا کہ آپ کے ان طالبوں میں سے صاحب اعتقاد کتنے ہیں؟ ان بزرگ نے جواب دیا کہ آپ اُن کے پاس جا کر تحقیق کر آیئے۔ انہوں نے تحقیق کر کے کہا کہ ایک ہزار میں سے صرف چالیس

Marfat.com

صاحب اعتقاد معلوم ہوتے ہیں۔ بزرگ نے کہا: چالیس میں سے کتنے؟ کہا: بیس۔ کہا بیس میں سے کتنے؟ کہا: دس۔ پوچھا دس میں سے کتنے؟ جواب دیا: پانچ۔ پوچھا پانچ میں سے کتنے؟ کہا دو اور یہ دو ایسے ہیں کہ دنیا میں ایسے طالب کم ہوتے ہیں۔ ان بزرگ نے کہا: تم نے ایسے طالب کم دیکھے ہوں گے۔ میرے لیے دو طالب بس ہیں۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ طالب لائق اسرار بہت کم ہوتے ہیں۔ اس زمانہ کے طالبوں کو قرار نہیں ہے۔ دنیا کے سبب سے وہ فرار ہو جاتے ہیں۔ جس طرح سے مرشد طامع اور حریص کثرت سے ہوتے ہیں۔ اسی طرح طالب صادق ہزار میں سے ایک ہوتا ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (۴-۵۹)

(حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اور صاحب امر کا)

مرشد کامل کا حکم گویا خدا تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے سے قضائے الٰہی جاری ہوتی ہے اور طالب اس کے حکم کا فرمانبردار کہ عشق و محبت سے سوختہ ہو کر ہمیشہ کباب ہوتا ہے۔ مرشد کامل دریا کے مثل اور طالب اُس کی موج ہوتا ہے۔ نہ موج دریا سے اور نہ دریا موج سے جدا ہوتا ہے۔ طالب فنا فی الشیخ کا یہی حال ہے۔ مرشد گویا چشم اور طالب اس کی نظر ہے کہ نظر آنکھ سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ علم بمنزلہ شہد کے اور فقر بمنزلہ شہادت کے ہے اور صرف علم میں کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا آرام و آسائش سے رہنا ہے۔ علم میں زبان چلانا اور فقر میں جان گھلانا ہے۔

علم تو گر خزانہ بستاند　　　جہل ازاں بہ بود بسیار

(اگر تیرا علم تجھے مفید نہ ہو تو اس سے جہل بہت اچھا ہے)۔

علم رستگاری اور جہل معصیت و خواری اور فقر دریائے جاری ہے۔ جہل کا خریدار شیطان اور جوہر علم کا شناسا رحمٰن ہے اور جوہر فقر کا مقام لامکان اور جوہر حیوانیت کھانا پینا اور دلجمعی ہے۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ جوہرِ علم زبان پر ہوتا ہے اور جوہرِ فقر سینہ میں رہتا ہے اور جہل

Marfat.com

سے دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ۔

فقیر کے لیے ایک (الف) چار (ب) چاہئیں۔ اول برکت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ دوم بنائے اسلام۔ سوم بدی سے اجتناب۔ چہارم نفس و ہوا اور خواہشات کو بند رکھنا۔

اور سات (ت) چاہئیں۔ اول (ت) ترک دُنیا، دوم (ت) توکل، سوم (ت) تکبیر تحریمہ، چہارم (ت) تواضع، پنجم (ت) تسلیم، ششم (ت) ترک تکبر وغرور، ہفتم (ت) تیاری موت۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

اگر دنیا میں علمائے عامل اور فقرائے کامل نہ ہوتے تو لڑکے محض لہو ولعب کھیل کود میں اور جوان کبر وغرور و مستی میں اور بوڑھے غیبت اور چغل خوری میں مبتلا رہتے۔ چاہیے کہ زیادہ گوئی اور خصوصاً بدگوئی سے اور مستی اور خواہش نفسانی سے بچے اور خاموش رہے۔

ذکر قلبی جوش فقر ہے اور صبر خون نوشی ہے۔ ہوشیار رہے نہ بالکل بیہوش ہو جائے اور خودفروش بن جائے۔ فقیر کو دریا نوش ہونا چاہیے (یعنی متحمل اور بردبار) اگرچہ ہجر کی وجہ سے ہو۔ شور نہ کرے۔ خاموش رہے۔ اللہ بس ماسوٰی اللہ ہوس۔

بعونہ تعالیٰ ترجمہ کتاب عین الفقر تصنیف حضرت العارفین فنا فی ہو
حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ وقت سعید با تمام رسید بمنہ وکرمہ

ختم شد

Marfat.com

خاتمہ کتاب از مترجم

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عین الفقر میں یہ بات بتائی ہے کہ فقیری کا اصل اصول نفس کشی ہے۔ جسے انہوں نے اپنی اس کتاب اور دیگر رسالوں کے ہر ایک حصہ اور مقام میں مختلف عنوان اور طریقے سے بیان کیا ہے۔ حقیقۃً بات بھی یہی ہے کہ نفس پر ہی اصول کمال کا دارومدار ہے۔ حکماء اور فقراء کو نفس کی تہذیب و تربیت سے زیادہ خصوصیت ہے۔ ان دونوں فریق نے اسے درجہ کمال پر پہنچانے میں بہت کوشش کی ہے۔

مگر اول الذکر کے مقابلہ میں کچھ بھی نسبت نہیں۔ فقراء نے شریعت غرا (چمکدار، روشن) کے پیرو ہو کر تزکیۂ نفس اور تصفیۂ نفس باطن میں بہت مبالغہ کر کے مراتب عالیہ حاصل کئے اور الحق یعلوا ولا یعلٰی کے مصداق بنے رہے۔

گو حکماء نے بھی تہذیب نفس اور تزکیۂ باطن میں کچھ حصہ لیا ہے۔ مگر بالکل آزادانہ طریق سے۔ جس سے وہ کفر الحاد میں پڑ گئے اور مبداء فیاض کے فیض سے محروم رہے۔

مجھے اس وقت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت یاد آئی کہ آپ کا ایک ملحد گروہ سے سامنا ہو گیا۔ جو وجودِ باری تعالیٰ کے منکر کے علاوہ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ مین ایک بات تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا وہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ ایسی کشتی کی نسبت رکھتے ہو جو دریا میں خود بخود جاری ہو۔ انہوں نے کہا ممکن نہیں کہ خود بخود کشتی دریا میں چلے۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک تم سچ کہتے ہو۔ مگر کیا یہ تمام عالم اس چھوٹی سی کشتی سے بھی گیا گزرا ہے کہ بے خدا کے چل رہا ہے۔ اس بڑے جہاز کا کوئی ناخدا ضرور ہے۔ یہ بات سنتے

ہی وہ لاجواب ہو گئے اور اپنے ارادے سے باز آئے۔

فقراء سے میری یا مصنف علیہ الرحمۃ کی وہ لوگ مراد نہیں جو دربدر مانگتے پھرتے ہیں یا اپنے مکروفریب سے خلق اللہ کو دام تزویر میں لاتے ہیں۔ بلکہ فقراء سے وہ اولیائے عظام مراد ہیں جو شریعت کے سچے پیرو اور دین حق کے اعلیٰ نمونے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں دین حق کی معاونت اور مدد کے لیے پیدا کرتا ہے۔ وہ خود بھی نیک راہ اختیار کرتے ہیں اور خلق اللہ کو بھی اسی طرف بلاتے ہیں۔

اسلام نے علمائے عامل وفقرائے کامل ہی سے ترقی کی ہے اور کرتا رہے گا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۶-۱۱۵) (اور پوری ہے تیرے ربّ کی بات حق اور انصاف میں اس کے کلام کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔)

اس کے نیک بندے کم یا زیادہ ہمیشہ ہر جگہ موجود رہتے ہیں۔ جو دین حق کے حامی رہتے ہیں۔ بلکہ اپنی ظاہری باطنی تمام قوت اسی کی محبت وحمایت میں صرف کیا کرتے ہیں۔ فرط محبت سے ان کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (۵-۵۴) (کوئی برا کہے تو کہا کرے انہیں اس کی پروا نہیں)۔

صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی یہ حالت تھی کہ جب وہ اسلام سے مشرف ہوئے تو گویا انہوں نے اپنی جان و مال کو خدا کی راہ میں فروخت کر دیا۔ ابتدائے اسلام میں انہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں۔ جن کی برداشت ہر ایک انسانی طاقت نہیں کر سکتی۔ مگر حب اسلام نے ان پر ایسا قابو کیا تھا کہ وہ اپنے نفسوں کو مار کر بے نفس ہو گئے تھے۔ اگر ان کا نفس ہوتا تو وہ کسی کے کہنے کو برا مانتے۔ اس کے تکلیف دینے سے ایذاء پاتے، ان کی تکلیف ومصائب کے بیان کرنے کے لیے دفتر چاہیے۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک سچے خادم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی (یہ امیہ بن خلف کے غلام تھے) یہ کیفیت تھی کہ اسلام لانے کے بعد ان کا آقا

Marfat.com

ان کی مشکیں باندھ کر جلتے پتھر پر ڈال دیتا تھا اور مار مار کر ان سے کہتا: تو بتوں سے بد اعتقاد ہو گیا ہے۔ تو اپنی بداعتقادی سے باز آ۔ مگر وہ یہی کہتے کہ اَحَدٌ اَحَدٌ خدا ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ آخر کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ تکلیف دیکھی نہ گئی اور انہوں نے اس کے آقا کو روپیہ دے کر خرید ہی لیا۔ بلکہ انہیں آزاد کر دیا اور اب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دینے کی خدمت پر انہیں خصوصیت کے ساتھ مقرر کیا۔

مجھے ان کے متعلق ایک اور قصہ یاد آ گیا۔ وہ یہ کہ ان کی زبان کسی قدر صاف نہ تھی۔ اس لیے اذان میں اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ کو اَسْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ کہا کرتے تھے۔ ایک روز صبح کی اذان کے وقت ایک صحابی بولے کہ یہ ہمیشہ اذان میں ش (بانقط) س (بے نقط) کہا کرتے ہیں۔ آج میں اذان دوں گا۔ اس لیے یہ صحابی اذان دینے کی غرض سے مینارہ پر دو تین دفعہ گئے۔ مگر انہیں وقت ہی معلوم نہ ہوا اور وہ اذان دینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ہی جا کر اس طرز پر جس کے وہ عادی تھے اذان کہی۔ ان صحابی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ش سے اس کی بے نقط س خدا تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت ان کے خلوص و اخلاص کی وجہ سے حاصل[1] ہوئی۔

اسی طرح مجھے ایک اور واقعہ یاد آیا۔ جو صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ ایک شخص اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھایا کرتے تھے اور ہمیشہ نماز میں پانچوں وقت قل ھو اللہ احد (یعنی سورۂ اخلاص اس میں توحید و صفات کا ذکر ہے) پڑھا کرتے تھے۔ لوگوں نے

[1] خلوص عجیب چیز ہے۔ اس کے متعلق حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ مَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ (ترجمہ) جس نے صبح کو اپنے اللہ کے لیے مخصوص بنا لیا تو دل سے حکمت کے چشمے زبان پر جاری ہو جائیں گے۔ ۱۲

رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکایت کی کہ یہ ہمیشہ نماز میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہی پڑھا کرتے ہیں اور کوئی سورۃ پڑھنا ہی نہیں جانتے۔ آپ ان کے پاس تشریف لے

Marfat.com

گئے اور ان سے فرمایا کہ تم اپنے دوستوں کا کہا کیوں نہیں مانتے؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اِفِدَاكَ، رُوْحِيْ وَاُمِّيْ وَ اَبِيْ میں کیا عرض کروں۔ مجھے اس سورۃ سے انسیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معذور رکھا اور فرمایا: حُبُّكَ اَيَّاهُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ (اس سورۃ سے تمہاری انسیت تمہیں جنت میں لے جائے گی) اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ انہیں اس سورۃ سے محبت ہے۔ بہر حال جس نے جو کچھ مراتب پائے وہ محض خلوص و اخلاص و محبت سے حاصل کیے۔

عاشقوں کے سرتاج حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ مجھے یمن کی طرف سے ایمان کی بو آتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کے پاس خرقہ لے کر آئے تو فرط اشتیاق سے رقص کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک کی شہادت کی خبر سنی تو انہوں نے اپنے دانت شہید کر دیئے۔ خلوص و اخلاص اسے کہتے ہیں۔

میں نفس کشی کے سلسلہ میں ایک اور قصہ بیان کرتا ہوں۔ جو ایک اولوالعزم نبی کے متعلق اور حدیث شریف میں جس کا تفصیل سے ذکر ہے۔ مختصراً یہ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب علیٰ نبیّنا علیہ السلام کی جس طرح سے کہ آزمائش کی اس درجہ کی آزمائش اس نے اپنے بندوں کی بہت کم کی ہوگی۔ آپ کا تمام مال و اسباب گھر بار تباہ ہو گیا۔ اولاد یکے بعد دیگرے فوت ہو گئی اور آپ کی باری آئی۔ جسم میں کیڑے پڑ گئے۔ لوگوں نے بستی سے دُور کر دیا اور اب خوف کے مارے پاس تک نہ آتے تھے۔ مگر آپ کی یہ کیفیت تھی کہ جسم میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ اگر کوئی کیڑا گر جاتا تو آپ اسے اُٹھا کر یہ کہتے ہوئے اسی جگہ رکھ دیتے کہ تیری روزی تو خدا نے میرے جسم میں اتاری ہے۔ ایک مدت تک اس میں مبتلا رہے اور ہر وقت صبر و شکر کرتے رہے۔ آخر کو وہ تو خدا کی آزمائش تھی۔ جس کی میعاد ختم ہونی تھی۔ ایک روز آپ بہت بے قرار ہوئے اور پروردگار کی جناب میں التجا کی۔ رَبَّهٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ (۲۱-۸۳) (اپنے ربّ کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی) تو

Marfat.com

آپ کو وحی ہوئی کہ تم اپنی جگہ پر پیر مارو جس سے ایک شیریں چشمہ پھوٹ نکلے گا۔ اس میں غسل کرنے اور اس کا پانی پینے سے تمہیں صحت ہو جائے گی۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ جس حال میں پہلے تھے۔ اسی حال میں ہو گئے۔

غرض انسان کے پاس ایک نفس ہی ایسی چیز ہے جس کی تہذیب و تربیت سے جو اتباع شرع سے حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ درجہ کمال کو پہنچ کر سعادت ابدی حاصل کر سکتا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اتباع شرع کے ساتھ خلوص و اخلاص بھی ہو۔ ورنہ محنت رائیگاں ہے۔ خلوص و اخلاص اور عشق و محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے نفس پر بہت جلد قابو ہو سکتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس میں خوف بھی ہے۔ کیونکہ اگر وہ محض لوجہ اللہ ہو تو اس سے نفس مردہ اور قلب زندہ ہو سکتا ہے۔ اگر ذرا بھی اس میں نفسانیت کا شائبہ آ گیا تو قلب مردہ اور نفس زندہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے تمام اولیائے عظام اور علمائے اسلام ہمیشہ اسی کی سرکوبی کرتے رہے۔ جس سے انہوں نے مراتب عالیہ پر پہنچ کر بڑی بڑی اسلامی خدمتیں کیں زمین کے بہت بڑے حصے آباد کیے۔ جہاں میں انہوں نے اسلام بسایا اور اسے رونق دی۔

فقرائے متاخرین میں سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم نے اس میں بڑا حصہ لیا۔ جو ان کے تذکرے دیکھنے سے خصوصیت رکھتا ہے۔ شائقین اور حامیانِ اسلام کو چاہیے کہ ان کے تذکرے دیکھیں۔ ان کی تقلید کریں کہ ان کا ہمیشہ کیا طرزِ عمل رہا ہے۔ کس طرح سے وہ طالبوں کی تعلیم و تربیت کیا کرتے تھے۔ مگر نیک لوگوں کی پیروی کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ (یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے دے) نفس و شیطان کا دشمن ہے۔ راہِ خدا میں وہ حائل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے بڑے بڑے اولیائے عظام اور علمائے علام باوجود ظاہری و باطنی مراتب و مناصب کے ہمیشہ درگاہِ ایزدی میں نفس کے متعلق اپنی عاجزی ظاہر کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ اپنی اس مناجات میں فرماتے ہیں:

مناجات بجناب مجیب الدعوات

بادشاہا جرم ما را در گزار ما گنہگاریم تو آمرز گار
تو نکو کاری را بد کردہ ایم جرم بے انداز و بیحد کردہ ایم
سالہا در بند عصیاں ماندہ ایم آخر از کردہ پشیماں گشتہ ایم
دائما درفسق عصیاں ماندہ ایم ہمقرین نفس و شیطاں ماندہ ایم
روز وشب اندر معاصی بودہ ایم غافل از امر ونواہی بودہ ایم
بے گناہ نگذشت برما ساعتے با حضورے دل نہ کردم طاعتے
بردر آمد بندۂ بگریختہ آبروئے خود زعصیاں ریختہ
مغفرت دارم امید از لطفِ تو زانکہ خود فرمودۂ لا تَقۡنَطُوۡا
بحرِ الطافِ تو بے پایاں بود بے اُمید از رحمت شیطاں بود
نفس و شیطاں زد کریما راہِ من رحمت باشد شفاعت خواہِ من
چشم دارم کز گنہ پاکم کنی پیش ازاں کاندر لحد خاکم کنی
اندر آں دم کز بدن جانم بری از جہاں بانور ایمانم بری

یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنے نفسوں کو بری نہیں کیا (گو وہ بیشک بری تھے اس لیے کہ خدا نے انہیں بری رکھا)۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیٰ نبینا علیہ السلام کا مقولہ بیان فرمایا ہے:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ (۱۲-۵۳)

اے پروردگار! میں اپنے نفس کو بھی بری نہیں کہتا اس لیے کہ یہ انسان کو برائی کی طرف بلانے لگتا ہے)۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

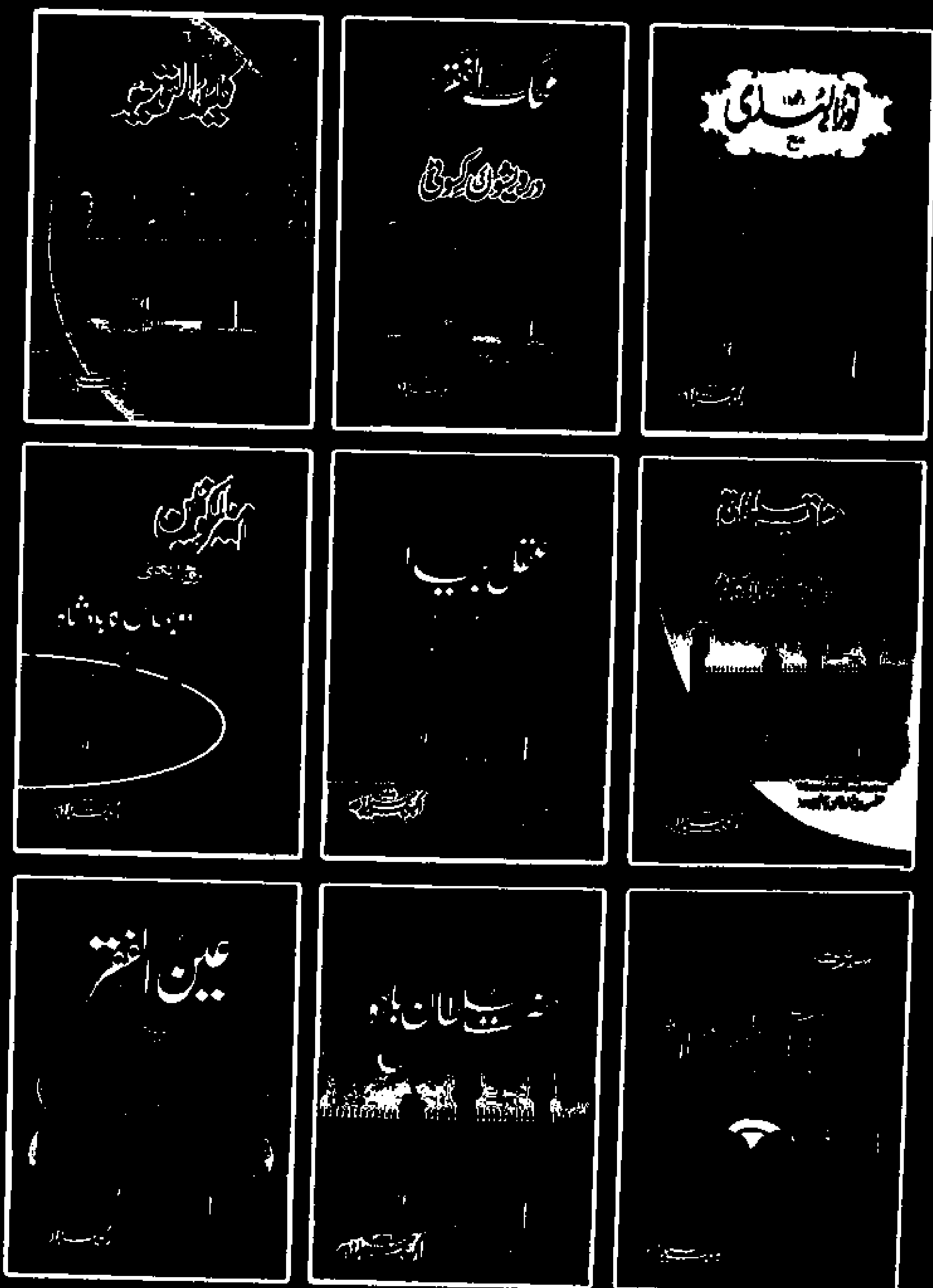

ناشر
اکبر بک سیلرز

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

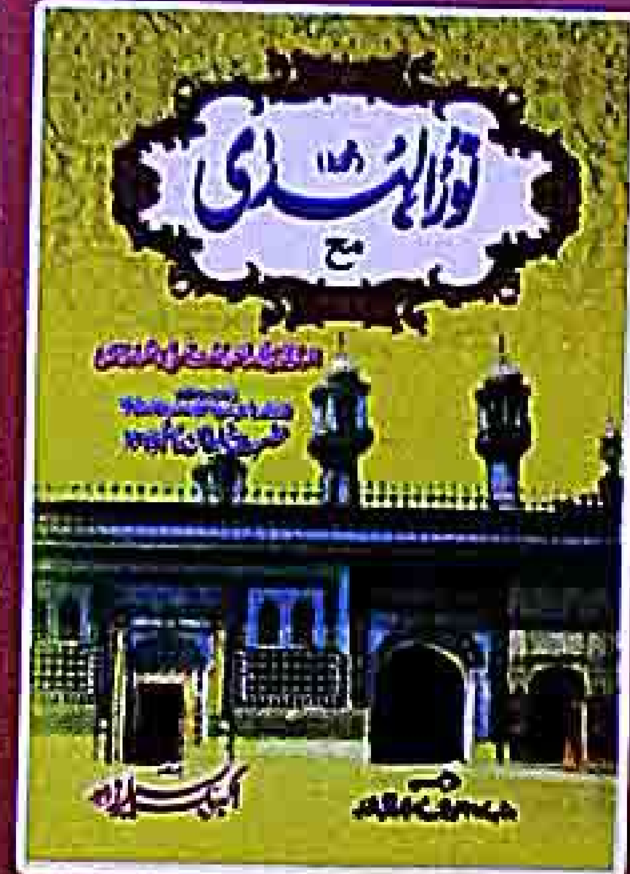

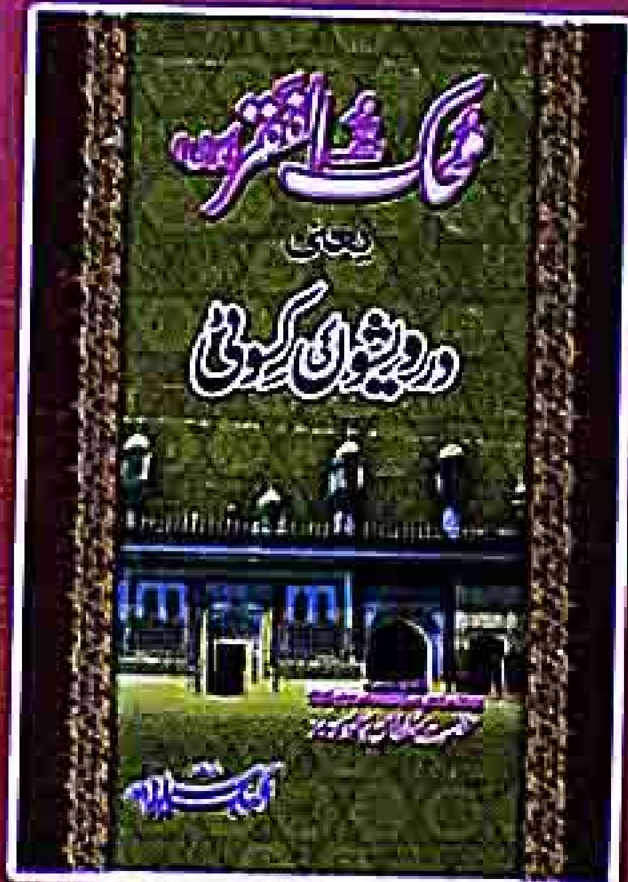

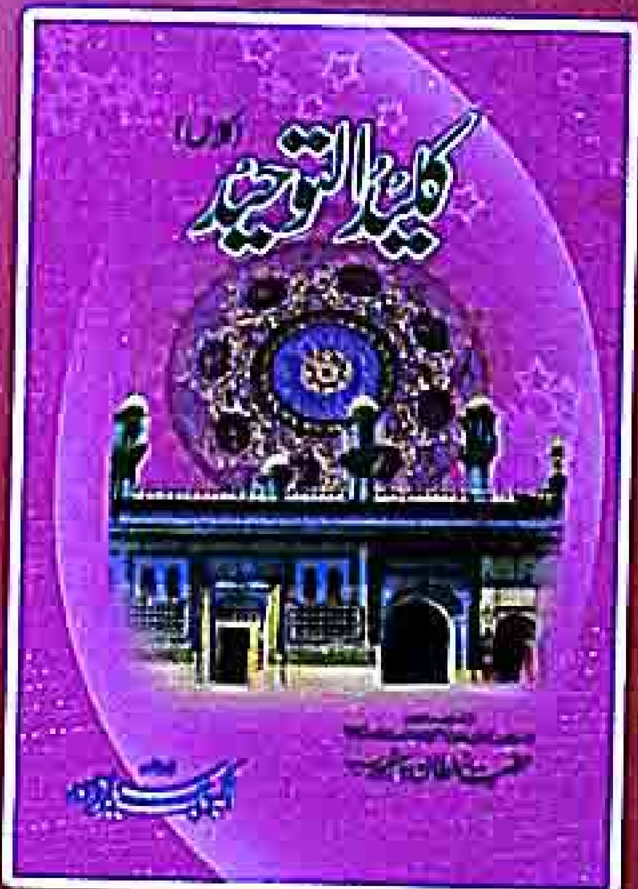

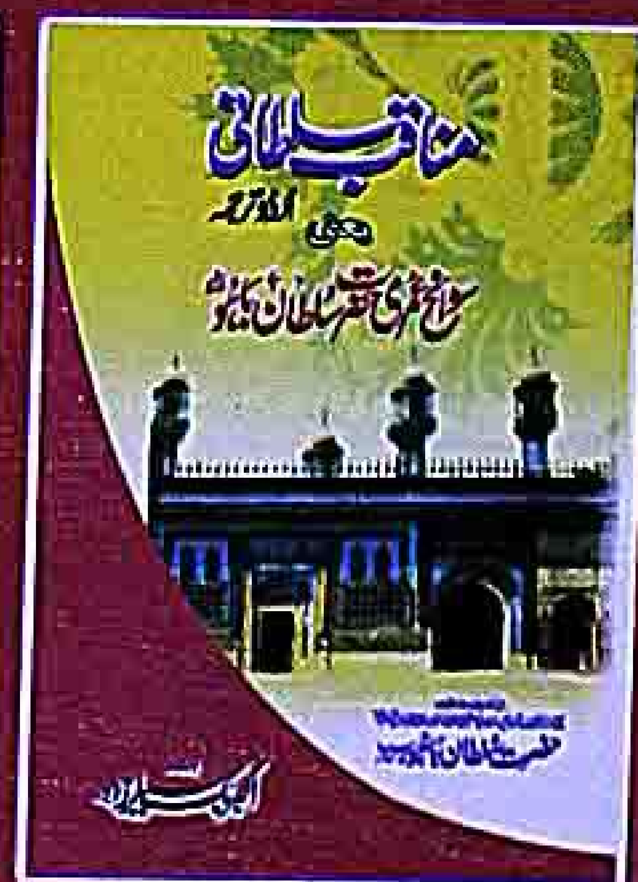

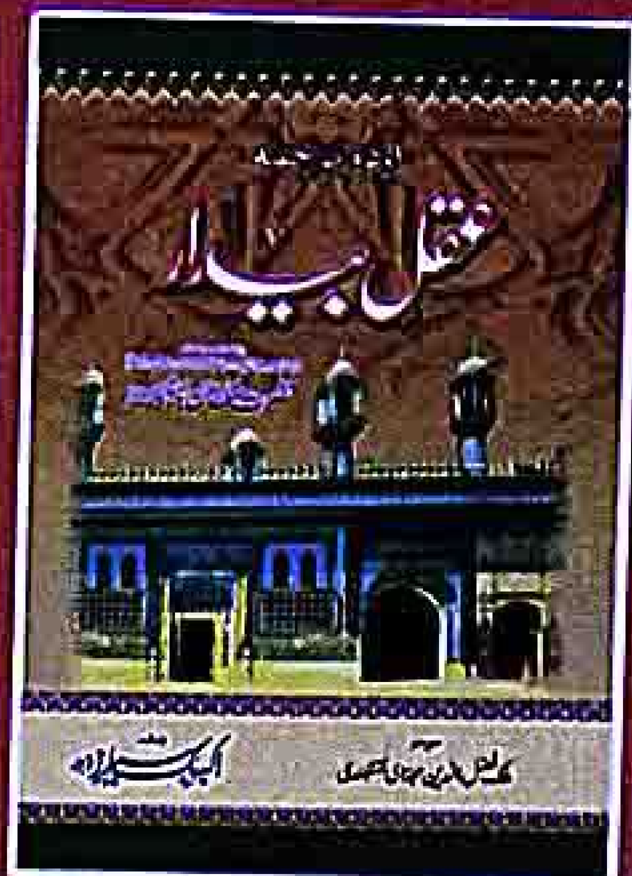

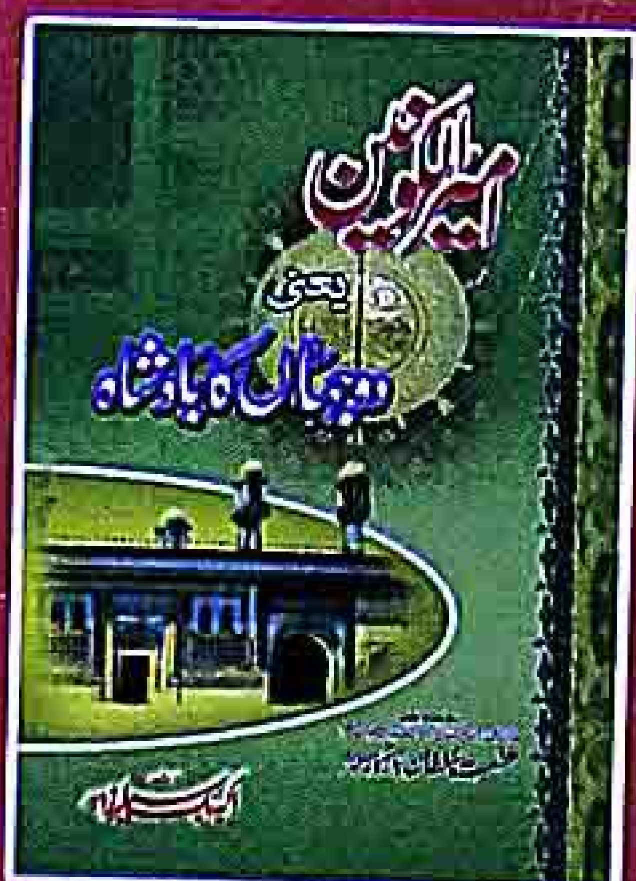

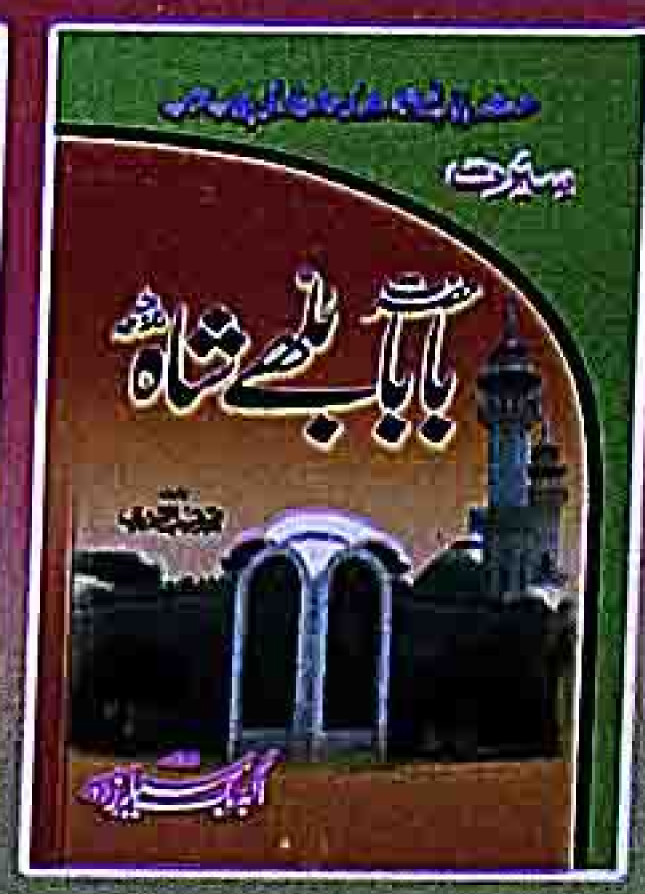

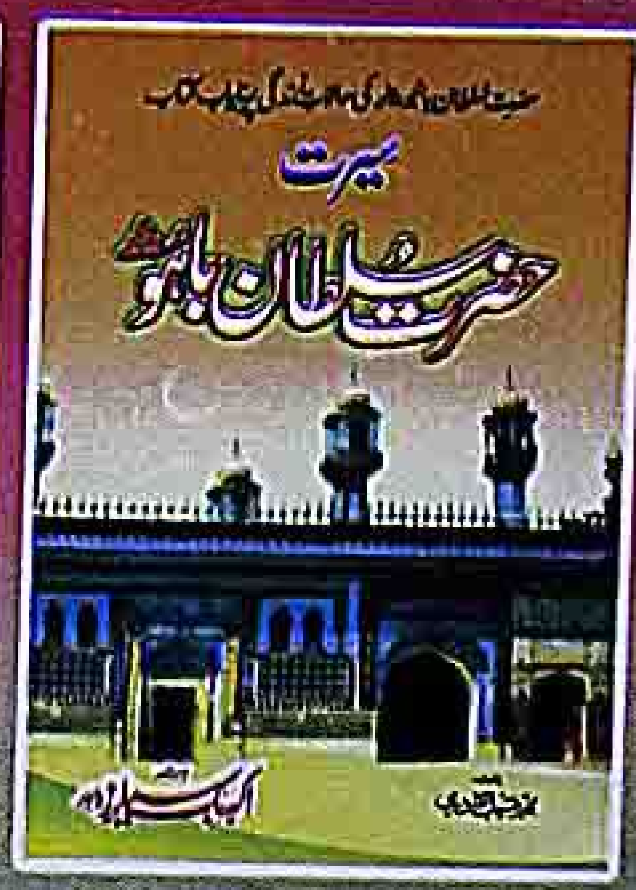

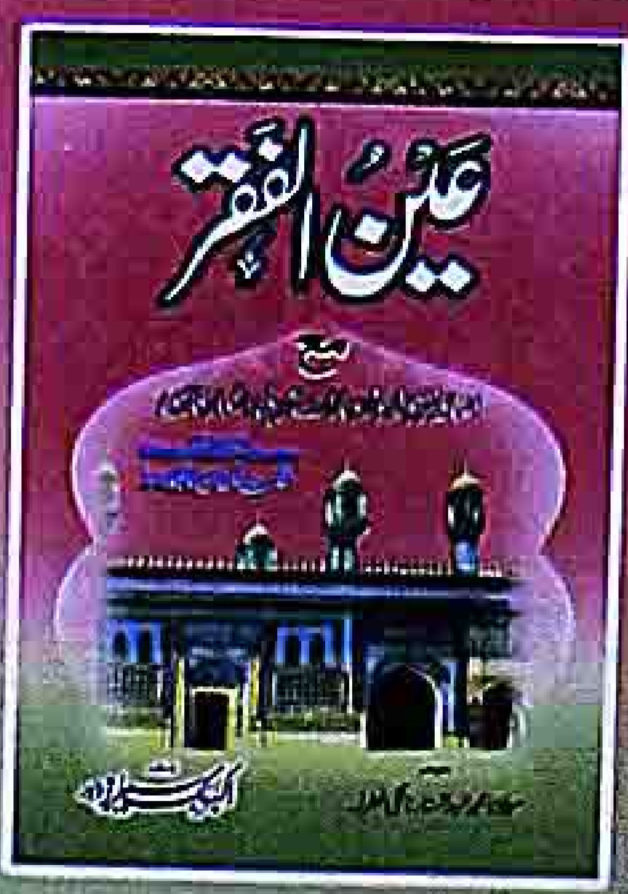

ناشر
اکبر بک سیلرز
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

Designed by: Sakhawat 0321-8440620

عین الفقر

مع

اضافہ ترجمہ اردو عبارات عربی اشعار فارسی

از تصنیف و لطیف

[illegible]

حضرت سلطان باہو قدس سرہ

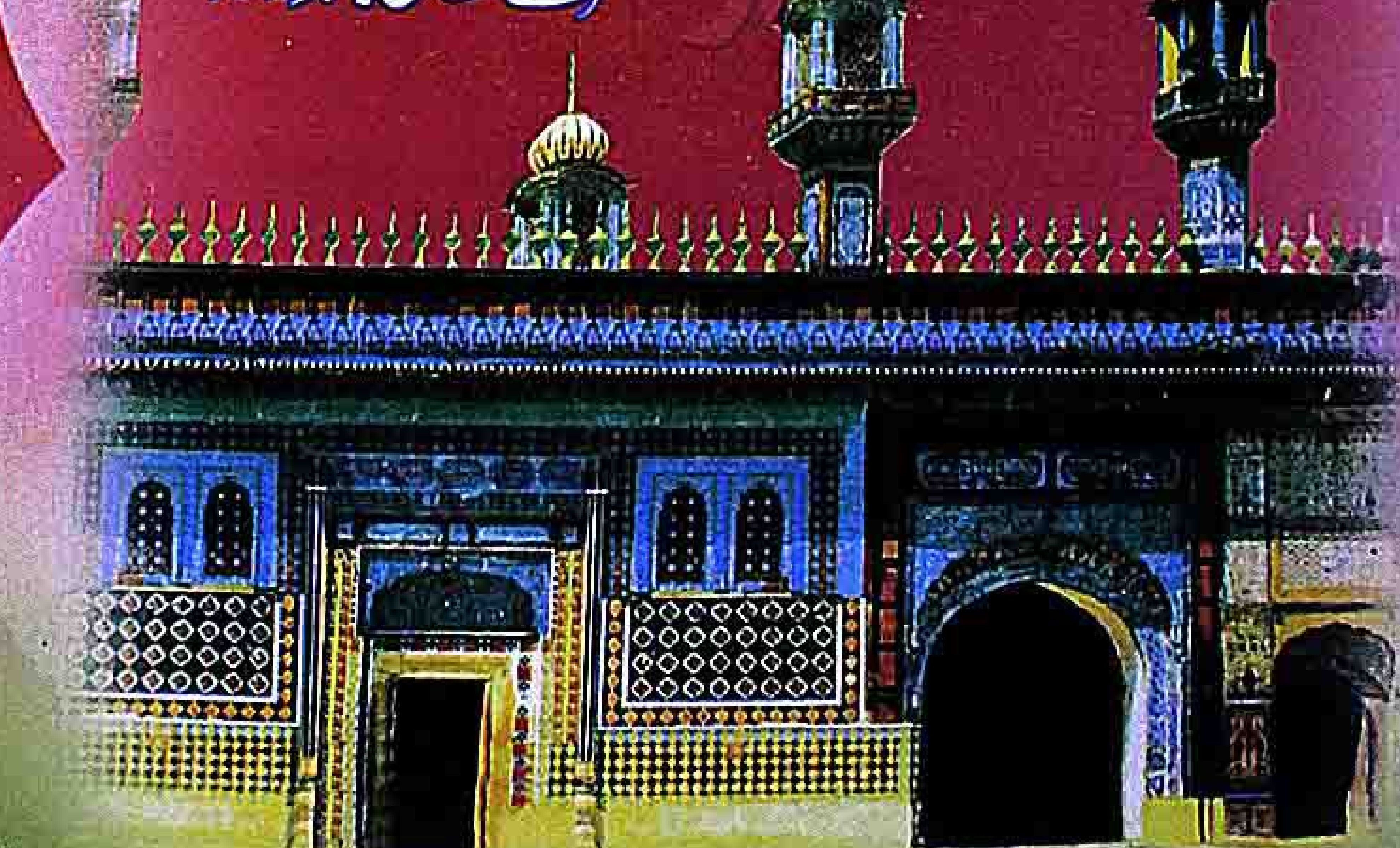

مترجم:
جناب مولانا محمد عبد الستار تونسوی مدظلہ

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور